سلسلۂ کتب ہائے دھرم شاستر

نمبر (۱)

اصول و طریقۂ تبنیت

مؤلفہ

فیلخانہ شیش راؤ بی اے

سنہ ۱۳۳۰ ف

مطبوعہ

مطبع نظام دکن وغیرہ حیدرآباد

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

طبع اول (۵۰۰) جلد

قیمت مہ سکہ عثمانیہ علاوہ خرچ ڈاک

RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED

تمہید

(۱) رائے بنجیاتھ صاحب کی تالیف نے دھرم شاستر کے مسایل کو صاف اور عام فہم کردیا ہے لیکن اسمیں اس قدر گنجایش نہ تھی کہ ہر مسئلہ کو شرح و بساط کے ساتھ درج فرماتے اس لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ ایک سلسلہ کتب ہائے دھرم شاستر" قایم کرکے شاستری مسایل امکانی وضاحت کے ساتھ ہدیۂ ناظرین کروں۔ چنانچہ مسئلہ تبنیت پر تا بجد حوصلہ خود کتاب ہذا میں بحث کی گئی ہے اور اگر یہ ظاہر ہوجائے کہ یہ کوشش کارآمد ہے انشاء اللہ وراثت اور تقسیم پر تالیفات ہدیہ ناظرین کئے جائینگے۔

(۲) اس موقع پر یہ عرض کرنا بیجانہ ہوگا کہ اس کتاب کی تالیف میں صرف عہدہ داران اور وکلاء کے ضروریات پیش نظر رکھے گئے ہیں اور اسی وجہ سے جملہ قسم کے نظائر اور اشکال اس میں درج اور بیان کئے گئے ہیں۔ چنانچہ عورتوں کے حقوق، شودروں کی تبنیت اور منظوری تبنیت کے ابواب علیحدہ علیحدہ قایم کئے گئے ہیں اور منظوری تبنیت کے ضمن میں جملہ احکام صیغہ مال نظائر اور اون پر تنقید بہت صراحت کے ساتھ کیگئی ہے

(۳) اس قدر وضاحت کے بعد معزز ناظرین کی توجہ اس جانب معطوف کرانا چاہتا ہوں کہ حقیقتاً مجھے ایسے بڑے کام میں ہاتھ نہ ڈالنا چاہیئے تھا۔ بلکہ میں انتظار کرتا کہ کسی قابل صاحب کے ہاتھ یہ امر تکمیل پاتا۔ تاہم اگر اس کتاب کے نقائص کے اصلاح کے پیرایہ میں کیوں نہ ہو کوئی مکمل اور اعلیٰ قسم کی کتاب نمودار ہوجائے تب بھی میں اپنے کو کامیاب تصور کرونگا۔

(۴) اس کتاب کی تالیف میں زیادہ تر انگریزی کتابوں سے مدد لی گئی ہے

اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ مسٹر گلاب چندر شاستری کی تصنیف "قانون تبنیت ہنود" موجود
نہ ہوتی تو مجھ جیسے شخص سے یہ کام اس طور پر بھی تکمیل نہ پاتا۔ تاہم یہ بھی عرض کرنا بیجا نہ ہوگا
کہ یہ کتاب اسکی تقلید میں نہیں لکھی گئی ہے۔ بلکہ غرض تبنیت کے نسبت میں نے اونسے خاص
طور پر اختلاف کیا ہے۔ الغرض تصنیف مذکور کا صرف ترتیب پیش نظر رکھ کر اصول کیلئے دھرم
شاستر مولفہ گھوش سے اور نظائر کے لئے دھرم شاستر مولفہ ٹریولین سے مدد لی گئی ہے اور
مزید اطمینانی کی غرض سے دتک میمانسا اور دتک چندریکا سے مطابقت کی گئی ہے۔ اور جہان جہاں
میں نے کسی تصنیف سے اقتباس کیا ہے۔ فٹ نوٹ میں اس کا حوالہ درج ہے۔ جس سے یہ
بھی ظاہر ہوگا کہ علاوہ ان کے اب تک زبان اردو جس قدر شاستر کی تصنیفات
شایع ہوی ہیں اون سے میں بے خبر نہیں رہا۔ الغرض ان تصانیف سے ہی میرا
کام سہل ہوا۔ ورنہ ایک ایسے شخص کے لئے جو ریل سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر رہتا
ہو اور انگریزی پٹھ خانہ قریب نہ ہو یہ ناممکن ہے کہ کوئی کام کرسکے۔

(۵) اس وجہ سے ممکن ہے کہ اس میں غلطیاں رہ گئی ہوں خواہ زبان کی ہوں یا
کتابت کی۔ البتہ زبان کی نسبت میں صرف اسی قدر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب
زبان اردو اسی معنی میں لکھی گئی ہے کہ اردو زبان بولنے والے اس کا منشا سمجھ سکیں۔
البتہ کتابت کی غلطیاں ناگزیر تھیں۔ بلدہ کے مطابع کی بے اعتنائی اور میری
اقامت دوری کی وجہ۔ باوجود اس کے کہ پورے تین ماہ میں یہ چھوٹی سی کتاب تین
مطابع میں تکمیل کرانی پڑی۔ کتاب ہذا کے ساتھ ایک طول طویل صحت نامہ کا انسلاک
لازم آیا۔ البتہ مطبع نظام دکن کے مینیجر صاحب توجہ سے کام کرنے کی وجہ یہ کتاب
ہدیہ ناظرین ہو رہی ہے اسلئے عام طور پر التماس ہے کہ ہر قسم کی غلطی کے نسبت معزز ناظرین
مجھے مطلع فرما کر ممنون فرماویں فقط

مرقومہ غرہ شہریور سنہ ۱۳۲۳ ف

بشیشر راو فیل خانہ

اُصول وطریقہ تبنیت

فہرست ابواب

حصۂ اوّل

حصۂ دوم

حصۂ سوم

فہرست مضامین

غرض تبنیت

(غرض تبنیت مصنوعی فرزندان)

حصہ دوم

باب (۶)

لوازم تبنیت

باب (۹)
تبنی کون کیا جا سکتا ہے

۱

اصول و طریقہ تبنیت

حصہ اوّل

باب اوّل

تبنیت کی تعریف

تمہید۔ (۱) دہرم شاستر کے بتہدیوں کو اگر کسی مسئلے کی نسبت زیادہ پریشانی ہوتی ہو اور اوس کے سمجھنے کیلئے اونکو ایک عرصہ تک مجبوری پیش ہوتی ہو تو وہ صرف مسئلہ تبنیت ہی ہے اسوجہہ سے کہ دنیا مین اسوقت جتنے اقوام موجود ہین اونمین نہ یہہ طریقہ رایج ہے نہ قانون مین اوسکو یہ درجہ اور اہمیت حاصل ہے جو ہندو دہرم شاستر نے تبنیت کو دے رکہا ہے تبنیت کا لفظ زمانہ سلف مین رومامین مستعمل اور یہ طریقہ مروج تہا اور اب بہی انگلستان کا قانون بعاجی سے یہ لفظ خارج نہین ہوسکتا ہے

Checked 1987

لیکن نظر تعمق سے تو کجا سرسری مطالعہ معمولی شخص پر بہی یہہ ظاہر کرسکتا ہے کہ تبنیت ہنود اور دیگر اقوام کی تبنیت بجز لفظ کے کسی اور نکتہ نظر سے مشابہ نہین تہی ایک تو اون کے طریقے مختلف اغراض مختلف اور نتایج بہی مختلف۔ دوسرے یہہ کہ قانون نے ان کو ایسی معمولی جگہہ دی تہی کہ زمانہ کی رفتار سے وہ اب دیگر اقوام مین معدوم ہین۔ اور دنیا مین اگر اس مسئلہ کو اہم اہمیت دی گئی ہے تو صرف دہرم شاستر مین ہی ہے اور اسی اہمیت کے بدولت آج تبنیت کا طریقہ ہندوستان مین مروج ہونیکے علاوہ دہرم شاستر کے مسایل کے منجملہ اہم ترین اور مشکل ترین مسئلہ ہونا قرار پایا ہے۔

فوائد فرزند صلبی۔ (۲) اس اہمیت کا اندازہ اینده ابواب مین بعنوان غرض تبنیت جو بحث کی جائیگی اوس سے صاف طور پر ظاہر ہوگا اوسمین طول طویل مباحثہ کے بعد ثابت کیا گیا ہے کہ صلبی فرزند ایک ایسا ذریعہ ہے کہ جسکے وجود کے بغیر ہندو شخص کی زندگی پوری نہین ہوسکتی۔ اوسپر جن دو قسم کے فرایض کا بار عاید ہوتا ہے اوس سے وہ اوسوقت تک نجات نہین پاسکتا۔ بلکہ پاسکہ (   ) وغیرہ لوگون کے تعریفات کے لحاظ سے یہہ ایک ایسا شخص ہے کہ[1] اوسکے پیدا ہوجانے سے اوسکا باپ (پت) نامی دوزخ سے نجات پاتا ہے[2]۔ اور اگر کسی شخص کو بیٹا پیدا نہ ہو تو وہ اوس دوزخ مین جائیگا۔ جسکے معنی ظاہر ہین کہ ہر حالت مین انسان کو لازم ہے کہ فرزند صلبی پیدا کرے۔ اور یہ ناممکن ثابت ہوجاے تو ذریعۂ تبنیت اوس کا قایم مقام مقرر کرے۔ گویا شاستری نکتہ نظر سے متبنی لڑکا صلبی فرزند کے مساوی تہا اور جب کوئی شخص قدرت سے بیٹا نہ پاوے تو اوس پر لازم تہا کہ ایسا قایم مقام

(۱) ہندو کوڈ مولفہ ڈاکٹر گور صفحہ (۲۸۰) فقرہ (۵۵۲)۔

(۲) مکہوش جلد سوم صفحہ (۹۸)۔

بنائے۔ چونکہ فرزند صلبی کے نہ ہونیکی صورت مین اس لڑکے سے وہی نتایج حاصل ہو سکتے ہین۔ جو فرزند صلبی سے ہوسکتے ہین۔ آر یہ لوگون کے یہہ خیالات زمانہ قبل وید کے تہے۔ آر یہ اقوام تفریق پانے کے بعد بہی دیگر اقوام مین قایم رہے چنانچہ روما کے قانون مین اوسکو (   ) کہتے ہین۔[1] اور اوس کا وہی درجہ تہا جو صلبی فرزند کا تہا۔ مگر ہندو شاستر کے لحاظ سے متبنی کو روحانی فایدہ پہونچانے اور دینی غرض کے حاصل کرنے کا جو امتیاز ہے وہ کسی قوم کے تبنیت کو حاصل ہنین تہا اور یہی وجہہ ہے کہ باوجود انقضائے قرن تبنیت کا رسم اوس شدومد کے ساتہہ قایم ہے۔ اور اون اقوام مین جنکی غرض محض دنیوی تہی۔ اب تبنیت کا نام و نشان تک باقی ہنین ہے۔

یہہ مسئلہ اہم ہے۔ (۳) اس اہمیت کا اندازہ جان ڈی مین کے کتاب دہرم شاستر کے اقتباس ذیل سے بہی ہو سکتا ہے۔

ہندو دہرم شاستر کے متعلق انگریزی زبان مین جس قدر تالیفات ہین اون مین اور پرانی قانون کی کتابون مین مضمون تبنیت کو جگہہ دینے مین ایک عجیب نامناسبت سے کام لیا گیا ہے۔ ہر شخص سوتر کہنے والے سے لیکر داے بہاگ تک تمام کتابون کی تنسین کر جائے لیکن یہہ نہین معلوم ہو سکتا کہ ہندو قانون مین تبنیت بہی کوئی امر اہم و اصل ہے کہ قانون تبنیت جیسا اوس زمانہ مین مروج ہے بعض پرانی تصنیفات کی صرف حالیہ ترقی ہے۔ اور یہہ کہ صحیح اسناد کی موجودگی موشگافی اور باریک بینی کی بے انتہا ترقی کی باعث ہوئی۔

(۱) ہندو کوڈ مولفہ ڈاکٹر گور صفحہ ۲ فقرہ ۱۴۲ تمہید۔

یہہ نتیجہ کہ تبنیت کے ساتہہ انتقال جائداد لازمی ہے
اس کا باعث ہوا کہ ہر امر متنازعہ عدالت مین پیش کیا جاے
اور نئے قواعد معلوم اور وضع کئے جائین علیحدہ

اب تک اس بارہ مین کافی وضاحت سے کام نہین لیا گیا۔

(۳) اقتباس صدر سے دو امور ظاہر ہو سکتے ہین کہ
(۱) اس وسیلہ سے انتقال جائداد لازمی ہونی چاہئے۔
(۲) دوم یہہ کہ اوس کو دہرم شاستر نے کافی وضاحت اور اہمیت کے ساتہہ بیان نہین کیا۔

تبنیت کی جو تعریف فقرہ آئندہ مین بیان کیجائیگی اوس سے فوراً ظاہر ہوگا کہ فی الواقعی تبنیت کے واقع ہونے سے کیا نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ اب صرف اختصاراً یہہ بیان کرنا کافی ہوگا کہ تبنیت ایک ایسا رسم ہے جس کے باضابطہ تکمیل ہونے سے ایک غیر شخص کو وہ درجہ اور استحقاق پیدا ہو جاتا ہے جو قدرت نے پیدائش کے ساتہہ صلبی فرزند کو اپنے باپ کی جائداد اور حقوق کے نسبت دے ہین۔ اب ایسی اہم چیز جو ایک غیر کو محض باضابطہ تکمیل ہونیکی وجہ سے سلسلہ وراثت مین پہلا درجہ عطا کرتی ہے کہ کسی شخص کے نظر مین بہی معمولی نہین ہو سکتی۔

امر دوم کے نسبت باب آئندہ مین بصراحت بحث کیجائیگی۔ لیکن مین صاحب کا فقرہ ذیل اس بات کا بیّن شاہد ہے کہ مصنفین سلف نے اس مسئلہ کو اپنی تالیفات مین کافی وضاحت کے ساتہہ بیان نہین کیا۔ البتہ دو رسالہ جات مترجمہ مسٹر سٹدرلینڈ سے یہہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ انگریز مطلق اصلیت تک نہین پہونچے۔ جگناتہہ ڈایجسٹ مین بہی مضمون صرف (۳۲) صفحون۔

(۱) اصول دہرم شاستر مولفہ مین صاحب مترجمہ محمد عباس صاحب و فدا حسین خانصاحب صفحہ ۱۲۱

مین لکھا گیا ہے[1]۔

یہی حال اب ممالک محروسہ سرکار عالی کی نسبت بیان کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ عموماً دھرم شاستر کی کتابین عدالت ہائے سرکار عالی مین وہی مستند مانی جاتی ہین۔ جو بزبان اردو لکھی گئی ہین اور اون کے منجملہ سوائے دھرم شاستر مولفہ بیجناتھ صاحب کے بقیہ کتب اون انگریزی کتابون کے تراجم ہین۔ جو انگریز لوگون نے برٹش حکومت کی زمانہ ابتدائی مین لکھی تھین۔ اس لئے اون کتابون سے اس مسئلہ کے نسبت کامل معلومات حاصل کرنے کا موقع نہ تہا۔ نیز اب بیجناتھ صاحب نے بہی جو کتاب تصنیف فرمائی ہے وہ گو جدید تحقیقات کے نتیجہ کے بنا پر لکھی ہے۔ مگر اوس مین اس قدر گنجایش نہ تہی کہ ہر جزو دھرم شاستر کو بسط اور صراحت کے ساتھہ درج فرمائین مثل جگناتھہ ڈائجسٹ کے صرف معمولی (۴۴) صفحون مین ہی مسئلہ تبنیت کو ختم کردیا ہے۔ انگریز لوگ چونکہ تحقیق اور محنت کے عادی ہین۔ ایسے مسئلے پیش ہونیکے صورت مین اون لوگون نے امکانی تحقیق کے بعد تصفیہ کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ دھرم شاستر کے مسائل کے اصول محض فقرہ جات مندرجہ فیصلہ جات ہائیکورٹ ہائے برٹش انڈیا اور پریوی کونسل سے اخذ کئے جا سکتے ہین۔ الغرض اس بات کی سخت ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ اس اہم ترین مسئلہ کو کافی طور پر سمجھنے کے لئے زبان اردو مین سامان مہیا کیا جائے جسکی تکمیل کی بنا اس کتاب کے ذریعہ سے ڈالنے کی کوشش کیجا رہی ہے تاکہ آیندہ اس کتاب کے غلطیون کی اصلاح کے پیرایہ مین بہی ایک متحقق اور مکمل کتاب نمودار ہو جائے۔

تبنیت کی تعریف درج کرنیکے وجوہ

(۵) تبنیت کو اختصار مین بیان کرنے کی کوشش فقرہ صدر مین کیگئی ہے اور جو فقرہ درج ہے وہ کسی حال مین تبنیت کی تعریف

(۱) اصول دھرم شاستر مولفہ مین صاحب۔ مترجمہ محمد عباس صاحب صفحہ (۱۲۱)

نہین کہلائیگا۔ کیونکہ تعریف کے لئے جو اصول مقرر کئے گئے ہین اونکی پوری پابندی فقرۂ صدر مین نہین ہوسکتی نہ وہ جامع ہے نہ اوس کے اجزا رکو علحدہ علحدہ عملاً بتا سکتے ہین بلکہ وہ فقرہ صرف اثر تبنیت تبلا سکتا ہے۔ اسلئے تبنیت کے نسبت مزید بحث کرنیکے قبل اسکی سخت ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ اوس کی تعریف درج کیجائے جو شاستر اور قانون نے تسلیم کیا ہو۔

تبنیت کی تعریف۔

(٦) قبل اس کے کہ اس لفظ کی تعریف کیجائے لازم ہے کہ اس طریقہ کی غایت تبلائی جائے۔ کیونکہ جب تک اسکی غرض بتلائی نہ جائیگی تعریف کا درج کرنا قبل از وقت ہوگا۔ تعریف سے محض اس طریقہ کے اجزائے تکمیلی معلوم ہوسکین گے۔ لیکن تبنیت کے جملہ امور کو اوس کی غرض کے قبل بیان کرنے سے ایسی بڑی تشنگی باقی رہ جائیگی کہ ہر وقت پڑہنے والے کے دل مین یہہ سوال پیدا ہوگا کہ اتنی ساری کوشش کس غرض سے کیجارہی ہے۔ یہ بحث کوئی معمولی نہین ہے اور اسی وجہ سے مین نے اس کو علحدہ طور پر باب (۴) مین بیان کیا ہے۔ لیکن تعریف کے قبل اس قدر تمہید کافی ہے کہ یہہ طریقہ اس غرض سے ایجاد کیا گیا کہ لاولد اشخاص کو سورگ (جنت) نصیب ہو۔ کیونکہ شاستر مین صراحت کے ساتہہ لکھا ہے (١) کہ لاولد کو جنت نصیب نہوگی" اس شرط کی تکمیل کے لئے اور جنت حاصل کرنے کے غرض سے یہہ طریقہ ایجاد کیا گیا ہے اور ہندو شاستر کے لحاظ سے ایسے اولاد کے کریا و کرم اور پنڈ پانی دینے سے جنت نصیب ہوسکتی ہے جو دونون امور کے انجام دہی کی شاستری قابلیت رکہتے ہون اس لئے اولاد سے مستورات خارج کردی گئی ہین۔ بہرحال اس طریقہ کی غایت محض اسی قدر ہے کہ جنت کے حصول کے لئے بعدم موجودگی فرزند صلبی کوئی ایسا قایم مقام شاستری بنایا جائے جو

(١) گھوش صفحہ ۴١ جلد اول بحوالہ ایتریہ برہمن۔ ()

فرزند صلبی کے فرایض انجام دینے کی وجہہ تبنیت گیرندہ کی اصلی غایت یعنی حصول جنت کو مکمل کرسکے۔

متبنیٰ لڑکے کی تعریف۔ (۷) الغرض ویدک زمانہ مین فرزند صلبی کے قایم مقام گیارہ قسم کے ہونا قرار دیا گیا تھا جن کا ذکر آیندہ باب (۳) مین کیا جائیگا۔ اون کے منجملہ ایک قسم تبنیت کی ہے جس سے ایسے شخص کو جسکو بیٹا نہ ہو بطریق تبنیت بغرض حصول جنت قایم مقام بیٹے کا حاصل کرنا ممکن ہوگیا اس طریقہ قیام فرزند متبنیٰ کے نسبت منوسمرتی کے باب (۹) فقرہ (۱۶۸) مین حسب ذیل عبارت درج ہے۔

متبنیٰ۔ وہ لڑکا (متبنیٰ فرزند) کہا جائیگا جو تبنیت گیرندہ کے مساوی قوم ہو اور جسکو اوس کے ماں باپ نے بوقت احتیاج بطور تبنیت گیرندہ کے فرزند کے محبت کے ساتھہ عطا کیا ہو اور اوس عطا کی توثیق پانی چھوڑنے سے کی ہو۔

تبنیت۔ اور تبنیت وہ طریقہ وانجام دہی رسومات ہے جسکو شاستر نے کسی لڑکے کو متبنیٰ قرار دینے کے لئے لازمی گردانے ہون۔ یہی تعریف دھرم شاستر کے شارحین نے تسلیم کرکے اوس مین وضاحت کی کوشش کی ہے اور اسی وجہ سے مین نے اوسی تعریف کو درج کیا ہے اور بقیہ تعریفات کو جو متعدد مگر نفس الامر مین ایک ہی ہین بنظر طوالت نظر انداز کیا ہے۔ الغرض تبنیت کی سارے تصانیف و جملہ شروح اسی ایک فقرہ پر مبنی ہین اور چونکہ آیندہ اس بارہ مین کافی وضاحت سے کام لیا جائیگا۔ فی الوقت اسی تعریف پر اکتفا اور تمہیدی باب ختم کیا جاتا ہے۔

(۲) باب دوم

ماخذہاے تبنیت

ماخذ دھرم شاستر

(۸) یہہ بات ابتدائی مین بیان کی گئی ہے کہ تبنیت دہرم شاستر کا
اہم جزہے۔ اور اس لئے اس کے ماخذ بہی وہی ہین جو دہرم شاستر کے ہین کیونکہ خالص مسئلہ
تبنیت کے نسبت کوئی علحدہ احکام یا کتب موجود نہین ہین اولاً اس وجہ سے کہ زمانہ قدیم مین
ہر جزو کو علحدہ علحدہ طور پر دلائل کے ساتہہ ترتیب دینے کا رواج نہین تہا نیز اس جزو کو
دہرم شاستر سے علحدہ کیا جانا بہی مناسب نہین تصور کیا گیا۔ علاوہ اسکے جملہ سمرتیون اور
اون کے مقلد شارحون اور مصنفین کا طریقہ دیکہا جائے تو یہی معلوم ہوگا کہ انہون نے اس
مسئلہ کو بضمن وراثت بیان کیا ہے اور اوس مین وراثت کا سلسلہ مقرر کر کے صرف اس قدر
درج کیا گیا کہ لڑکا متبنیٰ ہوجانیکے بعد صلبی فرزند کا درجہ حاصل کرتا ہے۔ اور یہی وجہہ تہی کہ منو نے
دہرم شاستر کے جو ابواب درج کیے ہین (باب ۹ فقرہ (۱۴۲، ۷)) اون مین تبنیت کو علحدہ
طور پر بیان نہین کیا۔ اور چونکہ منو اور یاگیولک نے تبنیت کا مسئلہ بضمن سلسلہ وراثت
درج کیا تہا۔ اور اوسکے بعد کے شارحین و مصنفین نے ابتدائی ترتیب مضامین مین مطلق
فرق نہ ہونے دیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ باوجود اسکے کہ تبنیت کا طریقہ تخمیناً ساڑھے چار ہزار سال
قبل عیسوی سن کے مروج ہے اوس بارہ مین مستقل اور بسیط شروحات یعنی دتک میمانسا
و دتک چندرکا وغیرہ سترہوین صدی مین ہی وجود پذیر ہوئے۔ اور قیاس یہہ چاہتا ہے کہ یہہ بہی
انگریزی مصنفین اور ججون کے تقاضہ و رہنمائی و خواہشات کا نتیجہ ہے۔ اسکی اصل وجہہ یہہ ہے

کہ ہندو شاستر کاروں کے نظر میں قانون کو کوئی خاص اہمیت نہ تھی- بلکہ اونکے نظر میں دہرم و قانون ایک ہی تہا چنانچہ منو اور یاگیہ ولک نے جو ماخذہائے قانون (دہرم) بیان کیے ہیں حسب ذیل ہیں-

(بقول منو باب (۲) فقرہ (۱۲)- (بقول یاگیہ ولک باب (۱) فقرہ (۷)

(۱) وید — (۱) ہم وید (۲) ضمیمہ جات جملہ (۱۰)

(۲) سمرتی — (۱۱) دھرم شاستر (سمرتیاں)-

(۳) رسم و رواج — (۱۲) مما نسا ( )-

(۴) ضمیر — (۱۳) نعایتہ ( )-

(۱۴) پران ( )-

گو سمرتی کاروں نے قانون اور دھرم کو ایک ہی سمجھا- اور دہرم کا ترجمہ مسٹر گلاب چندر شاستری نے قانون ہی کیا ہے لیکن مجھے ان دونوں امور کے تسلیم کرنے میں تامل ہے- سچ تو یہ ہے کہ زمانہ حال میں قانون سے جو مراد ہے وہ مفہوم سمرتی کاروں کے حاشیہ قیاس میں بھی نہ تھا اور مندرجہ صدر جو فہرست ماخذ قانون کی ہونا بیان کیا گیا ہے وہ اس نکتہ نظر سے غلط ہے کیونکہ ان میں سے کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جس کا موضوع قانون صریح ہو یہ جملہ مذہبی کتب ہیں- اور ان میں انہی امور کا تذکرہ اوسی حد تک ہے جو مذہب (اور اوسکا جزو اخلاق) سے متعلق ہوں(۲)-

دہرم و قانون کے مفہوم کی نسبت وضاحت-

(۹) قبل اس کے کہ زمانہ قدیم اور حال کے اصول قانون کی بحث کی جائے- یہ مناسب ہے کہ دونوں زمانہ کے قانون کے مفہوم کی وضاحت کیجائے- اصول قانون حال کے لحاظ سے قانون کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ

> قانون انسان کے ظاہری افعال کا قاعدہ ہے
> جسکو اعلیٰ حکومت انتظامی نے جاری کیا ہے(۱)

(۱) اصول قانون مترجمہ مانک شاہ صفحہ (۱۷۶)

برخلاف اسکے ہندو دھرم شاستر مین لفظ قانون کی کوئی تعریف ہی درج نہین کی جسکا صریح اقبال مسٹر گھوش نے اپنی کتاب دہرم شاستر کے فقرہ اول مین بدین الفاظ کیا ہے کہ

فی زمانہ قانون جس معنی مین مستعمل ہے اوس
قانون کی کوئی تعریف دہرم شاستر مین درج
نہین ہے[1]

چونکہ مسٹر گلاب چندر شاستری نے دہرم کا ترجمہ قانون کیا ہے۔ مناسب یہی ہے کہ وضاحت کے غرض سے دہرم کی تعریف کی جائے۔

دہرم مین وہ امور شامل ہین جن کو ویدون کے
ماہرین نے اختیار کرکے اوسپر عمل کیا ہے اور
وہ جو اون نیک اشخاص کے ضمیرون کے پسندیدہ
مین جو حسد یا سداری سے معرا ہین۔[2]

اِس سے معلوم ہوگا کہ دہرم مین انسان کے افعال ظاہری و باطنی کا قاعدہ مراد ہے جو ویدا اور سمرتیون نے مقرر کئے ہین۔ اور چونکہ ویدپروردگار عالم کا نازل فرمایا ہوا اور وحی ہے اور سمرتی کارون نے صرف اوس کی وضاحت کی ہے۔ دہرم کی مختصر اور جدید طریقہ کی تعریف حسب ذیل ترتیب دیجاسکتی ہے۔

دہرم انسان کے ظاہری اور باطنی افعال کا
قاعدہ ہے جسکو پروردگار عالم نے نازل فرمایا۔

اور چونکہ احکام ویدا اور سمرتی زیادہ تر دینی نصب العین رکھتے ہین اون مین فی نفسہ

---

(۱) گھوش جلد (۱) صفحہ (۱)۔

(۲) گھوش جلد (۱) صفحہ (۱)۔

ایسے امور بہت کم ہین جو اصطلاح حالیہ کے لحاظ قانون صریح کے تعریف مین داخل ہوتے ہین

دھرم قانون مین فرق۔ (۱۰) جو تعریفات صدر مین درج کئے گئے ہین اون سے معلوم ہوگا

کہ دہ دونون الفاظ کسی حالت مین مرادف نہین ہوسکتے۔

(۱) اولاً اس وجہ سے قانون اپنے کو انسان کی ظاہری افعال سے متعلق کرتا ہے تو دہرم آگے بہی تجاوز کرکے اوس کے باطنی حالات پر بہی اقتدار حاصل کرنے کا مدعا رکہتا ہے۔

(۲) قانون کا نفاذ حکومت اعلی انتظامی سے ہوتا ہے تو وید وحی ہین اوس کا نفاذ پرورد گار عالم سے ہوتا ہے۔[۱]

(۳) چونکہ قانون کا نفاذ بادشاہی کرتا ہے اوسکی خلاف ورزی کی سزا اسی دنیاوحیات مین ہوتی ہے مگر دہرم کی خلاف ورزی چونکہ احکام خدا کی خلاف ورزی ہے اوسکی سزا انسانی حکومت کی سزا سے تکمیل وختم نہین ہوتی۔ بلکہ آیندہ جنم مین بہی اوس کا پورا خمیازہ اوٹہانا پڑتا ہے۔

(۴) قانون چونکہ بادشاہ کا بنایا ہوا ہے وہ اوس کے تابع نہین ہوسکتا۔ اور کبہی کبہی بہ نظر انصاف بادشاہ اپنے کو کسی قانونی طریقہ کا پابند کراتا ہے تو بہی فی نفسہ اوسکی حیثیت فریق کی نہین ہوتی۔ برخلاف اسکے دھرم ذریعہ وید کے پروردگار عالم نے نازل فرماے ہین۔ امیر وغریب بادشاہ ورعایا ریکسان ہے۔[۲]

الغرض اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ بمقابل قانون کے حقیقتاً دہرم کا دائرہ اور حدود وارضی وسیع ہوگئی۔ قانون کا اثر جسمانی تہا تو دہرم کا اثر ولی۔ وماغی۔ اور جسمانی تھے دہرم کی وضاحت اشاعیہ (۲۴ ق ۱۹۱۱ء) نامی ایک شارح نے بحوالہ نار اسمرتی ۱۲۴۰۲

(۱) گھورش جلد (۱) صفحہ (۴)۔

(۲) گھورش جلد (۱) صفحہ (۵)۔

گئی ہے۔

(۱) دہرم کا امتیاز محض اسی سے ہو سکتا ہے کہ وہ اون امور کی تتبع کرتا ہے۔ جو وید سمرتی اور نیک لوگون نے پسند کئے ہون اور عمل راست تصور کیا ہو۔

بلکہ اور وضاحت کے غرض سے لکہا ہے کہ

(۲) اگر دنیا مین دہرم ہو جائے تو یہہ جہگڑے اور مقدمہ بازی دکہائی نہ دینگے نہ کسی قانون کے نفاذ کرنیکی ضرورت ہوگی۔ بلکہ بادی النظر مین قانون اور دہرم مین بہت مخالفت ہے مثل دہوپ وچہاون کے چہاون ہو تو دہوپ کا وجود نہین رہتا اور دہوپ ہو تو چہاون کا اوسی طور پر جہان دہرم ہے وہان دنیا کے موجودہ پیچیدگیان ظہور پذیر نہ ہون گے بلکہ یہہ بہی تصور کرنا بیجا نہ ہوگا کہ جہان قانون کی ضرورت داعی ہوئی دہرم چلا گیا۔[۱]

اشاعیہ کے اقتباسات جو صدر مین درج ہین اون کے منجملہ اقتباس بعد نمبر (۲) سے قانون اور دہرم مین فرق بتلایا ہے اور اوس شارح کے ذہن مین قانون سے وہی مراد ہے کہ جو اصول قانون حالیہ کے لحاظ سے مقرر کیا گیا ہے اور فقرہ (۱) دہرم کی تعریف بتلاتی ہے جو ہندو شاستر کے لحاظ سے مقرر کی گئی ہے۔

---

(۱) گہوش جلد (۲) صفحہ (۳۱)۔

دہرم کی صحیح تعریف۔

(۱۱) تاہم یہہ بات ظاہر ہوگی کہ ان دونوں کے اغراض مخالف نہ تہے۔ بلکہ حقیقتاً دہرم ایک ایسا وسیع اور جامع لفظ ہے جس مین اخلاق اور مذہب دونوں شامل ہین۔ مسٹر بیجنا تہہ اپنی کتاب دہرم شاستر مین بیان کرتے ہین کہ۔

دہرم کی اس تعریف کے لحاظ سے دہرم شاستر مین
جو احکام درج ہین اونکا تعلق مذہب اخلاق اور
قانون تینون سے ہے ۔[1]

اور سطور مابعد مین اونہون نے اس کی وضاحت بہی کی ہے لیکن اوس سے صرف اسی قدر ظاہر ہوگا کہ زمانہ قدیم مین قانون حسب مفہوم حالیہ موجود نہ تہا۔ اور چونکہ عام مضامین دہرم مین ایسے امور کا بہی تذکرہ تہا۔ جو بلحاظ مفہوم حالیہ قانون کی تعریف مین داخل ہین قانون کو دہرم کے اجزار مین سے تصور کیا جاتا ہے۔

اشاعیہ کا اقتباس جو صدر مین درج ہے وہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ دہرم کی غایت راستی تہی۔ اور ایسے امور اوس مین شامل ہین جو نیکی راستی اور ضمیر پر مبنی ہین اور حقیقت مین اخلاق کے جامع لفظ سے بہی یہی مراد ہے اور اس مین ایسے بہی امور شامل ہین جنکی بنیاد ان تینون پر ہو اور مصنفین حالیہ نے اس بات کو صریح الفاظ مین تسلیم کیا ہے کہ قانون کوئی ایسی چیز نہین ہے جو اخلاق سے غیر متعلق اور فی نفسہ مختلف ہو۔[2]

نیز یہہ کہ قانون کی غرض حصول خیر ہے۔ بلکہ مزید یہہ حجت پیش کیجاتی ہے کہ ایسی صورتین

(۱) بیجناتہہ صفحہ ۱۱ سطر (۵)

(۲) اصول قانون مترجمہ مانک شاہ صفحہ (۸)

مین "علم الاخلاق کو (جو علم خیر ہے) قانون
اور اخلاق کی بنا مشترکہ ہونا چاہئیے"[1]
مگر حقیقت حال بیان کرتے ہوے وہ یہہ بہی تسلیم کرتے ہین کہ دراصل ایسا نہین ہے
"اخلاق کی سب ہدایتین اس قابل نہین ہین کہ
وہ بطور قانونی اصول کے تصور کئے جائین
بہت سے قانونی اصول جنکو قانون صریح تسلیم
کرتا ہے زیادہ تر مصلحت یا افادہ کی بنا پر
مقرر کئے جاتے ہین نہ اخلاقی لحاظ سے اور
اسلئے وہ اخلاقی نہین بلکہ قانونی اصول ہے"

مدعا کے شاستر و قانون مین بہت فرق ہے۔

(۱۲) ایسی حالت مین ہم نے اون اختلافات کے باوجود جو دہرم اور قانون مین موجود ہے اور یہہ تسلیم کرکے کہ دہرم اور قانون ایک ہی چیز نہین ہے۔ اس بات کو تسلیم کیا تہا کہ دہرم اور قانون کی غرض ایک ہی ہے اور فقرہ صدر اس بات کو واضح کردیگا کہ یہہ فقرہ محدود معنی مین ہی صحیح ہے۔ واضعان قانون نے قانون صریح کا مدعا حصول خیر رکہا مگر بتدریج اوس مین ایسی وسعت دیگئی اور خیر کی تعریف بدل جانے کی وجہ اس مدعا مین بہی تفرقہ آگیا۔ قانون صریح علم الاخلاق کا ایک جزو ہے مگر جزو کامل نہین ہے اور اوس قانون جسکا مدعا خالص حصول نیک ہو علم الاخلاق اور دستور اخلاص سے ملقب کیا گیا اور ہندو شاستر اس سے ہی متعلق ہے اور قانون صریح کے مدعا مین بمقابل خالص اخلاق کے افادہ عوام[2] و افادہ غلبہ کو ترجیح رکہا گیا ہے اور بلحاظ اشاعیہ جو

(۱) اصول قانون مترجمہ مانک شاہ صفحہ (۸)۔
(۲) Greatest good of the Greatest Number

صراحت دھرم کی کیگئی ہے اوس سے ظاہر ہوگا کہ افادہ غلبہ کی غایت ہندو شاستر کاروں کے ذہن مین تک نہ تھی۔ بلکہ مسٹر مانک شاہ کے اصول قانون صفحہ (۲۱) پر جو بحث اس بارہ مین درج ہے وہ ضرور دلچسپ معلوم ہوگی اور اوس سے ظاہر ہوگا۔ کہ قانون کی غرض و دھرم کی غرض یک نہ تھی۔ صرف اخلاق کے حد تک ایک تھی ۔

المختصر یہہ کہ حقیقتاً مدعائے شاستر ہنود دینی و روحانی تھی۔ اس سے اون مین عمداً اور لازماً ایسے امور متروک ہوئے جو دنیاوی امور سے زیادہ تر متعلق تھے۔ گویا دھرم شاستر کے امور مین شامل ہونے کے لئے اوس امر کو یا تو روحانی فائدہ کا ہونا چاہئے تہا۔ یا کم از کم اخلاقی۔ اور جو امور خالص دینوی تھے اونکو شاستر نے نظر انداز کیا ہے۔ کیونکہ اون کی بحث خود ویدا اور سمرتی کے وقعت کے مغایر تھی ۔

احکام شاستر مین توسیع کیون نہین ہوئی ۔

(۱۳) اس موقع پر یہہ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ بالفرض یہہ واقعات سچ ہون اور بلحاظ نوعیت دینوی امور وید کے موضوع نہ ہوسکتے ہون تاہم انسان کے ترقی اور اضافہ ضروریات کے ساتھہ ساتھہ کیا اس کمی کی تلافی کی ضرورت داعی نہین ہوئی؟ اور داعی ہوبھی بھی تو اوس کی تلافی عملاً کیون نہین کی گئی اور کی گئی ہے تو کسطور پر کی گئی؟ اس سے انکار نہین کیا جاسکتا کہ زمانہ کے رفتار نے ان ضروریات کو محسوس کرایا لیکن چونکہ وید پروردگار عالم کے احکام تھے۔ یہ انسان کے قدرت سے خارج تہا کہ اون من کوئی دست اندازی کیجائے۔ البتہ اس ضرورت کو اس طور پر رفع کیا کہ سمرتیون اور شروحات کے ذریعہ سے اون مین وسعت دیگئی۔ اور یہہ اختیار توسیع و ترمیم و اضافہ و تعبیر اس طور پر محدود کئے گئے تھے کہ جو امور ویدون مین صاف طور پر صراحت کے ساتھہ درج تھے اون کی ترمیم اور تنسیخ کا کسی کو اقتدار حاصل نہ تہا اور اسی وجہ دھرم شاستر کے تعبیر و اطلاق کے نسبت یہہ حکم درج ہے کہ "احکام ویدا اگر مفہوم مین

یا اور کسی امر مین مذہب ہون تو سمرتی او شرح سے مدد لیجا سکتی ہے۔ مگر کسی حالت مین ایسے تعبیرات و شروحات جو صریحاً ویدون کے احکام کے منافی ہون کالعدم ہین[1]۔ بہر حال محض یہ امر کہ وید پروردگار عالم کے وحی ہین اوسکی توسیع مین ایک بڑی سد راہ ہوئی اور وہ یہانتک اسی حد تک کہ کوئی حکم وید جو صریح الفاظ مین موجود ہو اوسکو ہاتھ نہین لگایا گیا البتہ بذریعہ ضمیمہ جات وید سمرتی۔ مہابھارت۔ پران۔ اغراض۔ نمبر (۲) متذکرہ صدر کی تلافی کی گئی۔ اور یہ بہی تصور نہ کرنا چاہیئے کہ دہرم شاستر کی توسیع یہین تک محدود ہوتی۔ چنانچہ اون ماخذ ہائے دہرم شاستر متذکرہ منو (یعنی رسم و رواج و ضمیر علما) وقتاً فوقتاً توسیع ہوتی رہے علاوہ پرانون کے زمانہ تک توبرابر اس مین اصلاح ہوتی ہی گئی مگر اوس کے بعد جبکہ ہندو سوسائیٹی کی حالت مین زیادہ فرق ہوا دنیاوی اغراض حکومت اور بادشاہت کو اہمیت حاصل ہوئی تو بہی اونہی اصول کی پابندی کیساتھ ان سمرتیون کو حسب ذیل دو طریقون کے شروحات کے ذریعہ سے کیگئی۔

(۱) یا تو متن کو مقدم رکہکر اوسی کی شرح و لفظی وضاحت کیگئی۔

(۲) یا تو ترتیب متن کو مقدم رکہکر وضاحت مین ضمیر رسم و رواج کو ملحوظ رکہکر توسیع کی گئی۔

بہر حالت عہد حکومت برطانیہ کے آغاز تک اسی قسم سے دہرم شاستر کے احکام کی تدوین بذریعہ تشریح و رسم و رواج کے ہوتا گیا۔ اور اوسکے آغاز کے بعد دہرم شاستر کے تدوین نے علاوہ صورت اختیار کی اسکو پیش نظر رکہنے کے بعد یہہ ظاہر ہوگا کہ عہد حکومت برطانیہ کے قیام تک منو کے متذکرہ ارکان اربعہ ہی ماخذ ہائے دہرم شاستر تہے۔

---

(۱) قانون تبنیت ہنود صفحہ (۲) بقول ویاس۔

ماخذہائے دھرم شاستر و قانون سے مطابقت۔

(۱۴) اور ایک بات قابل ذکر ہے اور اوسکا ذکر کرنا آئندہ کیلئے باعث تسہیل ہوگا۔ اصول قانون حالیہ کے لحاظ سے قانون کے ماخذ حسب ذیل بتلائے گئے ہین۔

(۱) قانون نافذہ حکومت اعلیٰ (۲) احکام جو بمتابعت قانون جاری ہوئے ہون

(۳) رسم و رواج۔ (۴) فیصلہ جات عدالتی۔

یہہ اون چار ماخذون سے مختلف معلوم دینگے جو فقرہ ماقبل مین بحوالہ منو درج کئے جاچکے ہین اور چونکہ دھرم شاستر کے مراد و مفہوم اور مفہوم قانون حالیہ مین فرق ہے اور اون کی نوعیت بہی علیحدہ ہین۔ تو اوس کی متابعت مین بہی ماخذون مین تفاوت پیدا ہوئی۔ کیونکہ دھرم شاستر کا ماخذ اول وید تہا جو پروردگار عالم کے احکام تہے۔ بجائے قانون کے وہ ماخذ اولی ہے اوسی طرح چونکہ سمرتیون اور ویدون کی متابعت مین ہی لکہے گئے تہے اوسکی حیثیت ماثل نمبر (۲) کے ہے۔ اور حقیقتاً دونون کی نوعیت قریب قریب ایک ہی ہے۔

(۳) تو دونون طریقون مین بالکل ہم لفظ و ہم معنی رہا ہے (۴) البتہ نمبر (۴) کا وجود برٹش عہد حکومت کے زمانہ تک نہ تہا۔ کیونکہ سابقہ عمل کے لحاظ سے انفصال احکام بالکل بادشاہ کے ماتحتی مین نہین ہوتا تہا۔ چونکہ ہر بادشاہ کے دربار مین ایک حلقہ علما موجود رہتا تہا اور ایسے جملہ امور اونکے تفویض تہے کوئی بادشاہ اون کے مشورہ بغیر حکم نہین دے سکتا تہا خواہ وہ اوس کی مرضی کے خلاف کیون نہ ہو اور یہ علما مشورہ کے نام سے فی نفسہ ایسا حکم دیتے تہے جو اون بادشاہون پر واجب تہے۔

ماخذ ہائے شاستر جنکو منو اور یاگیولک نے بیان کیا ہے۔

(۱۵) قبل اسکے کہ برٹش حکومت کے بعد جو عملدرآمد اور تبدیلیات ہوئے اوس کے نسبت بحث کی جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اون ماخذون کے نسبت اختصاراً بیان کیا جائے جنکو منو اور یاگیولک نے بیان کیا ہے

الف

(۱) ویدا ور اوسکی ضمیمہ جات

اسکے نسبت صدر مین بحث آہی چکی ہے کہ وید خدا سے نازل ہوئے ہین اور اس وجہ سے اون مین کوئی ترمیم یا تنسیخ ممکن نہین ان کو سری ویاس جی نے چار حصون مین ترتیب دیا جسکو رگ وید۔ یجور وید۔ سام وید۔ اتھر وید کہتے ہین اور ہر وید کے دو حصے ہین سمہتا۔ اور براہمن۔ لیکن اون سے فی نفسہ کوئی مدد نہین ملسکتی کیونکہ اونکا موضوع ہی دوسرا تہا۔ اون کا زمانہ عیسوی سن کے ساڑھے چار ہزار سال قبل کا تبلایا جاتا ہے۔

(۲) سمرتیان یعنی دہرم شاستر

بحوالہ صاحب نے اپنے فقرہ (۱۰) مین اسکی تعداد تبلائی ہے اصول قانون کے لحاظ سے یہہ کچھہ کارآمد ہوسکتے ہین اور فی نفسہ (धर्म) دہرم یعنی عمل براست و پسندیدہ ضمیر کا شاستر (शास्त्र) یعنے (علم) اہنی سمرتیون سے معلوم ہوسکتا ہے۔ تاہم یہہ کاملاً قانون کی تعریف مین داخل نہین ہوسکتے۔ انکا موضوع زیادہ تر اخلاقی اور مذہبی تہا۔ لیکن قانون اور دہرم شاستر دونون مین کچھہ اخلاقی پہلو موجود تہے اوس لحاظ سے اوس حد تک اون کو قانون سمجھنے مین کوئی غلطی نہ ہوگی منجملہ اون سمرتیون کے منو اور یاگیولک کو خاص اہمیت ہے۔ انکا زمانہ یورپین ادیبون نے عیسوی سن کے بارہ سو سال قبل سے لیکر دو سو سال بعد تک کا ہونا تبلایا جاتا ہے[1] مگر مسٹر گھوش کا خیال ہے کہ رگ وید کے تدوین کے قبل ہی دہرم شاستر موجود تھے[2]

مانسا۔ نیایہ

فی نفسہ یہہ کسی قانون کے ماخذ نہین ہوسکتے۔ مانسا سے ویدون کے احکام کی تعبیر و مفہوم اخذ کرنیکا قاعدہ معلوم ہوتا ہے۔ نیایہ تو علم منطق ہی ہے اس لئے وہ اگر زمرہ ماخذ دہرم شاستر مین شمار کیا جائے تو اسی حد تک کہ اون سے ویدون کی اصلی احکام کی مطلب کے نکالنے مین مدد ملتی ہے۔ دہرم شاستر کی تعبیر مین منطق سے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے اس کتاب کے فقرہ (۲۹) سے واضح ہوگا جس مین اتری کا قول دربارہ قائم مقامی علم منطق سے غلط ہونا ظاہر ہوا۔

(۱) گھوش جلد (۱) صفحہ (۵) تمہید + (۲) گھوش جلد (۱) صفحہ (۵) تمہید

پران

یہہ بہی اس نکتہ نظر سے زیادہ مدد نہین دیتے مالبتہ اوس زمانہ کے چند رسم ورواج کا حال ظاہر ہوتا ہے۔ ور وہ اس حد تک کارآمد ہوتے ہین۔ حقیقتاً منو کے متذکرہ ارکان اربعہ ہی ماخذ ہائے دہرم شاستر ہین یاگیولک نے جن (۱۴) اقسام کا ذکر کیا ہے وہ منو کے نمبر (۱-۲) مین شامل ہین۔ ویدا اور سمرتی مین جملہ ویدا ونکی ضمیمہ جات اون تعبیر و اطلاق کے طریقہ مع میمانسا و نیایہ بہی شامل ہین۔ اور سمرتیون کو تو منو نے بہی تسلیم کیا ہے۔ اور البتہ پران کا تذکرہ اور حوالہ اوس حد تک کیا جاسکتا ہے کہ اوس مین رسم ورواج وضمیر کے موافق ہدایت درج ہین۔ البتہ منو نے جو ماخذ بیان کئے وہ اصلی تہے اور یاگیولک کے بیان کردہ ان کے اضافہ تہے اور انہی کے جز تہے مگر ان دونون مین اون شارحین کا ذکر نہین ہے جو زمانہ پراون کے بعد پیدا ہوے۔ اور اس امر کو مد نظر رکہکر کہ منو کے زمانہ مین پران نہین لکہے گئے تہے اس لئے اوس نے اسکو ماخذ دہرم شاستر کی فہرست مین درج نہین کیا۔ اور چونکہ یاگیولک کے زمانہ مین پرانون کی بنا پڑتی تہی۔ جو بربنائے رسم ورواج وضمیر تہے اوسکو اضافہ کیا[1] اور منو کے اصلی ماخذ کے ساتہ اضافہ کو بہی شامل کیا۔ اور اس سے ظاہر ہوگا کہ منو نے پرانون کو اپنے ماخذ مین کیون شریک نہین کیا کیونکہ یاگیولک کے زمانہ مین پرانون کی تدوین آغاز ہوئی تہی اوس لئے اوس کو درج کیا ہے۔ لیکن اس نے بہی شارحین کا مطلق ذکر نہین کیا۔ کیونکہ جملہ شروحات زمانہ پران کے بعد برٹش عہد حکومت کے قیام تک ہی لکہے گئے تہے۔ اور اب اون جملہ ماخذون کو شامل کر لیا جائیگا۔ جو بلحاظ شاستر و اصول قانون موجود ہین۔ الغرض ماخذ ہائے قانون کی تفصیل نقشہ ذیل سے ظاہر ہوگی۔

---

(۱) گھوش جلد (۱) صفحہ ۱ تمہید ×

ماخذہاے دہرم شاستر
جدید
قدیم
شارحین ومصنفین
عدالتی فیصلہ جات
شرتی
۱
سمرتی
۲
رسم ورواج
۳
ضمیر
۴
زبان سنسکرت
انگریزی
مستقل
تراجم
(نوٹ) جدید ماخذون مین رسم ورواج
بہی اصول قانون مین داخل ہے۔ چونکہ اوس کو
قدیم اور مستقل ہونا شرط ہے اس لئے اسکو
بہی رسم ورواج جو تحت عنوان قدیم درج ہے
اوس مین شامل کیا ہے۔

اور چونکہ پہلے چار ماخذون کی بحث ہو چکی ہے۔ اب ماخذہائے قسم ثانی کی بحث کیجائیگی۔

(ب) شارح و مصنفین۔

اون کی تعریف کے لحاظ سے اس کی دو قسمین ہو سکتی ہین شارحین مصنفین۔

اور دھرم شاستر کے نکتہ نظر سے قسم دوم کے بہی شارح کہلائینگے لیکن اونکا نام مصنفین رکہا گیا ہے۔ چونکہ قسم اول کے شارحون نے متن سے کوئی اضافہ نہین کیا وہ متن کے تعریف مین ہی شامل ہین۔ البتہ قسم دوم کے شارحون کی توضیح کے لئے متاکشرا اور دائے بہاگ کی تمثیل لی جا سکتی ہے۔ اور گو اونہون نے یاگیولک کے سمرتی کی شرح لکہنے کا دعوی کیا۔ مگر وہ اوس حد تک ہی صحیح ہے کہ ترتیب مضامین مثل یاگیولک کے قائم کی۔ اور اوس لحاظ سے اونہون نے شرح بہ معنی تنقید کیا اور اسی وجہ سے اس قسم کے شارحین کو مصنف سے ملقب کیا گیا ہے۔ بقول گلاب چندر شاستری کے فی الواقعی ان شارحون کے جو کچہ کیا وہ یہہ کیا کہ اپنی کتاب کی ترتیب متن کے موافق رکھی۔ مگر شرح مین علاوہ متن کے منو وغیرہ کے سمرتیون کے حوالہ سے اصل کی تعبیر و وضاحت کی اور جب کبہی دو یا زاید سمرتیان ایک دوسرے کے مغایر ظاہر ہوئے۔ اون آرا کا بڑی تحقیق کے ساتہہ موازنہ کر کے نتیجہ اخذ کیا گیا۔ جو بادی النظر مین صحیح اور مبنی بر عقل ہون الغرض اسی وجہ سے متاکشرا وغیرہ کی شرح یاگیولک کے یا کسی خاص سمرتی کے تتبع مین نہین ہین۔ بلکہ وہ ایسے اصول و تعبیر ہین جو مجموعی طور پر دبطریق ماخذ نمبر (۳ و ۴) دہرم شاسترون سے اخذ کئے جا سکتے ہین (۱)۔

اسی طرح بجناتہہ صاحب نے بہی اپنی کتاب کے صفحہ (۲۱) مین بتلایا ہے کہ یہہ شروح بہی اوس طرح مرتب نہین کئے گئے ہین جس طرح اس زمانہ مین قانونی کتابین مرتب

---

(۱) قانون تبنیت ہنود صفحہ (۹۱)۔

کیجاتی ہین"۔ اسی وجہ سے اکثر یہہ دکہائی دیگا کہ اکثر شروحات نے اہم مسائل پر باہم مخالف ارا کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ جن مکاتب کا ذکر صدر مین کیا گیا ہے اون مین بہی اختلاف ہی نہین بلکہ ایک مکتب کے مسلمہ شروحات مین اختلاف ظاہر ہوگا۔ بلکہ ایک ہی کتاب دو مکاتب مین مختلف طریقہ کے بموجب ہونگے۔ وسشسٹہ کا یہہ قول ہے کہ۔

کوئی عورت بلا اجازت شوہر متبنیٰ لے یا دے نہین سکتی

بمبئی اور مدراس مین دو مختلف اور باہم مخالف عمل کو پیدا کیا ہے اور جواز دہی بہی مین تبنیت کے نسبت عورتون کو دی ہے۔ وہ مدراس مین جائز نہین رکہی گئی ہے[1]

قسم دوم کے لحاظ سے دیکہا جاتے تو معلوم ہوگا کہ زمانہ حال مین اسی بارہ مین بہت کافی محنت کی گئی ہے۔ انگریز مصنفون اور مترجمون نے بلہ ویدون اور سمرتیون اور شروحات کے ترجمہ بزبان انگریزی امکانی صحت اور اطمینان کے ساتہہ فرمایا ہے اور جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ آج وہ جملہ ذخیرہ جو بابت قرنہاے ماضیہ مین جمع ہوا ہے وہ اب قریب قریب کل کا بزبان انگریزی موجود ہے اور باوجود انسانی سہو کے انکی یہہ کوشش اس قدر اہم اور قیمتی ہے کہ ہر ہندو کو انکا ممنون رہنا چاہیے۔ کیونکہ یوروپین ادیبون نے دہرم شاسترون کو معہ ترجمہ کے شایع کردینے کی وجہ معمولی آدمی کو اصلی احکام تک پہونچنے کا موقع ملجاتا ہے اور (Sacred Books of East) سکریڈ بکس آف دی ایسٹ کی تصنیفات وتراجم اگر عہد حکومت برطانیہ کے ابتدا ہی مین شایع ہوتے تو عجلت اور غلط فہمی کی وجہ عدالت ہاے برٹش انڈیا وہ غلطی نہ کرتی جو اب سہواً اون سے سرزد ہوئی ہین[2]

تاہم یہہ بہی تسلیم کیا ہے کہ جو نظر تعمق وتحقیق ان ادیبون نے استعمال کیا ہے وہ

---

(۱) بجناتہو صفحہ (۸۱)۔

(۲) انگو شر جلد (۱) منسبہ صفحہ (۲)۔

کسی بڑے سے بڑے ہندوشاستری کو حاصل نہ تھی نہ اس امر کے تسلیم کرنے میں کسی مالت ہندو کو تامل ہوگا۔

تصنیفات تبنیت۔

(۱۶) بہرحال اکثر شروحات دہرم شاستر حکومت انگریزی کے قبل ہی تصنیف ہوئے اسکے بعد مین بزبان سنسکرت دہرم شاستر کی کتابین زیادہ نہین ہوئی۔ نیز مسئلہ تبنیت پر تو صرف (۸) ہی کتابین بزبان سنسکرت موجود ہین جو عہد برطانیہ کے آغاز کے بعد انگریزی معنفین کے رہنمائی سے ہی کئے گئے ہین جسکے منجملہ دتک میمانسا۔ اور دتک چندرکا کا اہم ترین کتب ہونے سے مستند اور عدالتہا ہندوستان اور پریوی کونسل نے تسلیم کیا ہے۔ لیکن ابتدائی عہد برطانیہ سے اب تک جس قدر تراجم و تصنیفات بزبان انگریزی ہوئے ہین اوس کا ذکر اس وقت باعث طوالت اور اثبات مدعا کے لئے بے سود ہے۔ اس لئے اس بحث پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اس وقت مسئلہ دتک پر مجموعی طور پر (۸) مجموعہ جات ہین اور اون کے منجملہ (۲) کا ترجمہ سدرلنڈ صاحب نے بزبان انگریزی کیا ہے اور (۶) کا ترجمہ بھرت چندر شرومنی نے بطور مجموعہ کے شایع کیا ہے اون کے نام حسب ذیل ہین۔

(۱) مترجمہ مسٹر سدرلنڈ۔ دتک میمانسا۔ و دتک چندرکا۔
(۲) مجموعہ مذکور بھرت چندر شرومنی۔ دتک تلک۔ دتک سدھانت منجری۔ دتک ترینہ۔
دتک ودہتی۔ دتک درپن۔ دتک کمدی۔

اور چونکہ عہد برطانیہ کے ابتدائی زمانہ مین سوائے نمبر (۱ و ۲) کے کوئی مستند کتاب موجود نہ تھی و نہ بہدست ہو سکتی تہی۔ اس لئے ان دونون کتابون کی نسبت (باوجود اسکے کہ حقیقتاً اون کو وہ درجہ اور مقبولیت حاصل نہین تہی) یہ تسلیم کیا گیا کہ
(۱) دتک چندرکا۔ جنوب ہند اور بنگال مین مستند ہے۔
(۲) دتک میمانسا۔ بنارس و بمبئی مین مستند ہے۔

حالانکہ مسٹر منڈلک نے اپنی تمہید مین بیان کیا کہ غالباً یہہ کتابین اون ممالک مین معلوم نہ ہوئینگے (تمہید دہرم شاستر مولفہ منڈلک صفحہ (۴۲)۔

اور چونکہ پریوی کونسل تک ہی انکو قبولیت حاصل ہے اون تفصیلی واقعات پر غور کرنا مناسب ہی ہوگا۔ اسلیئے صرف انہی دو مصنفات کے نسبت ذیل مین بحث کیجائیگی۔

(۱) دتک میمانسا۔ اس کا مصنف نند پنڈت تہا جو بنارس کے مشہور اور نامی پنڈتون مین سے تہا۔ اوس نے وشنو کی دہرم شاستر کی شرح لکہی اور بعد دتک میمانسا لکہا۔ جو مسئلہ تبنیت پر سب سے پہلے کتاب ہے یہہ تصنیفات اوس نے بہ سرپرستی کیشو عرف تماسنا نایک بادشاہ کرناٹک (جنوب ہند) لکہی اور اسی وجہ سے اس تشریح وشنو سمرتی کا نام (केशव वैजयंती) کیشو ویجنتی مقرر کیا ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ اوس شخص کو بادشاہ مذکور کے دربار مین کوئی عدالتی عہدہ نہ تہا۔ وہ صرف یکتائے زمانہ ہونے سے اس کام کے لئے مقرر کیا گیا تہا۔

کیشو ویجنتی کے نسبت یہہ تحقیق کے بعد معلوم کرلیا گیا ہے وہ ۱۶۲۲ء مین لکہی گئی اس طرح وشنو سمرتی اور دتک میمانسا کے اصول و احکام تبنیت کا مقابلہ کرنے کے بعد یہہ ضرور شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ ان دونون کے مصنف علحدہ تہے اور اگر یہہ تحقیق دونون تصنیفات ایک ہی کے ہونا ثابت نہ ہوتا تو دتک میمانسا کی تصنیف نند پنڈت سے منسوب نہ ہوسکتی تہی (۱)۔ مگر معلوم یہہ ہوتا ہے کہ تصنیف اول الذکر کے بعد اس شخص کے خیالات مین وسعت پیدا ہوئی ہے اور اوس نے اون اقسام کے فرزندون کے بیان کے ساتھ تمہید پونر بہو (पौनर्भव) متبنی کا بہی ذکر اپنی کتاب کے باب (۴) فقرہ (۶۴-۶۷) مین کیا ہے حالانکہ شونک (शौनक) اور برہسپتی (बृहस्पती) کے

(۱) قانون تبنیت ہنود۔ صفحہ (۹۸)۔

حوالہ ہے سوائے وِتک کے بقیہ طریقے اوس زمانہ مین ممنوع قرار دیے گئے تھے۔

الغرض یہہ کتاب زیادہ قدیم نہین ہے سترہوین صدی کے آغاز یا وسط مین تصنیف کیگئی ہے یہہ کتاب اوسکے بہی بعد کی معلوم ہوتی ہے مسٹر سدرلنڈ نے اپنے ترجمہ مین اس کتاب کا مصنف دیوبند بہٹ ہونا ظاہر کیا ہے۔

(۱) دتکسا چندریکا۔

حالانکہ اس کتاب کے آخری شلوک مین مہاھو پادھیایہ کویرا کا نام درج ہے اور اپنے ترجمہ مین اس تبدیل نام مصنف کے وجوہ حسب ذیل بیان کئے ہین۔

"مصنف کا نام مطبوعہ اور قلمی کتابون مین کویرا درج ہے
لیکن چونکہ اس شخص نے تمہید مین اپنے کو سمرتی چندریکا
کا مصنف بہی تبلایا ہے اور یہہ مسلمہ ہے کہ کتاب مذکور کا
مصنف دیوبند بہٹ ہے۔ بجائے کویرا کے یہ نام درج کیا گیا۔"(۲)

بہرحال اس امر کی بحث محض اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ کویرا نے اپنے کو سمرتی چندرکا کے مصنف ظاہر کیا اور چونکہ مسٹر سدرلنڈ کو ایک ہی سمرتی چندرکا کے مصنف دیوبند ابہٹ معلوم ہوتے تھے اونہون نے یہہ تبدیلی کی لیکن مسٹر گلاب چند رشاستری نے یہہ بہی قیاس کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کویرا نے بہی ایک کتاب اسی نام (سمرتی چندرکا) کی لکہی ہوگی اور اوس کا امکان اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دتک میمانسا جو نند پنڈت کی مصنف ہے اوس نام کی متعدد کتابین موجود اور تصنیف کی گئی ہین(۳) اور اوس کے ضمن مین سمرتی چندرکا کا لفظی ترجمہ کرکے اس امر کا شبہہ ظاہر کیا ہے کہ فی الواقعی کویرا کا

(۱) دتک میمانسا باب (۱) فقرہ (۶۴ و ۶۵)۔

(۲) قانون تبنیت ہنود صفحہ (۱۲۲)۔

(۳) قانون تبنیت ہنود صفحہ (۱۲۳)۔

یہہ منشا رنہ ہوگا کہ وہ اپنے کو سمرتی چندرکا نامی کتاب کا مصنف ظاہر کرے علاوہ اسکے سمرتی چندرکا اور دتک چندریکا کی طرز تحریر مین جو بین اختلاف ہے وہی اوس کی تائید کرتا ہے۔

ایک عرصہ کے بعد اس کتاب کے اصلی حالات ظاہر ہوئے اور یہہ ظاہر ہوا کہ یہہ ایک غیر مستند اور جعلی کتاب ہے اور اوس کو ایک مقدمہ مین بطور سند کے پیش کرنے کی غرض سے بڑی عجلت سے لکہا گیا تہا۔ اور یہہ معلوم ہوا کہ اس کتاب کا اصلی مصنف رگہومنی و دیا بہوشن تھا جو ضلع نڈیا کے ایک موضع ہباگی مین رہتا تھا اور جوگناتھ پنڈت کا ہمعصر ہونے کے علاوہ کلکتہ کے چند یورپین اشخاص مثل کولبرک وغیرہ کا خانگی مدرس تہا۔ (مباحثہ جات متعلقہ ازدواج ثانی مولفہ ودیا ساگر صفحہ (۱۸۲) گلاب چندر شاستری بہی بنظر حالات و واقعات اس سے متفق ہین کہ یہہ کتاب جعلی و غیر مستند ضرور ہوگی[1] بلکہ اون کا خیال ہے کہ حلقہ علما مین ان کتابون کو کوئی وقعت حاصل نہین تہی[2]۔

ان کتابون کی وقعت

باایں ہمہ اس بات سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ مسئلہ تبنیت کے یہہ کتابین بڑی وقعت وسند کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہین۔

چنانچہ ہائیکورٹ ہاے برٹش انڈیا اور پریوی کونسل کے انکو مستند ماننے کے علاوہ وہ انکی حدود ارضی بہی مقرر کی گئی ہے حتی کہ یہہ قرار دیا گیا ہے کہ اس مسئلہ پر دتک چندرکا اور میمانسا کو خاص امتیاز حاصل ہے۔ اور جب کبہی وہ باہم مخالف ہین ممالک بنگال و جنوب ہند مین چندرکا کو ترجیح دیجاتی ہے اور ممالک بنارس و

(۱) قانون تبنیت ہنود صفحہ (۱۲۴)۔
(۲) " " صفحہ (۴۳)۔

بمبئی مین۔ ونک میانسا کو الہ آباد کے ہائیکورٹ کے فل بنچ[۱]۔ (جلسہ کامل) نے اسکے شرکواس طور پر بھی ردکیا ہے کہ البتہ ایسی صورتون مین جب نند پنڈت کی کتاب کی تتبع کی وجہ کمتب بنارس کے محصلہ موجودہ وسعت وازادی مین فرق نہ آنا چاہئے اور ایسی صورت مین اس کی کوئی وقعت نہین[۲]۔ اوسی طرح جب کبھی وہ سمرتی کہارون سے مخالف راے ظاہر کرے تو اوس کو مستند نہ مانا جاوے بلکہ سمرتی کے احکام ہی واجب التعظیم ہوئینگے۔ اس قسم کے خیالات دیگر ہائیکورٹ کے فیصلہ جات سے ظاہر ہوسکتے ہین۔ اصل تو یہہ ہے کہ ایک عرصہ تک دہرم شاستر کی رہنمائی کولبرک سٹد رلنڈ کے تراجم سے لی اور چونکہ تراجم عجلت اور مجبوریون کے ساتھہ کئے گئے یہہ بہی ناممکن تہا کہ وہ کامل صحت واطمینان کے ساتہہ کئے جائین۔

پنڈتان

(۱۷) یہہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ ابتداً انگریز ججون کو شاستری مشورہ دینے کی غرض سے ہر عدالت مین ایک ایک پنڈت مقرر کئے گئے تہے۔ گو یہہ ممکن ہے کہ یہہ حکام عدالت خود زبان سنسکرت سے واقف تہے لیکن دوسرے مذہب کے رسم ورواج اور قانون کا منشا سمجہنے مین جب تک اون لوگون کا مشورہ نہ کیا جائے صحیح حال ظاہر نہین ہوسکتا تہا اور اس لحاظ سے پنڈتون کا وجود اور مشورہ ضرور مفید ثابت ہوا۔ گو ان لوگون نے کبہی سہواً اور کبھی عمداً ان حکامون کو غلط مشورہ بہی دیا۔ مگر یہہ بات بہی یاد رکہنا چاہئیے۔ کہ پنڈتون کے مشورہ کو اب وہ درجہ حاصل نہین ہے جسکے نسبت فقرہ ہاے سابق مین لکھا گیا ہے کہ مشورہ کے نام سے ایسے احکام جاری ہوئے تہے۔ جو اون

(۱) انڈین لا رپورٹ (۲) صفحہ (۱۹۱)۔

(۲) انڈین لا رپورٹ (۱۷) الہ آباد صفحہ (۲۹۳)

بادشاہون پر لازم تہا حقیقت مین چونکہ سلطنت مغلیہ کے تسلط کے بعد ہندو شاستری
[illegible]ون کا دخل حکومت مین مطلق نہ تہا تو اونہون نے اپنے مشورہ کا دایرہ مذہبی امور
تک محدود کیا اور اوس کا عدالتی درجہ زایل ہوکر اب صرف اخلاقی درجہ حاصل ہوا
اور چونکہ اوسی سلسلہ مین اوایل عہد حکومت برطانیہ مین ان کا تقرر ہوا تہا۔ وہ
اپنے سابقہ مرتبہ کو حاصل نہ کر سکے۔ نیز انگریز لوگ طبعًا تحقیق و محنت کے عادی تہے
انہون نے ان کے مشورہ کو اوسی حد اور حیثیت کا سمجہا اور جب تک کہ وہ مشورہ
اونکو معقول اور مبنی بر دلایل معلوم نہین ہوا۔ انہون نے اس مشورہ پر عمل نہین کیا
مگر یہہ بات بہی باور کہنا چاہیے کہ ان کی رہنمائی صرف اونہین صورتون مین پیش
ہوتی تہی جبکہ اصلی احکام ساکت یا مذبذب تہے۔

واضح باد کہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے ہایکورٹ مین پنڈتون (شاستری) کا
تقرر ہوا تہا۔ وہ نتیجہ مین مفید ثابت ہونے سے ایک مجموعہ دہرم شاستر بزبان
فارسی تدوین دیا گیا تہا۔ اوس مین صاف طور پر درج ہے کہ "اگرچہ در عدالت ہا
شاستریان برای این کار مقرر اند۔ لیکن شاستریان بوجہ عدم وقفیت بر
احوال مقدمہ و کم فہمی مسایل مستفسرہ بجہت عدم واقفیت زبان فارسی صرف
بنظر الفاظ مستفسرہ ہر چہ بہ فہم آنہا سے "ایدا ادائی جواب می نمایند و این ہموجب
وقوع غلطی عظیم بہ نتایج تصفیہ مقدمات بنظر رسیدہ۔"[۱]

فیصلجات عدالتی۔

(۱۸) فیصلہ جات عدالتی فی نفسہ شارحین۔ پنڈتان
اور جج ان ہی کے ارار کے نتیجے ہین۔ وارن ہسٹنگ کے
زمانہ سے ہندو شاستر کے تدوین کا کام آغاز تہا چنانچہ ابتدًا ایک مجموعہ بزبان

(۱) اصل دہرم شاستر (فارسی) مجریہ ناظم قواعد و ضوابط بابتہ ۱۲۹۶ صفحہ ۱ و ۲ تمہید۔

فارسی لکھا گیا تھا۔ اوس کا ترجمہ مسٹر ہیلنڈ نے بنام غنبٹو کو ڈ لنڈن مین ۱۷۷۶ء مین شایع کیا۔
اور اوس کے بعد کا دوسرا اہم مجموعہ وہ ہے جو مسٹر کولبرک نے ۱۷۹۸ء مین شایع کیا۔
اوسی طرح سر ولیم جونس مسٹر۔ سدرلنڈ۔ بورڈ یل وغیرہ لوگون نے علی التسلسل
منوسمرتی۔ دتک میمانسا۔ دتک چندرکا۔ دوہارمیو کھ کے تراجم کئے۔ واضح باد کہ
یہہ حکام سرکاری تھے۔ اور اوس وجہہ سے انکی تالیفات اور مشورہ پنڈتان
عدالتی فیصلہ پر اثر ہوئے ہین۔ فیصلہ جات عدالتی حقیقتاً دہرم شاستر کے ماخذ
اوس معنی مین نہین ہو سکتے جس معنی مین کہ قانون حالیہ کے ہو سکتے ہین کیونکہ اس لحاظ سے
فیصلہ جات قانون نافذہ اون مضر نتایج کی تلافی کرتے ہین جو اوسکے ترتیب الفاظ کی
وجہہ واقع ہوی ہو یا اسی وجہہ سے اور کوئی نقص باقی رہجاتا گویا منشاء قانون جو الفاظ سے
محدود اوانے ظاہر نہ کیا ہو بذریعہ تعبیر و فیصلہ کے تکمیل پاتا ہے لیکن دہرم شاستر
کے احکام مین ایسا نقص تصور کرنا خود عذاب مین داخل ہے۔ کیونکہ پروردگار عالم
کے الفاظ کبھی ناقص یا مضر نہین ہو سکتے نہ انکی تعبیر و توسیع ہو سکتی ہے جو اصل کے
خلاف ہو۔ اس لئے فیصلہ جات عدالت کو محض بنظر ترتیب اصول قانون حالیہ اس
مین شریک کیا گیا ہے۔ اور چونکہ عدالتی فیصلہ جات مین خود پریوی کونسل مین بہی
شاستری نتیجہ کے اخذ کرنے مین سخت غلطیان ہوتی ہین غور طلب امر ہوگا۔ کہ ایسے
فیصلہ جات کی حیثیت شاستراً کیا ہونی چاہیئے۔ اصول قانون حالیہ کے لحاظ سے
یہہ فیصلہ جات قانون کی حیثیت رکھتے ہین۔ مثلاً پریوی کونسل نے دتک میمانسا
اور دتک چندریکا کے حدود معین کرکے بلحاظ حالات اون کو ترجیح دینے کا
تصفیہ فرمایا ہے۔ حالانکہ ان دونون کی اصلی حیثیت ظاہر ہو چکی ہے (فقرہ ۹-۱۰
کتاب ہذا حصہ اول) شاستراً تعبیر اطلاق کی وسعت و اجازت صرف اسقدر ہے
کہ وہ کسی حالت مین اصل وید اور سمرتی کے منشاء کے مغایر نہ ہون اور میمانسا

اور نیایہ کے معیار سے وہ حکم درست ہو۔ لیکن فیصلہ جات عدالتی کا توسیعی اثر جو اصول قانون حالیہ نے تسلیم کیا ہے وہ دہرم شاستر کے احکام کے حد تک کالعدم ہے چنانچہ پروفیسر میکس ملر وغیرہ کے وید اور سمرتیون کے ترجمون کے یہ دہرم شاستر کے مسایل پر جدید اور صحیح روشنی پڑتی ہے جسکے وجہہ سے پریوی کونسل اب اپنے سابقہ فیصلہ جات کے خلاف فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ چنانچہ مسٹر گھوش کہتے ہین کہ

جب میری کتاب ابتداً شایع ہوئی تو سر رمینڈ ویسٹ نے فرمایا کہ
اس سے ماہرین کے خیالات وآرا رمین بتدریج اصلاح ہو گی تا کہ
اب تک جو غلطیان سرزد ہوئی ہین اونکا مکرر اعادہ نہ ہو[1]

اور اوس کے سطور کے بعد مین وہ اون امور کی صراحت کرتے ہین جن کی اصلاح اس کتاب کے طبع اول اور دوم کے درمیان زمانہ مین ہوئی ہے[2]

نتیجہ۔

(۱۹) اب تک جو بحث کی گئی اوس سے ظاہر ہو گا قانون رسم ورواج اور خیالات اور تعبیر سے وسیع ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسی وسعت ہندو دہرم شاستر کو نہین دی جاسکتی۔ وید وحی مانے گئے ہین سمرتی۔ پران۔ اور شارحین وعلمار کا ضمیمہ یہ ایسے ہین جو صرف منشار کی توضیح کرنے کے حد تک استعمال مین لاسکتے ہین مگر یہ قطعًا ناممکن ہے کہ کسی حالت مین وید کے احکام کی تنسیخ یا اوس کے خلاف عمل ہو۔ اگر اس اصول کی پابندی کیجائے اور دہرم شاستر کے مسائل پر غور کرنے کے لئے وید سمرتی اور دیگر ماخذون سے مدد لیجائے اور اسی بنار پر شاستری امور کا تصفیہ کیا جائے تو زمانہ پران کے

---

(۱) گھوش جلد اول صفحہ ۱ تمہید۔

(۲) ” ” ” سطر ۲۳-۱۴ ” ۔

بعد برٹش حکومت کے آغاز تک جو غیر ضروری قیود پیدا ہو گئے ہین یا غلط فہمی کی وجہ عہد مذکور کے بعد بھی بذریعہ فیصلہ نافذہ اور بلحاظ تقلید وجود پذیر ہوئے ہین۔ وہ سب رفع ہو سکتے ہین۔ بلکہ مسٹر گھوش اپنی کتاب کے جلد اول کے تمہید کے صفحہ (۵) پر بیان کرتے ہین کہ مین نے حتی الامکان اس امر کو ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ سمرتی کارون کے ارار قانون صریح کے اہم امور مین شاذ ہی باہم مخالف ہین اور اس لحاظ سے تمام ہنود کے لئے ایک ہی قسم کا قانون ہونا چاہئے اگر ہندوستان ہندو راجہ کے تحت ہوتا تو یہ نتیجہ از حد زمانہ کی رفتار کی وجہ پیدا ہو جاتا۔ تاہم پریوی کونسل کے فیصلجات کا اسی قسم کا رجحان حالیہ تبلا کر یہ لکھتے ہین کہ۔

"چونکہ اس طور پر متاکشرا اور دائے بھاگ کے اصول اور عمل کے قریب قریب تبلائے جا رہے ہین۔ وہ دن دیکھنے کی توقع کیجا سکتی ہے جبکہ تمام ہندو قوم کے لئے ایک ہی قانون ہو جائے"۔[۱] مگر ڈاکٹر گور کو اس بارہ مین زیادہ مایوسی ہوئی ہے اور دہرم شاستر کے تدوین کے لئے اوتار کی ضرورت ظاہر فرمائی ہے۔[۲]

---

(۱) گھوش جلد ا صفحہ ۵ - تمہید۔

(۲) ہندو کوڈ مولفہ ڈاکٹر گور صفحہ ۷ - تمہید - فقرہ (۲۲۱)۔

باب سوم (۳)

تاریخ تبنیت اقسام فرزندان مصنوعی

گلاب چند رشا ستری کا خیال دو امور پر مبنی ہے۔

(۴۰) تبنیت کی ابتدا کے نسبت گلاب چند رسرکار نے اپنی کتاب موسومہ قانون تبنیت مین بہت طول طویل بحث کی ہے اوس بحث کی بنیاد اولاً وشسٹھ کے قول پر ہے اور اخراً ارن بارہ اقسام فرزندان پر جو ویدمین اوس کے قبل موجود ہونا بیان کیا ہے۔ اون اقسام کی علیحدہ علیحدہ تعریف مقرر کرکے اوس کے بنا پر شاستری صاحب موصوف نے ایک ایسا نتیجہ نکالا ہے جو کوئی دوسرا شخص تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوگا۔ اس نتیجہ سے انکار محض اس وجہ سے نہین کیاجاتا کہ آریہ قوم کے ابتدائی حالات برے اور مذموم ہونا بیان کیا گیا ہے بلکہ صرف اسی وجہ سے کہ ان برائیون کو منسوب کرنے کے لئے کافی مواد مہیا نہین کیا گیا۔ یہ مسلمہ بات ہے کہ ہر بری سے بری حرکت کے لئے بہی قانونی اور اخلاقی پہلو بتایا جاسکتی ہے اور بہترین چیز کے نسبت بہی برے خیالات متعلق کئے جاسکتے ہین۔ اس لحاظ سے اگر منجملہ اون اقسام بیٹون کے اگر چند کا وجود بداخلاقی پر مبنی ہو تو یہہ نتیجہ نکالنا بڑی جرأت کا کام ہوگا کہ یہ برائی اوس سوسائیٹی اور زمانہ مین عالمگیر مروج اور مقبول تہی مگر اس کتاب مین اس قدر گنجایش نہین نہ یہ کام بالکل سہل ہے کہ ایسے بڑے لایق شخص کی رائے کی تردید سرسری طور پر ہوسکے اسلئے اس کو یہان نظرانداز کیا گیا ہے۔ البتہ اختصاراً اون کے مباحثہ کا نتیجہ اور اوسکو تسلیم نکرنے کے وجوہ بہی

پہلا تصور غلط ہے۔

ذیل میں بیان کیے ہیں۔

(۲۱) وشِشٹھ کے فقرۂ ذیل کے بناء پر شاستری موصوف نے اولاً یہ تصور کر لیا کہ ابتدائے زمانہ میں انسان اور حیوان کے درمیان میں کوئی واضح حد امتیاز موجود نہ ہونے سے تعلقات فرزندی بہی ایک انسان کا دوسرے انسان پر استحقاق حاصل کرنے کا سہل اور قدرتی طریقہ سمجھا گیا تہا۔[۱]

بیٹا جو منی اور خون سے تیار ہو وہ اپنے باپ اور
ماں سے مثل سبب و نتیجہ کے پیدا ہوتا ہے اور والدین
کو اختیار ہے کہ چاہیے اوسکو بیچین یا چہوڑ دین۔[۱]

اوسی طرح بحوالہ منو (ملاحظہ ہو باب، فقرہ (۵۱۴) یہ حجت پیش کی جاتی ہے کہ غلام بنانے کے جو طریقہ ہیں اون مین خرید شدہ غلام کا بہی ذکر ہے بلکہ حصول فرزندی کے جو طریقے تھے اون مین سے چند طریقہ حصول غلام کے لئے بہی مقرر کئے گئے ہین۔ اسلئے شاستری موصوف نے یہہ قطعی نتیجہ اخذ فرمایا ہے کہ اوس زمانہ مین بیٹے اور غلام کی حیثیت بالکل مشابہ تہی۔[۲] مگر کسی تائیدی شہادت سے اس خیال کا مزید ثبوت پیش نہین کیا جس سے یہ نہین معلوم ہو سکتا کہ باوجود اس مساوات کے غلام اور بیٹے مین سوسائٹی نے کوئی تمیز قایم ہی رکہا تہا کہ نہین۔ بلکہ صفحہ (۵) کے فقرہ اول مین اونہوں نے غلام اور متبنیٰ کے بنانے کے جو طریقے بتائے ہین اوس سے اس بات کا خود اندازہ ہو سکتا ہے کہ غلام کے مقابلہ مین ضمنی فرزندی ہی اہم سمجھی جاتی تہی۔ چنانچہ وہ خود کہتے ہین کہ طریقہ ڈنک مین متبنیٰ گیرندہ اور متبنیٰ دہندہ کے عمل کا نتیجہ سوائے انتقال ملکیت کے اور کوئی زیادہ اثر

(۱) قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲ + ہندو کوڈ مولفہ ڈاکٹر گور صفحہ (۲۷۴) فقرہ (۵۳۵)۔

(۲) ہندو کوڈ مولفہ ڈاکٹر گور صفحہ (۲۹۳) + فقرہ (۵۰۷) +

(۳) قانون تبنیت ہنود صفحہ (۷) +

نہین رکہتا تہا۔ مگر محض ان دونون کے ایجاب وقبول متبنیٰ کو متبنیٰ گیرندہ کے بیٹے کی حیثیت پیدا کرنے کے لئے کافی نہ تہے" یہہ لازمی گردانا گیا تہا کہ متبنیٰ گیرندہ کا متبنیٰ کو بطور فرزند کے قبول کرنے کا فعل علانیہ طور پر مخصوص رسومات کے ساتہہ تکمیل کیا جانا چاہیئے اور اسی بنا پر ہندو مصنفین نے ان رسومات کی انجام دہی کو تبنیت کے لئے اہم ترین جز قرار دیا ہے تاکہ ان رسومات سے یہہ صاف طور پر ظاہر ہوگا کہ یہہ لڑکا بطور غلام کے نہین لیا گیا ہے[1]

الغرض شاستری موصوف نے اس قسم کے خصوصیت کے باوجود یہی اصراراً غلام اور بیٹے کی حیثیت کو مساوی بیان کیا ہے تو اس کا علاج نہین ہے۔ کیونکہ جیسے مرد اور عورت کے تعلقات مین صرف رسومات ازدواج ہی جائز کو ناجائز سے تفریق کرتے ہین اور دونون عورتون کو انہین رسومات کی عدم یا موجودگی سے داشتہ اور بیوی کے لقب حاصل ہوتے ہین اوسی طرح غلام اور بیٹے کے حیثیات کی تمیز اونہین رسومات سے ہوتی ہے۔ ایسے حالات مین شاستری صاحب موصوف کا یہہ اصول کہ بیٹا اور غلام ساوی حیثیت کے تہے کسی زمانہ اور حالت مین نہین تسلیم کیا جا سکتا۔

دوسرا تصور بہی غلط ہے۔

(۲۲) ویدین مین حسب ذیل بارہ اقسام کے بیٹے بیان کئے گئے مین جنکے منجملہ پہلے چہہ وارث ہونا تسلیم کیا گیا ہے اور بقیہ صرف بندھو تسلیم کئے گئے ہین (ملاحظہ ہو منو باب ۸ فقرہ (۱۵۸ و ۱۶۰ و ۱۸۰)۔ الف۔ اورس۔ کشیترج[۲]۔ دتک[۳]۔ کرترم[۴]۔ گوڈہوپن[۵]۔ اپودھ[۶]۔ کانین[۷]۔ سشہود[۸]۔ کرت[۹]۔ پونربہو[۱۰]۔ سویم دت[۱۱]۔ شودر[۱۲]۔

اور یہ بیٹے جس طریقے سے پیدا ہوئے ہین۔ اوس لحاظ سے اون کے نام درج کئے گئے ہین

(۱) قانون تبنیت ہنود صفحہ ۵۔

منو نے ان بیٹون کے نام کسی خاص ترتیب سے بیان نہین کیا صرف پہلے چھہ ایسے بیٹے ہین جن کو حق وراثت حاصل ہے اور بقیہ چھہ ایسے ہین جن کو صرف بندھو کی حیثیت حاصل ہے۔ البتہ وششٹھ نے ان کا سلسلہ یہی قائم کیا ہے جو حسب ذیل ہے۔ (ملاحظہ ہو وششٹھ باب ۱۷۔)

(۱) اورس (۲) کشیترج (۳) پتر کا پتر (۴) پونر بھو (۵) کانین (۶) گوڈھو یہ وارث بدرجہ اولی ہین اور بقیہ (۶) یعنی (۱) سہود (۲) دتک (۳) کیرت (۴) سیوم اویاگت (۵) اپوھ (۶) شودر پتر یہہ رشتہ دار ہونگے۔ اور انکو حق وراثت صرف اوسی صورت مین حاصل ہوگا جبکہ ورثا متذکرہ موجود نہون بہرحال ان اقسام بیٹون کے منجملہ چند ایسے ہین جو موجودہ معیار اخلاق کے لحاظ سے ناجائز طریقے کے بیٹے متصور ہونگے۔ مثلاً کشیترج پونربھو۔ گوڈھج سہودج۔ کانین۔ کیونکہ یہہ بیٹے مرد اور عورت کے ایسے تعلقات سے پیدا ہو ہین جو یا تو ازدواج کے قبل ہون یا خلاف شاستر ازدواج سے ہوے ہون۔ نمبر (۱) و (۲) کے منجملہ کشیترج وہ ہے جو بطریق نیوگ کے پیدا ہوا ہے اور (۲) وہ ہے جو ازدواج ثانی سے پیدا ہوا ہو اور بقیہ (۳) ایسے ہین جو ازدواج کے قبل کے ہین۔ اسکے علاوہ کیرت ( ) یعنے خرید کیا ہوا وغیرہ ایسے بیٹے ہین جو زمانہ حال کے قانون کے خلاف ہونے کے علاوہ اخلاق کے نکتہ نظر سے بھی مذموم ہین اور انھین اقسام بیٹون کے بنا پر گلاب چند رشاستری نے طول طویل تصورات کے بنا پر اس نتیجہ کے نکالنے کی کوشش کی ہے کہ زمانہ سابق مین سوسایٹی کی اخلاقی حالت ایسی گری ہوئی تھی کہ ان کے ازدواج کے رسم و رشتہ کے نسبت پاکی کا مطلق خیال نہ تھا۔ اور سوسایٹی ایسے بیٹون سے مملو تھی جو یا تو ازدواج کے قبل ہی پیدا ہوے تھے یا ازدواج ثانی یا نیوگ کا نتیجہ تھے

اس وجہ سے انہون نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ سوسائٹی کی ابتدائی حالت مین والدین و اولاد کے
تعلقات اس درجہ مضبوط اور مبنی بر محبت فطری نہ تہے جیسے کہ اب موجود ہین[1]
بلکہ غلام ۔ بیوی ۔ اور بیٹیا ۔ ان تینون کی حیثیت اس سے زیادہ نہین تہی جو اب
ایک معمولی منقولہ چیز کو حاصل ہے اور اوس کے وجوہ دریافت کرتے کرتے انہون
نے یہ ظاہر کرنیکی کوشش کی ہے کہ بیوی کو بہی اوس زمانہ مین وہ درجہ حاصل نہین تہا
جو اب دیا گیا ہے اور سمرتیون کے چند چیدہ چیدہ اقتباسات کے ذریعہ سے
انہون نے اس بات کا وجود ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ زمانہ ماضیہ مین عورت
غلام ۔ اور لڑکا مثل جائداد کے قابل تملیک و منتقلی تہے[2]

کیونکہ یہہ عام تصویر نہین ہے

(۲۳) مگر اونہون نے جولانی جدت مین اس بات کو نظر انداز
فرمایا ہے کہ اوس زمانہ کی یہہ عام تصویر نہین ہے سمرتی
کارون کا منشا ۔ ان اقسام فرزندان بیان کرنے مین کیا تہا ۔ اسکے نسبت کوئی ثبوت
پیش نہین ہے قبل اس کے کہ ان اقسام کے بنا پر کوئی عام اصول قایم کیا جاے ۔
اس امر کا ثابت کرنا لازم تہا کہ یہہ اقسام حقیقتاً موجود مروج اور مقبول سمجھے ممکن ہے
کہ ان اقسام کے بیان کنندگان نے اپنے فہرست مین اون بیٹون کا بہی نام درج کیا تہے
جو کبہی شاذ و نادر ہی دکہائی دیتے ہون یا اون کے خیال مین دکہائی دینے کا احتمال ہو
اور اس لئے یہہ ضرور غلطی ہوگی کہ ایسے شاذ و نادر یا قیاس کے بنا پر کسی چیز کا
وجود تصور کرکے عام سوسائٹی کے اخلاقی حالت پر دہبہ لایا جاے صحیح تو یہہ ہے
کہ شاستری موصوف کو اپنی بلند پروازی کا احساس تہا ورنہ وہ اپنی کتاب صدر
صفحہ (۳) پر حسب ذیل فقرہ درج نہ فرماتے محض خود غرضی کی تحریک پر اپنی اولاد کے

(۱) قانون تبنیت ہنود صفحہ (۳۶) ۔ (۲) قانون تبنیت ہنود صفحہ ۳۱ سطر ۱۵ - ۱۶ ۔

فروخت کرسکتا یا اون کو جدا کرنے کا ایک ایسا تصور ہے جو جاہل سے جاہل سوسایٹی مین شاذ ہی دستیاب ہوگا۔

مگر باوجود ایسے اقبال کے اگر اونہون نے اسکے خلاف بحث اور تصورات پیش کرکے یہ نتیجہ نکالا ہو کہ زمانہ قدیم مین مرد عورت کے تعلقات پاک نہ تھے اولاد اور والدین کا تعلق محبت فطری سے عاری تھا۔ عورتون کی زندگی مین عصمت کوئی چیز نہ تھی اور عام طور پر بداخلاقی ایسی پھیلی ہوئی تھی کہ بیٹا اور غلام مین امتیاز نہ تھا اور عورتون کی حیثیت ادنی قسم حیوان سے بڑھکر نہ تھی تو باوجود اسکے کہ مولف مذکور ایک عالم کامل تھے ایک معمولی شخص بھی ان نتیجون سے متفق نہ ہونیکے علاوہ اپنے دل مین یہہ ضرور کہتا کہ اس نتیجہ کے اخذ کرنے مین مصنف نے بہت جسارت سے کام لیا ہے۔

نیز انگریزی مصنفون نے بھی رائے اختیار کرلی۔

(۲۴) حقیقت تو یہہ ہے کہ ہندو شاستریجن جن انگریزون نے ابتدا مین کتابین تصنیف فرمائی ہین اون تمامون نے کم و بیش کے ساتھہ اسی قسم کے خیالات کا اعادہ کیا ہے اور محض اسی بنا پر بعد کے چند ہند و مصنفین نے بھی تقلیداً اوسکی غلطی کا اعادہ کیا ہے۔ اسمین شک نہین ہے کہ گلاب چند بسر کا اپنی کتاب کو بہت تحقیق کے بعد لکہا ہے تاہم اونکا دل تذکرہ صدر انگریز مصنفین کے اثر سے ایسا متعصب ہوگیا تہا کہ باوجود اس کے کہ انھون نے اس بداخلاقی کو مخصوص محدود شاذ بتلایا ہے۔ اس بداخلاقی کا الزام تعمیم کے ساتھہ قدیم سوسایٹی پر عاید کرتے مین دریغ نہین کیا الغرض خود شاستری موصوف کے دو امور مسلمہ ہین۔

(۱) یہہ حالت ویدک زمانہ کے قبل کی تہی۔

(۲) یہہ حالت شاذ و نادر ہی نظر آتی ہتی۔

تو انصاف اس امر کی مقتضی تہی کہ موصوف زیادہ احتیاط سے کام لیتے اس امر کو اب بیان کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ وید عیسوی سن کے تخمیناً ساڑھے چار ہزار سال قبل

تدوین کیے گئے اور ان بیٹون کا وجود اوسکے قبل کے زمانہ کا ہے اور زمانہ ایسا ہے
جس کے تاریخی حالات کا مواد عدم موجود ہونے سے اوس زمانہ کے لئے ایک جامع تام
موضوع کیا گیا ہے اور اوسکو زمانہ ما قبل وید اسیوجہ سے کہتے ہین کہ اوسوقت کے
صحیح حالات ظاہر نہین ہو سکتے اسوجہ سے یہہ بہی صاف طور پر ظاہر ہوگا کہ ایسے قدیم
زمانہ مین جو چیزین رایج ہونا خیال کیا جاتا ہے اور جو حقیقتاً ویدک زمانہ مین
موجود نہ تہے اون کا وجود تسلیم کرنا بالکل بیجا ہے اور اس لحاظ سے بادی النظر
مین جو الزام صدر مین عاید کیا جاتا ہے وہ بجائے خود نہین ہے محض اس قسم کے بارہ
قسم کے ضمنی بیٹونکی فہرست بتلائی جاتی ہے مگر جب تک یہ ظاہر نہ ہو کہ مقبول کون سے
تہے اور متروک کون سے تہے سوسایٹی کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرنا ہی محال ہے
مسٹر گھوش نے اپنی کتاب دہرم شاستر جلد اول کے صفحہ (۶۳۶) پر یہہ بیان کیا ہے کہ
رگ وید مین جو سب سے پہلا وید ہے۔ ان ضمنی فرزندون کے منجملہ اکثرون کو متروک
قرار دیا ہے۔ اور یہ نتیجہ جس اقتباس پر مبنی ہے اوس مین فقرہ ذیل درج ہے۔

اے اگنی وہ اولاد نہین ہے جو دوسرے سے نے پیدا کیا ہے[1]

اور اس سے ظاہر ہوگا کہ منجملہ اقسام صدر کے چند قسم کے بیٹے متروک ہو گئے تہے
نیز یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ ممانعت اوس عمل کا تحریری نقیض ہے جو غالباً زمانہ وید کے
قبل سے جاری تہا[2] الغرض اس لحاظ سے یہ تصور کرنا بیجا نہو گا کہ اس قسم کے فرزندان رگ
وید کے زمانہ مین ضرور ممنوع تہے اور بالفرض گلاب چند شاستری کا خیال درست ہی ہوگا تو
محدود تہا مین زمانہ ما قبل وید سے متعلق ہو سکتا ہے۔ مگر ان حالات کا اثر مصنفین پر ایسا
ہو کہ ڈاکٹر گور نے اس فہرست ضمنی فرزندان کو ہندو شاستر مین درج دیکھکر یہ نتیجہ نکالے ہین

(۱) گھوش جلد (۱) صفحہ (۶۳۹)۔
(۲) گھوش جلد (۱) صفحہ (۱۲) تمہید۔

کہ متاکشرا کے تصنیف کے زمانہ مین بہی یہہ طریقہ رائج تہا[1]۔

ان جملہ بیٹون کی حیثیت مساوی نہی۔

(۲۵) یہہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ اس فہرست فرزندان نے سوسائٹی کی حالت اور خیالات کے نسبت عظیم غلط فہمیان پیدا کی۔ اخلاقی خیالات کی تردید قدرے بحث صدر سے ہوسکتی ہے مگر دوسری غلط فہمی یہہ پیدا ہوگئی کہ زمانہ ماقبل وید مین ان جملہ بیٹون کو ایکہی حیثیت اور درجہ کا تصور کیا گیا تہا لیکن اقتباس رگ وید محولہ فقرہ (۱۶) مین یہہ درج ہے کہ دوسرے کا پیدا کیا ہوا بچہ صلبی فرزند کے برابر نہین ہوسکتا۔ البتہ اس مین یہہ ہی شبہہ باقی نہین رہتا ہے کہ اس فہرست کے جملہ اقسام مساوی حیثیت کے نہین سمجہے گئے ہے۔ جب اورس کشیترج اور سودرج۔ ایکہی حیثیت کے نہ ہونا اوس سوسائٹی نے تسلیم کیا تہا۔ تو یہہ الزام اوس سوسائٹی کے نسبت مبنی بر انصاف نہوگا کہ سوسائٹی کی اخلاقی حالت گری ہوئی تہی۔ اور چونکہ فرزند صلبی اور دیگر اقسام کے ضمنی فرزندون مین حد امتیاز قایم تہا۔ اس بات کو مزید ثبوت کے ساتہہ پیش کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ زمانہ ماقبل وید مین جو اولاد ازدواج کے پاک رشتہ سے پیدا ہوئی ہو اون پر تفوق رکہتی تہی۔ جنکے والدین کے درمیان تعلقات کی پاکی معدوم تہی اور یہہ امتیاز اون خیالات پر مبنی تہا۔ جو مرد اور عورت کے پاک رشتہ کے نسبت رائج تہا۔ شاستری موصوف نے علاوہ ان اقسام کے چند اقسام بہی بیان کئے ہین ملاحظہ ہو یمانا باب (۲) فقرہ (۵۷)۔

ان بیٹون کا درجہ سوسائٹی مین کیا تہا۔

(۲۶) یہہ امر ہمیشہ کے لئے معرض بحث ہیگا کہ ان تینے اقسام بیٹون کی حیثیت سوسائٹی مین کیا تہی۔ گلاب چند سرکار انہی خیالات کے سلسلہ مین یہہ بہی ظاہر فرماتے ہین کہ باپ و بیٹا۔ زن و شوہر کے تعلقات

(۱) یہہ رتیوٹ [illegible] اکسر [illegible] صفحہ ۲۸۲۔ فقرہ (۵۵۹)۔

مالک و تملیک کی حیثیت موجود تہی اور متعدد اقسام کے بیٹے غیر محدود تعداد مین رکہنا کسی شخص کی مالی حالت مین اضافہ کرتی تہی[1]۔ لیکن یہ خیال عام طور پر تسلیم نہین کیا گیا۔ کیونکہ معمولی شخص کو بہی اس سے بشکل اتفاق ہوگا۔ نہ قرین قیاس ہے کہ دنیا کے اہم ترین تعلقات باپ و بیٹا زن و شوہر کی بنا ر ایسی کم زور ہوگی اور اسی وجہ سے اب مزید بحث نہین کیجائیگی۔ البتہ اس قدر درج کرنا کافی ہوگا۔ کہ ویدک زمانہ سے لیکر آج تک تخمیناً چھہ ہزار سال کے زمانہ مین اس فہرست مین زیادہ وسعت اندازی نہین کی گئی ہے۔ بعد کے سمرتی کاروں نے صرف یہی کیا کہ ان منجملہ جن کا وجود پہلے سے نہین تہا اور جس کا صرف کاغذی عمل تہا ان کو ممنوع قرار دیا ہے اور حتی کہ آج سیوائے اورس۔ کرترم۔ اور دتک کے کسی قسم کا بیٹا اصلی یا ضمنی قسم کا موجود نہین ہے۔ البتہ شودرون نے اپنی رواجی قانون کے بنا پر ایک جدید قسم کا متبنی یعنی الاٹم اختراع کیا ہے۔ جسکے نسبت آیندہ علیحدہ باب مین بحوالہ فیصلہ جات عدالت بیان کیا جائیگا۔

خلاصہ۔ (۲۷) مختصر یہ کہ تبنیت کی تاریخ بہت قدیم ہے جسکا وجود عیسوی سن کے پانچہزار سال قبل تہا اور اوسکے ساتھہ جتنے ضمنی فرزندی کے اقسام تہے اون شارحین و مصنفین وقت نے اخلاق کی کسوٹی پر لگاکر مذموم اقسام کو متروک کردیا اور آج سوائے اقسام ذیل کے اور کوئی قسم باقی نہین ہے۔

(۱) اورس۔

(۲) دتک۔

(۳) الاٹم۔ (مخصوص و شودر)۔

---

(۱) قانون تبنیت ہنود صفحہ (۲۶)۔

اور اون کے منجملہ مخصوص طریقے جو صرف رسم پر مبنی ہین اون کو منہا کرنے کے بعد صرف دو ہی باقی رہ جاتے ہین جن کے منجملہ ایک تو خلقی و قدرتی ہے اور دوسرا مصنوعی و قانونی اور یہ قسم دوم ہی اس کتاب کا موضوع ہے۔ مگر مسٹر گھوش نے کافی وضاحت کے ساتھہ بیان کر کے یہہ بات ثابت کیا ہے کہ یہہ اقسام فرزندان رگوید کے تدوین زمانہ سے منسوخ العمل ہو چکے

تبنیت کی غرض درجہ فرزند صلبی

بارہ اقسام فرزندان

(۲۸) پچھلے باب مین (۱۲) اقسام کے بیٹے زمانہ سابق مین ہونا بیان کر کے یہہ ذکر کیا گیا ہے کہ گو وہ فرزند صلبی کے بالکل مساوی نہ ہو تب ہی اون کا وجود بہ حیثیت جانشین و قایم مقام فرزند صلبی کے عمل مین آیا ہے۔ چنانچہ اس کا ضمنی تذکرہ باب اول کے فقرہ (۵) مین کیا گیا ہے اور متبنیٰ لڑکے کی تعریف کے ساتھہ ساتھہ تبنیت کی حیثیت ذیل مین تعریف کی ہے

تبنیت وہ طریقہ اور انجام دہی رسومات ہے۔
جسکو شاستر نے کسی لڑکے کو متبنیٰ فرزند بنانے
کے لئے لازمی گردانے ہون۔

اور جب یہہ بات پیش نظر رکھی جائیگی کہ ہندو لوگ ابتدا سے ابتک اس بات کے ازحد پابند ہین کہ اونکو کسی نہ کسی طریقہ سے صلبی جنیا جیہ ...

جو (۲۱) اقسام پچھلے باب مین تبلائے گئے ہین۔ وہ اس بات کو صاف طور پر ظاہر کرتے ہین کہ ان طریقون کے اختیار کرنے مین جائز و ناجائز قدرتی اور فرضی مین امتیاز نہین رکہا گیا تہا۔ پس اولاد متذکرہ صدر کی صحیح نوعیت شجرہ ذیل سے ظاہر ہوگی۔

فرزندان

- قدرتی
  - جائز
    - صلبی
      - اورس
    - غیر صلبی
      - پتریکا پتر
  - ناجائز
    - (۱) کشیترج
    - (۲) پونربہو
    - (۳) گڈھج
    - (۴) سہوڑھ
    - (۵) کانین
- مصنوعی
  - بابدل
    - کرت
  - بلابدل
    - (۱) دتک
    - (۲) سویم دتہ
    - (۳) شودرج
    - (۴) کرتریم
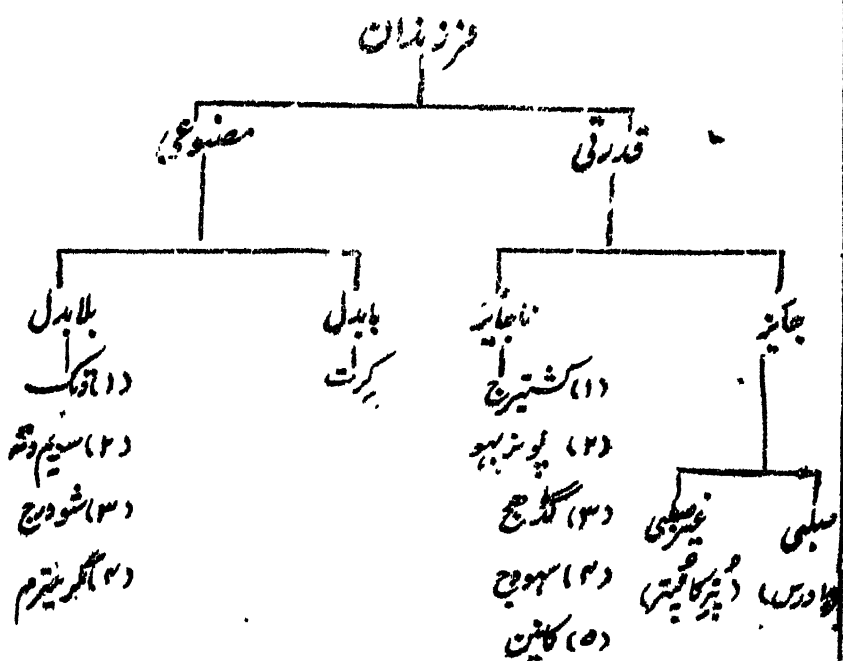
اور اس بات کو ذہن نشین کرنے کے بعد کہ گو بعض اقسام کے بیٹے صلبی بیٹے کے مساوی نہ تہے تب بہی اون کی جزوی مساوات بہی اوس غرض کو پورا کرنے کے لئے کافی تہی جس کے لئے فرزند کا موجود ہونا لازم تہا۔

فرزند سے کیا مراد ہے۔

(۲۹) اس لحاظ سے قبل اس کے کہ ضمنی اور قایم مقام بیٹون کی نسبت بحث کی جائے اس بات کے دریافت کرنے کی سخت ضرورت ہے کہ جہانتک امکان کوشش سے بہی بلالحاظ جوازہ عدم جس اصل کے قایم مقام پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی تہی اوس تعلق فرزندی سے

کیا مراد تھا۔ اور اوس سے کیا نتیجہ والدین کے حق مین مترتب ہوتا تہا۔ اگر فی الواقع کوئی دینی یا دنیاوی فائدہ بیٹے سے باپ کو حاصل نہ ہوتا ہو تو انسان کسی حالت مین اتنی کوششون کے بعد بیٹیون کا حصول مطمح نظر نہ رکہتا۔ اس لئے فقرہ جات ذیل مین مسلہ فرزندی پر ادنی بحث کیجائیگی۔

فرض ادائے قرضہ ثلاثہ اسکی ضرورت ہے۔

(۳۰) اصل تو یہہ ہے کہ بہت قدیم زمانہ سے لوگون کے دلون مین یہ بات جانشین ہوئی تہی کہ ہر انسان پر پیدایش کے ساتہہ ہی تین قسم کے قرضے دنیاوی و دینی عاید ہوتے ہین اور وہ ایسے غیر محدود و نامتناہی ہین کہ باوجود امکانی کوشش کے اوسکو کوئی شخص تکمیل کو پہونچا نہین سکتا تہا۔ بلکہ قریب قریب یہہ خیال تہا کہ اس کا بار دنیا کے وجود تک قایم رہتا تہا۔ اس قرضہ کی ادائی مین انسان پر دوہری ذمہ داری عاید تہی اوّلا یہ کہ وہ حتی الامکان بذات خود اوسکی انجام دہی مین سرگرم ہے۔ اور دوم یہ کہ اپنی زندگی کے ختم کے قبل ہی اپنا بار دوسرے ایسے شخص پر عاید کردے جو اس کے وفات کے بعد اوس ادائی قرضہ کے سلسلہ کو ان دونون طریقون سے تابقائے دنیا قایم رکہے اور یہی وجہ ہے کہ زمانہ قدیم مین بڑے سے بڑے رِشی انواع واقسام کے عبادت کے بعد صلبی بیٹا پیدا کرنے مین کوتاہی نہین کئے۔ بادی النظر مین یہ فقرہ اجتماع ضدین دکہائی دیگا کہ بڑے سے بڑے رِشی یعنی تارک الدنیا بیٹے کو پیدا کرنا اپنے پر فرض اولین مقرر کرلتے تہے اور دنیا کے ترک کرنے والون کو اس طور پر بیٹے کو پیدا کرنے کی اہمیت کا احساس اوس وقت تعجب خیز معلوم نہ ہوگا جب کہ ہم یہہ یاد رکہین گے کہ ترک دنیا و عبادت کی غایت اوس وقت تک تکمیل نہین پاسکتی تہی جب تک کہ ان قرضے موجبہ کے ادائی کا انتظام نہ کیا جائے عبادت اور ترک دنیا اوسکے شخصی یعنے غرض اول کی تکمیل

ہین تھے۔ اور بیٹا کا پیدا کرنا قسم دوم کی متابعت تہی۔ کیونکہ بیٹے کے پیدا ہونے کے بعد اس قرضہ کے ادائی کی کوشش بطور وصیت کے تہی کہ تم بہی تا قیامت اسی طور پر دوسرے فرائض کی انجام دہی سے قرضے موجبہ کی تکمیل کرو۔ گویا قرضے کی تکمیل کی کوشش وصیت تہی۔ اور قرضہ جات بطور ترکہ تہے۔ یہی وجہ ہے اور انہین ابتدائے خیالات کی روح اوس چار مدارج فرائض انسان مین دکہائی دیگی۔ جو آریہ لوگون نے معراج ترقی کو پہونچنے کے بعد بہی قایم اور مقدم رکھا۔

بغیر اولاد پیدا کرنے کے تکمیل فرائض ممکن نہین۔

(۳۱) شاستر انسان کے زندگی کے چار مدارج ہین۔

(۱) برہمہ چریہ۔ (طالب علمی) (۲) گرہست۔ دنیاداری۔

(۳) وانا پرست۔ (ریاضت) (۴) سنیاس۔ ترک دنیا۔

اور شاستر نے یہہ طے کر دیا ہے کہ بہ ترک توسط درجہ۔ درمیانی اوپر کے درجہ کو کوئی دنیا دار شخص جا نہین سکتا۔ ہر شخص پر لازم ہے کہ ابتدائی ربع عمر مین تحصیل علم اصلاح جسم۔ اور پاکیزگی عمل حاصل کرے۔ یہہ سخت ہدایت تہی کہ ابتدائی ربع حصہ مین جو اعلی اصول و علوم بہ زمانہ طالب علمی حاصل کئے گئے تہے اون پر دوسرے درجہ زندگی مین عمل پیرا رہے۔ علم محصلہ کی تعلیم دنیا۔ مہمان نوازی۔ ہمدردی وغیرہ صفات حسنات کو عمل مین لانا کسی نیک اور مساوی درجہ کی عورت سے شادی کرنا اور اولاد پیدا کرنا اس دوسرے درجہ کے اجزائے اعظم تہے۔ اور جب تک کہ بیٹا پیدا نہوا اور قرضہ موجبہ از قسم دوم اپنے بیٹے پر منتقل نہ ہو کوئی شخص مجاز نہ تہا۔ کہ ترک دنیا کی ابتدائی ریاضت بہی آغاز کرے۔ ترک دنیا کے ذریعہ سے موکشہ (نجات) کے حصول کے لئے اولاد کے پیدا کرنے کی قید محض اسی وجہ سے پیدا کردی گئی تہی کہ جب تک کوئی شخص فرائض موجبہ از قسم دوم کے ادائی کا انتظام

تین رنگون کا فرض یعنی بیٹا پیدا کرنے سے۔

مین نے فقرہ (   ) مین تین شرعی فرضجات کو دو اقسام مین بیان کیا ہے تحصیل علم اور یگنہ (   ) کے انجام وہی قسم اول مین داخل ہے۔ بیٹا پیدا کرنا قسم دوم مین ہم کو اب اس قسم دوم کے فرضجات سے بحث ہے جب یہ معلوم ہوا کہ بغیر بیٹے کے انسان کی زندگی ناکمل اور فرائض ہی ناکمل رہجاتے ہین تو اس بات کے مزید بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے کہ ابتدائی زمانہ مین حصول فرزند کا مسئلہ بہت اہم مانا گیا۔ چنانچہ رگ وید مین (منڈل ۷، سوکت ۴) مین بیان ہے کہ

اے اگنی ہم کو یہ نعمت دے کہ ہمین ایسا بیٹا پیدا ہو
جو اگنیہ کو انجام دے اور نیک طینت ہو۔

اسی خیالات کا اعادہ (   ) ایتریہ برہمن (ہو گھوش جلد ا صفحہ ۴۲۷) مین فقرہ ذیل مین کیا گیا ہے۔

لا ولد شخص کو جنت نصیب نہین ہوتی ہے۔

شاستر مین یہہ تصور کیا گیا ہے کہ اس دنیا کے علاوہ جس کو منوش لوک (انسان کی دنیا) سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور دو دنیائین ہین ایک بزرگونکی دنیا جسکو سنسکرت مین پتر لوک کہتے ہین اور دوسرا دیوتاؤن کی دنیا جسکو دیو لوک کہتے ہین۔

فلک الانسان فرزند کے ذریعہ سے حاصل کیا جا سکتا ہے اور کسی دوسرے ذریعہ سے نہین ہوسکتا۔ فلک الاسلاف رسومات کے ادائی سے حاصل کیا جا سکتا ہے اور فلک الدیوتا علم سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ان جملہ فلکون مین آخر الذکر فلک سے اعلیٰ ترین ہے۔ اور اسی وجہ سے ہر شخص پر وید کی تحصیل بہ نظر استحسان دیکھی جاتی

اور پھر باپ اپنے آخری دم کو دیکھکر اپنے بیٹے سے یہہ کہتا ہے تو برہم ہے (　　) تو اگنیہ ہے (　　) اور تو لوک ہے (　　) اور وہ لڑکا جواب مین دوہراتا ہے کہ مین برہما ہون یعنی مین وید کو تحصیل کرونگا۔ مین اگنیہ ہون یعنی مین اگنیہ کرونگا۔ اور مین لوگ ہون یعنی اولاد پیدا کرونگا۔ اور ملک الانسان کو فتح کرونگا نیک عمل سے فلک الاسلاف کو فتح کرونگا۔

ہر باپ اپنے بیٹے پر ادائے فرایض کی تکمیل بطور وصیت و ترکہ کے چھوڑتا ہے

(۳۳) فقرہ صدر اصل سنسکرت اقتباس کا لفظی ترجمہ ہے اور اوس کے قبل کے ایک فقرہ مین جو بیان کیا گیا تھا کہ باپ یہہ قرضہ ہر بیٹے پر بطور ترکے کے چھوڑتا ہے اور بذریعہ وصیت اپنے بیٹے کو اون دو اقسام کے فرایض انجام دہی کا پابند کراتا ہے۔ الغرض وید و سمرتیوں کے جو اقتباسات فقرہ صدر مین درج کئے ہین وہ اسکے قبل مین نے جو بحث کی تہی اون کی تائید کرتے ہین

اور یہی اسباب تھے جنکی وجہ سے آریہ لوگون نے اور بعد مین ہندون نے خصوصاً بیٹے کا پیدا کرنا اہم ترین فریضہ انسان قرار دیا کیونکہ فرزندی ایک ایسا عہدہ اور ذریعہ تہا جو انسان کے فرایض شخصی اور فرایض نوعی کے انجام دہی کے لئے بالکل لازمی امر تہا۔ اس لئے حتی الامکان بذریعہ ازدواج عورت سے تعلقات پیدا کرکے اولاد کے پیدا کرنے مین مصروف رہتا۔ اور جب اس طریقہ سے وہ کامیاب نہو سکے تو بذریعہ مصنوعی طریقہ کے اپنی اصلی غایت پیدا کرنا فرض دینی تصور کیا گیا۔ زمانہ قدیم کے لوگون کے نظر مین بوجوہ متذکرہ صدر سے بیٹے کا وجود اون کے دنیا اور آخرت کے لئے ازحد لازمی تہا اوس کے وجود کے بغیر وہ

(۱) انگریزی جلد ۱ صفحہ ۱۵۵

اپنے باپ قرضہ معہ حبہ سے برات حاصل نہین کر سکتے تہے - اور یہہ ایسا بار ہے کہ ہر انسان اس سے سبکدوش ہونیکے لئے کسی امکانی یا غیر امکانی کوشش سے بہی دریغ نکریگا - بلکہ انسانی فطرت ہی ایسی ہے کہ اپنے باپ کی وصیت بیٹے کو پہونچانے کے بغیر خود اوسپر عمل پیرا ہونے بغیر اطمینان حاصل نہین کر سکتا - اس سے واضح ہوگا جب انسان کے دل نے دونون اقسام متذکرہ صدر کی پابندی اختیار کر لی تو یہہ فطرت کے خلاف نہ تہا کہ کبہی بیٹا دوسرے سے بہی پیدا کیا گیا - اور بعض وقت تعلقات مین بیٹا پیدا ہونے کے بعد اوس عورت کو محض اوس بیٹے کی خاطر زوجہ کا درجہ عطا کیا گیا یا کسی سے مانگ لیا گیا - یا کسی سے خرید لیا گیا - یا اسی طرح بارہ قسم کے لڑکے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے - اسی گہر سے اشراکت ہین کہ ادا کے زندگی کا مقصد بیٹے کے بغیر حاصل نہین ہو سکتا تہا -

(۴۳۱) چونکہ بارہ اقسام صدر مین چند غیر نسبی بیٹے بہی مذکور ہین - گلاب چند سرکار نے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ درجہ فرزندی کے حاصل کرنے مین کہ تولد لازمی نہین ہے محض ایسے شخص کا	گلاب چند شاستری کا خیال کہ درجہ فرزندی کے لئے تولد لازمی نہین -

قایم مقام ہونا کافی تہا جو بطور جانشین فرزند کے فرایض مذہبیہ کے انجام دہی کی قابلیت رکہتا ہو - اور یہہ بہی وجہ ہے کہ ایسے بیٹے جو پیدایش کے ساتہہ ہی بہرے یا گونگے یا کسی اور طور کی ناقابلیت رکہتے ہون اون کو فرزندی کا درجہ عطا نہین کیا گیا تہا - (۱)

اور مسٹر بہچنا تہہ کے دہرم شاستر صفحہ (۲۱۶) پر بحوالہ منو باب (۹) فقرہ ۲۰۱ جن محروم الارث اشخاص کا ذکر ہے وہ صرف اسی وجہ سے ہے چونکہ یہہ لوگ مذہبی

(۱) قانون تبنیت ہنود صفحہ ۱۳۱ -

اُسے اگنی وہ بیٹا نہین ہے جسکو دوسرے نے پیدا کیا ہو
کیونکہ وہ اپنی اصل کی طرف رجوع ہوگا اس لئے اے اگنی
ایسا جدید بیٹا ہمارے بطن کو عطا کر جو جسم نیک اور
دشمنون کو فنا کرنے والا ہو"

اور یہ فقرہ اس امر کو واضح طور پر ظاہر کریگا کہ اولاً صلبی بیٹے کو جو درجہ اور عزت حاصل تہی وہ دوسرے قسم کے بیٹون کو نہ تہی اور ثانیاً یہہ کہ اگر لڑکے کی ضرورت محض دنیاوی اغرض کے لئے ہوتی تو اتنی کوشش اور استدعائین بیکار ہہین - تملیک کے لئے ایک بیٹا ملگیا تو بس تہا خواہ صلبی ہو یا دوسرے کا پیدا کیا ہوا ہو یا زرخرید ہو -

اس خیال کی مزید تردید - (۳۶) اس امر کی تردید کہ بیٹے کا وجود دینی اغراض کیلئے مقدم نہین تصور کیا گیا - بلکہ ابتدا مین اوس کی حیثیت مال متقوم کی تہی اور بعد مین اس دینی اغراض کا جامہ سمرتی کارون نے اور ویدون نے پہنایا محض اس بات سے ہوسکتی ہے کہ ہندو لوگ قدرتاً ایسے لوگ ہین جن کے مذہب نے دنیاداری کو کم وقعت کی نگاہ سے دیکہا ہے اور ہر وقت زمانہ قدیم سے لیکر اب تک اس مذہب کی خصوصیت یہی کہ وہ انسان کو نجات از تکالیف زندگی اور حصول موکشہ کی رہنمائی کرے - اس امر سے انکار نہین کیا جاسکتا کہ جو مقاصد مذہب پیش نظر رکھے اور جس طریقہ کی رہنمائی کرے اوسکی پابندی کیجاتی ہے ہندو مذہب کی تاریخ ابتدا سے دیکھی جاوے تو معلوم ہوگا کہ انہون نے ایک ایسا نصب العین مقرر کیا تہا اور اس کا اثر مذہب کے پابندی کرنے والون پر اس قدر گہرا ہوا تہا کہ معمولی سی معمولی باتین بہی جب تک مذہب کی گھٹی مین نہ دیجائین اونکی حلقون مین نہین اوترتا تہا یہی وجہہ ہے کہ طب حفظان صحت علم الاخلاق علم الاجتماع -

[illegible] اصولوں میں ایسے مخلوط ہوئے کہ اب اون کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنا ناممکنات سے ہے۔

ہندو مذہب کا نصب العین دینی ہے۔

(۳۷) کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ "دنیا کے پولیٹکل تاریخ میں ہندوؤں کو کوئی جگہ نہیں ہے" سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ وہ بہت قدیم ہے اور دوسری یہہ کہ ابتدا سے ہی اس مذہب نے اپنے کو دنیا سے بے غرض رکہا۔ دنیا مین پیدا ہونا خود ایک گناہ کی سزا تصور کیا گیا تہا۔ اس دنیا کو ایک قید خانہ سے زیادہ ارام کی جگہہ تصور نہین کی گئی تو کیا عجب ہے کہ اس مذہب کا نصب العین ایسا ہو کہ بجائے حصول دنیا کے انقطاع دنیا کے خیالات کا سکہ اپنے مقلدوں پر بٹہلایے۔ اور یہی وجہہ ہے کہ اس مذہب کے ابتدائی پیشواؤں نے اس امر کی تحقیق شروع کی کہ انسان کو اس دنیا مین پیدا ہونیکے وجوہ کیا ہین۔ اور کیا اسباب ہین جن سے اس پیدایش کے لزوم سے نجات نے اپنی دماغ کو امکانی تحقیق مین منہمک کرکے یہہ نتیجہ نکالا کہ انسان کے افعال اور اوسکے نتیجے اس پیدایش کے ماخذ ہین۔ ہر فعل خواہ نیک کیوں نہو نیکی کی نیت سے کیا جایے تو اوس استفادہ نیک کیلیے بہی جسم کی ضرورت ہے اور وہ جسم سوایے پیدایش کے دنیا مین وجود پذیر ہونیکے حاصل نہین ہو سکتا بہرحال تحقیقات کے ایک جزکا نتیجہ یہہ نکلا کہ ایسے افعال نیک و بد جو اوس خصوص غرض سے کیے گیے ہون اوسکے معاوضہ کیلیے یعنی سزا یا جزا کیلیے روح کو انسانی جسم کے ساتہہ وجود پذیر ہونا پڑتا ہے اور دوسرے جزکا نتیجہ یہ برآمد کیا گیا کہ پیدایش اور انتقال کا سلسلہ اوسی وقت ختم ہو جاتا ہے جبکہ انسان بے غرضانہ افعال کرے یعنی اون افعال کے معاوضہ کی اوسکو خواہش نہ رہے اور ویدانتیوں نے یہہ طے کیا کہ موکشہ یعنی نجات کے بغیر انسان اس سلسلہ تولد سے بچ نہین سکتا اور موکشہ ایسی حالت قرار دیگیی جسکی روح ایک ذرہ ہے اور آلایش و خواہشات دنیا سے بے غرض عمل پیدا ہونیکے ذریعہ سے اوس اصل مین یہ ذرہ شامل ہو جاتا ہے جہاں سے پرکرتی کے تحریک پر یہ ذرہ نکلا تہا۔

اس بات کی سخت تاکید تہی کہ جو کچہہ ملے اوسی مین خوش وخرم رہے۔

ذریعہ چار اقوام کے دنیاوی بے تعلقی کے نقصان کو رفع کرنیکی کوشش کی گئی۔

(۴۰) واضح ہو کہ آریہ قوم کے چار فرقون مین تقسیم ہو دنیا کے بے تعلقی کی وجہہ سے جو نقصان قوم کو پہونچ رہا تہا اوسکی تلافی کی گئی۔ اور ترک دنیا کا موضوع صرف برہمنون کے لئے مخصوص کیا گیا۔ تاہم ساتہہ ہی اوسکے اوس فرقہ کی وجود کے لئے یہی مذہبی شکل مین قید لگائی گئی کہ جب تک کوئی شخص گرہستی زندگی کو بسر کرکے تولد بیٹے کے ذریعہ سے اوسپر جو قرضہ ثلاثہ کے انجام دہی واجب تہی اوسکا بطور وصیت وترکہ استطاع نکرے وہ ترک دنیا کے راستہ کو اختیار کرنیکا مستحق نہین ہوتا۔ نیز حصول موکشہ کا نصب العین جو زمانہ قدیم سے پیش نظر تہا نظر انداز نہین کیا گیا۔ لیکن تولد لڑکے کی شرط جس مین دینی اغراض مقدم ہے ایسی لگائی گئی کہ موکشہ کا حصول اس ترک توسط سے ناممکن ہونے سے ہر تارک الدنیا کو بہی اپنے معاد کی حصول مین اس دنیا مین اوسی حد تک عارضی اور جبری دلچسپی لینا لازم آیا۔ اور بفوراسکے کہ اسکو بیٹا تولد ہوا اوس بار کے سبکدوشی کے خوشی مین اس دنیا سے بے غرض ہوکر موکشہ کے حصول مین سرگرم رہنا (منو باب ۹ فقرہ (۱۳۹) باب ۶ فقرہ (۱۳۵)

بحث صدر کا نتیجہ۔

(۴۱) یہہ بحث اس بات کو ثابت کردیگی کہ ہندو قوم کا نصب العین حصول دنیا نہ تہا۔ اس لحاظ سے بالغرض بیٹے کا وجود محض دنیاوی اغراض کیلئے ہوتا تو فرزند صلبی کا وہ درجہ نہ ہوتا جو اوسکو حاصل ہوا کیونکہ زید کو اپنی حیات مین اس بات کے فکر کرنیکی کوئی ضرورت نہین تہی کہ اوس کے وفات کے بعد جایداد کا مالک بکر فرزند صلبی ہوتا یا حامد فرزند متبنی یا خرید کردہ یا دوسرے کا پیدا کردہ ہونا۔ ایک تو زمانہ ماقبل وید مین جایداد کی اور قصبہ کی زیادہ اہمیت نہ تہی اور اون کے مذہب مین بمقابل دنیاوی اغراض کے دینی اغراض کو مقدم رکہا تہا

تو یہہ حجت کسی حالت مین قابل تسلیم نہ ہو گی۔ کہ ہندو قوم کے تصور مین فرزندی کا وجود ابتدا آریا غراض دنیاوی تہا اور بعد مین اوسکو دینی غرض کا جامہ پہنایا گیا۔ بلکہ سچ تو یہہ ہے کہ گلاب چند سرکار نے اپنی محنت اور تحقیقات ایسے غلط راستہ پر لگایا کہ وہ اپنے اصلی اصول کو ثابت نہ کر سکے مگر اثنار تحقیقات مین جو نتایج انہون نے اپنی کتاب مین درج کیا ہے اون کی بنیاد ہی غلط ہونیکی وجہہ سے خود اونہین کی تحقیق بڑی حد تک اونہین کی تردید کرتے ہین۔

فرزند نعمت غیر مترقبہ ہے۔

(۴۲) ان خیالات کا اثر قوم پر ایسا عالم گیر تہا کہ صلبی بیٹا ایک نعمت غیر مترقبہ تصور کیا گیا۔ اور اہل سنسکرت نے لفظ پُتر کے لغوی معنی کے ذریعہ اوس کی غرض کو ہی استنباطاً ظاہر کرنا شروع کیا۔ منو باب (۹) فقرہ (۱۳۸) مین کہا ہے کہ

چونکہ پتر ایک دوزخ موسومہ (پُت) سے اپنی باپ دادا کو نجات دلاتا ہے اس لئے اس کو ویدون مین پُتر موسوم کیا گیا ہے۔

اور اوسکے بعد کے جملہ شارحین نے انہین خیالات کا اعادہ کیا ہے۔ چنانچہ یاسک ( ) نے اپنی کتاب نعت مین پُتر کے معنی حسب ذیل بیان کئے ہین۔

بیٹا وہ ہے جو باپ کو ایام پیری مین بہت امداد دیتا ہے اور اوس کو پُت نامی دوزخ سے نجات دلاتا ہے[1]

البتہ یہہ بات تسلیم کی جاسکتی ہے کہ جو کچھہ غیر معمولی اہمیت ویدون سے لیکر اتبک بیٹے کو دی ہے وہ صرف فرزند صلبی سے متعلق ہے اور خصوصاً دینی فرض کی تکمیل کے لئے فرزند صلبی کا وجود مقدم ہے اور اسی وجہ سے تولد فرزند کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ

(۱) قانون تبنیت ہنود صفحہ ۴۳۔

وشنشمرتی (Dharmaśāstra) شونک (Śaunaka) وغیرہ نے یہہ بیان کیا ہے کہ محض تولد فرزند سے ہی انسان کو جنت نصیب ہوتی ہے اور جملہ مذہبی رسومات اور عبادتین مجموعی طور پر آخرت کے نکتہ نظر سے اوس ثواب کا سولہوان حصہ بہی نہین ہین جو صلبی فرزند کے صورت دیکہنے اور تولد سے حاصل ہوتا ہے[1] الغرض ہندون کے نظر سے دینی اغراض کیلئے بیٹے کا تولد ایک جزو اہم تہا اور یہہ محض غلط ہے کہ ابتدا مین وہ ایک مال متقوم مساوی تہا۔ اور بعد مین اوسکو دینی رنگ دیا گیا۔ کیونکہ رگ وید کے حوالہ سے ہم ثابت کر چکے ہین کہ اوس کے ماقبل زمانہ مین باوجود بارہ قسم کے بیٹون کے صلبی بیٹے کی ہی درخواست اگنی کے اجلاس پر پیش ہوتی تہی۔

باب پنجم (۵)

غرض تبنیت مصنوعی فرزندان

فرزند کی ضرورت شدید نے ہی مصنوعی بیٹون کو رواج دیا گیا۔

(۴۳) اب تک جو بحث کی گئی اوس فرزند صلبی کی اہمیت اور اوس کی غرض ظاہر ہو چکی ہوگی۔ اور اوس کے وجود کی شدید ضرورت نے ہی مصنوعی فرزندون کو وجود مین لایا۔ قدرت سے جب مایوسی ہوئی تو مصنوعی طریقہ اختیار کیا جانا انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ اور زمانہ ماقبل ویدمین جو بارہ قسم کے بیٹے ہوتا ذکر اور جن کی صراحت باب (۲) مین کی گئی ہے وہ اوس کا

(۱) قانون تبنیت ہنود۔ صفحہ ۴۴۔

نتیجے مین۔ رگ وید کے حوالہ سے یہہ ہی بیان کیا جاچکا ہے کہ یہہ مصنوعی لڑکے صُلبی
فرزند کے مساوی نہین ہین۔ تاہم بعد مین اونکو وہ درجہ حاصل ہونا بھی منو اور اتری کے
اقوال محولہ دتک میمانسا سے ظاہر ہے۔[1] البتہ اوس مین میلان خون کا لحاظ رکھکر
مصنوعی کے تحت جن بیٹون کے نام درج ہین اون پر قدرتی نگزا جایز بیٹون کو بھی
تفوق دیا گیا ہے۔ اس ضمن مین یہہ بھی بحث درپیش ہے کہ ان ضمنی فرزندون کی حیثیت
کیا تھی اتری کا قول ہے کہ۔

صرف ایسے شخص پر جسکو صلبی بیٹا موجود نہو فرض ہے کہ ہمیشہ احتیاط کے
ساتھہ وہ ایسے بیٹے کا قایم مقام بذریعہ تبنیت یا کسی طریقہ سے ہی
مقرر کرلے وہ (پنڈودک) وغیرہ انجام دے (دتک میمانسا باب[1] فقرہ (۳)[2]

اس قول کا ہر لفظ اہم ہے اور بہت گہرے معنی رکھتا ہے بلکہ یہہ کہنا بھی بیجا نہوگا
کہ یہی اقوال جملہ قانون تبنیت کی بنیاد ہے اوسی طرح منو کا قول جو باب اول مین درج ہے کہ۔

وہ لڑکا متبنی فرزند کہا جائیگا جو تبنیت گیرندہ کے مساوی قوم کا
ہو۔ اور جس کو اوس کے مان باپ نے بوقت احتیاج بطور تبنیت
گیرندہ کے فرزند کے محبت کے ساتھہ عطا کیا ہو اور اوس عطا کی
توثیق پانی چھوڑنے سے لیگئی ہو۔ (منو باب ۹ فقرہ (۱۶۸)[3]

حقیقت مین یہ دو ہی اقوال ایسے ہین جنکی وضاحت اور توضیح نے اب ایک مجموعہ کی شکل
پیدا کی ہے اور وہ ایک قانونی تبنیت کا اثر رکھتی ہے لیکن چونکہ اس بارہ مین تفصیلی بحث
آیندہ کی جائیگی اس باب مین اس امر کی بحث کیجائیگی کہ ان مصنوعی لڑکون کی حیثیت کس حد تک

(۱) دتک میمانسا باب ا فقرہ (۳) (۲) گھوس جلد سوم صفحہ (۱)۔
(۳) گھوش جلد ۳ صفحہ (۲)۔

فرزند صلبی کے وجود کی تلافی کرسکتی ہے۔

اسکا درجہ زمانۂ ماقبل وید مین کیا تہا معلوم نہین ہوسکتا۔

(۴۴) زمانہ ماقبل وید مین انکا کیا درجہ تہا معلوم نہین ہوسکتا کیونکہ ایسے دریافت کا کوئی سامان اب مہیا نہین ہے ویدک زمانہ مین ان مصنوعی لڑکون کو صلبی بیٹے کا درجہ حاصل نہین تہا۔ چنانچہ اوس اقتباس سے جو فقرہ (۴۵) مین درج ہے۔ رگ وید کے حوالہ سے یہہ ظاہر سکتا تہا اوس زمانہ مین چونکہ دوسرے کا پیدا کیا ہوا لڑکا خواہ بطریق نیوگ ہو یا جسکے دوسرے اشخاص والدین ہون صلبی فرزند کے ساوی نہین تہا اور اس سلئے اگنی سے استدعا کی گئی تہی کہ اگنی ہم کو خود کو صلبی فرزند عطا کرے مگر معلوم یہہ ہوتا ہے کہ ان خیالات مین بہی تبدیلی واقع ہوئی۔ منو کے باب ۹ فقرہ (۱۸۰) مین اتری کے قول محولہ صدر کے لحاظ سے تبنیت کی ہدایت باالالتزام اس بنا پر کی گئی کہ ایسے بیٹے فرزند صلبی کے قایم مقام کی حیثیت رکہتے تہے اور وہ پنڈ پانی دینے کے مجاز تھے۔

اس قول کے اہم جملے۔

(۴۵) اس قول کے حسب ذیل الفاظ اس باب کے مضمون کیلئے بہت اہم ہین۔ اور اسی پر بحث کرنے سے نفس زیر بحث کا تصفیہ ہو سکتا ہے۔

(۱) ایسے بیٹے کا قایم مقام مقرر کرے۔ (۲) ہر طریقہ سے کرے (۳) ہمیشہ کرے ایسی حالت مین بحوالہ ڈنک سمانسا و ڈنک چندر کا تینون فقرون پر بحث کرنا لازمی ہوگا۔

لفظ قایم مقام کی وضاحت

(۴۶) الفاظ مندرجہ اوس (۱) کہ "(ایسے صلبی بیٹے کا قایم مقام کرے") اس بات کو واضح کرتا ہے کہ یہ متبنیٰ لیا ہوا لڑکا فی نفسہٖ وہی حیثیت رکہتا تہا جو شاستراً صلبی فرزند کو حاصل تہا۔ یعنی یہ کہ وہ تبنیت گیرندہ اور اوس کے بزرگون کو پنڈ پانی دے۔ اور چونکہ یہ شخص صلبی فرزند کا قایم مقام تہا اوسکی حیثیت اور صلبی فرزند کی حیثیت مین کوئی فرق نہ تہا فرق صرف اسقدر تہا کہ

اول الذکر نسلی تہا۔ اور یہ دوسرے کا نسلی تہا۔ مگر یہ فرق بفوراسکے کہ کسی شخص نے اپنی فرزندی کے خدمت حالیہ پر کسی دوسرے شخص کا تقرر کیا۔ معدوم ہوجانا۔ اور اس تقرر سے وہی نتیجہ برآمد ہوتا جو پیدالیش سے حاصل ہوسکتا تہا۔

لفظ پنڈ پانی کی توضیح۔

(۴۷) اِس قول مین قایم مقام کے تقرر کرنیکی غایت پنڈ پانی دینا بتلایا ہے۔ اور پچھلے باب مین ہم نے جو بحث کی ہے اوس مین ایسی کوئی تخصیص نہ تھی صلبی فرزند کے دو قسم کے فرایض تھے۔ ایک خود پتر دیوتا اور رشی۔ ان تینون قرضہ جات ثلاثہ کی ادائی کرے۔ اور دوسرے یہ کہ گرہستی زندگی اختیار کرکے بیٹا پیدا کرے۔ جو اول الذکر قرضہ جات ثلاثہ کی ادائی بعد مین کرسکے۔ گویا خود زبانہ حال مین قرضہ جات مصدر کی ادائی مین منہمک رہنے کے علاوہ اوس پر اس بات کی ذمہ داری عاید کی گیی تہی کہ وہ زمانہ مستقبل مین نسلاً بعد نسلاً اپنے فرایض کی انجام دہی کا انتظام کرے۔ برخلاف اسکے انہون نے صرف پنڈ پانی دینے کا ہی ذکر کیا ہے۔ جس سے صرف بزرگون کی ہی قرضہ کی ادائی کی سبیل ہوسکتی ہے۔

دتک میمانسا کی توضیح۔

(۴۸) حقیقت مین یہ اعتراض واجبی ہے مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ پنڈ پانی کا لفظ تعمیم کے ساتھ اون تمام فرایض و انجام دہی رسومات کے معاوضہ مین استعمال کیا گیا ہے۔ جو شاستر صلبی فرزند پر لازمی ہین چنانچہ دتک میمانسا باب (۱) کے فقرہ (۱۴) مین درج ہے کہ۔

چونکہ صلبی فرزند قرضہ جات ثلاثہ کے ادائی کا اصلی ذریعہ ہے اوس کے وجود نہ ہونے کی صورت مین ایک اور دیگر قسم کے بیٹے اوسکے پورے قایم مقام ہوسکتے ہین جیسے کہ (بچے) نگینہ کے سرقع پر سوما کا درخت دستیاب نہونیکی صورت مین (پتیکا) سے کام نکالا جاتا ہے۔

اوس طرح فقرہ (۵۲) کتاب صدرین بہی انہی خیالات کا اعادہ کیا ہے وتک میانشا نے
فقرہ (۵۴) مین (پنڈ و پانی) کے الفاظ کی توضیح اس طور پر کیا ہے کہ اوس سے وہ
اور رسومات مراد ہین جو ہر فرزند کو باپ کے وفات بعد یا بزرگون کے واسطے کرنا
یا اوس قسم کے اور دیگر رسومات مراد ہین۔ نیز فقرہ (۵۶) کتاب صدرین بجوالہ
قول منو کہ۔

علماء نے انکو قایم مقام مقرر کر لیا ہے۔ کیونکہ (ایسا تقرر نکیا جاے
تو افعال لازمی معدوم ہو جاینگے (लुप्त क्रिया) ہو گا۔

سنسکرت فقرہ (۲۶ लुप्त क्रिया) کا صحیح ترجمہ ناممکن ہونے سے اوس کی
وضاحت ازحد لازمی ہے لفظ (लुप्त) مین ہر فعل لازمی وازادی داخل ہے
اور اوس کا (लुप्त) ہونا یعنی بغیر تکمیل کے رہ جانا مراد ہے۔ یعنی ادن دونون
الفاظ کے مرکب کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ ان قایم مقامون کو علماء سلف نے
محض اسی لحاظ سے منظور کر لیا ہے کہ فرایض ثلاثہ متذکرہ جو ہر حالت مین تکمیل پا[1]
جاہئے ناتکمیل نہ رہین۔ اور اوس وضاحت کے بعد اب اس امر کے نسبت کوئی شبہ
نہین رہ سکتا۔ کہ مصنوعی فرزندون سے اور فرایض متعلق کئے گئے تہے جو فرزند صلبی
ذمہ تھے اور اوس کی تکمیل ایسی سخت لازمی تہی کہ اون کا بلا انجام وتکمیل کے رکہنا
انسان کے زندگی وموضوع کے لحاظ سے عین عبث تہا۔

میدہا نتی اعتراض بلحاظ منطق۔ (۴۹) اور ایک باریک بحث بلحاظ علم منطق پیش ہے
آیا ایسے مصنوعی لڑکے صلبی بیٹے قایم مقام ہو سکتے
ہین کہ نہین۔
میدہا نتی نامی شارح نے اس بارہ مین بحث کی ہے کہ

(۱) وتک میانشا باب (۱) فقرہ (۲۶)

ایسے بیٹے صلبی بیٹے کے قایم مقام نہین ہوسکتے کیونکہ قایم مقام
اوس وقت مقرر کیا جاسکتا ہے جبکہ فعل آغاز کردہ کے تکمیل کے
وسایل کی کمی ہو۔
چونکہ صلبی بیٹا کسی فعل کا وسیلہ نہین ہے بلکہ وہ خود موضوع ہے
(انسانی غایت بیٹے پیدا کرنا ہے۔) اسلئے وہ اوس کا قایم مقام
نہین ہوسکتا۔

یہہ فقرہ بہت پیچیدہ ہے۔ اور چونکہ سنسکرت علم منطق کی یہہ ایک خصوصیت ہے کہ وہ کبھی اپنے مافی الضمیر یا دلایل کو صاف وسیدھے طور پر ظاہر نہین کرتے۔ پیچیدگی علم منطق کے حجت کا خاصہ ہے۔ چنانچہ فقرہ صدر اوس کا ایک بہترین نمونہ ہے نفس معاملہ زیر بحث اس قدر ہے۔ کہ قایم مقامی کسی وسیلہ کی ہوسکتی ہے نہ کہ مدعا کی۔ جیسے مجھے یہان سے بلدہ جاتا ہے اس مین بلدہ پہونچنا میری غرض ہے اور براہ بھکنور ذریعہ ریل بلدہ جانا ایک طریقہ ہے اور براہ کریم نگر ذریعہ موٹر قاضی پیٹھ پہونچنا اور وہان سے بلدہ جانا دوسرا راستہ ہے۔ اگر کسی وجہہ سے براہ بھکنور او طریقہ مقررہ سے جانا ناممکن ہوجائے تو بطریق ثانی بذریعہ کریمنگر وغیرہ بلدہ پہونچ سکتا ہون اور یہہ بھی ناممکن ہوجائے تو پیدل راستہ سے بنڈیون کے ذریعہ بلدہ جاسکتا ہون۔ یعنی اصل غرض بلدہ پہونچنا ہے اور اوس کے حصول کے لئے جو طریقہ ممکنات سے ہو ایک کے موجود نہونے کی صورت مین دوسرا طریقہ اختیار کرکے اپنی غرض حاصل کرسکتا ہون۔ اور یہہ طریقے ایک دوسرے کے قایم مقام ہین۔

لیکن مسئلہ زیر بحث مین بیٹے کا پیدا کرنا اصل غرض ہے اور اوس کے حاصل کرنیکے وسایل ازدواج یعنے تعلقات جایز یا تعلقات ناجایز ہوسکتے ہین اور اگر فی الواقعی منطق کے لحاظ سے قایم مقامی ہوسکتی ہو تو اون تعلقات کی ہوسکتی ہے جن سے یہہ

غرض حاصل ہوسکتی ہے اور اس نکتہ نظر سے ان گیارہ قسم کے مصنوعی بیٹوں کے منجملہ اکثر ایسے ہیں جنکو
علم منطق کے لحاظ سے قایم مقام کہنا درست نہوگا۔ اور جب وہ بیٹے کے قایم مقام نہوسکینگے تو
اونکی حیثیت مین فرق آئیگا اور نتیجہ یہہ ہوگا کہ اونکا تقرر بے سود اور نتیجہ خیز نہوگا اور تمام شغل
بیکار ہوگی بادی النظر مین یہہ حجت صحیح معلوم ہوگی اور علم منطق کے دلدادہ از حد مسرور ہونگے۔
اور فی الواقعی اتری کے قول کے الفاظ کی ترتیب بہی ایسی غلط ہے کہ اوسکے نسبت یہہ اعتراض پیدا
اور کامیابی کے ساتھ ثابت کیا جاسکتا ہے۔ منو کے قول (باب ۵ فقرہ ۱۳) اور ویدون کے اقتباس
کے لحاظ سے کہ وہ شخص جسکو اولاد ہے قرضجات ثلاثہ سے نجات پاتا ہے (یعنی اوس شخص کو بذریعہ فرزند
صلبی کے نجات حاصل کرنی چاہیے) یا منو کے قول کے لحاظ سے بذریعہ فرزند صلبی کے انسان تینو
افلاک فتح کرلیتا ہے یہ ظاہر ہوگا کہ حقیقتاً بیٹا غرض یا مدعا نہین ہے بلکہ نوشتہ یا نجات دینا اصلی
غایت ہے اور صلبی فرزند کا پیدا ہونا ایک ذریعہ نجات ہے اور جب بیٹا اوس مدعا کے حصول کا
وسیلہ ہے اور علم منطق کے لحاظ سے وسیلہ کا قایم مقام ہوسکتا ہے تو نہ ان مصنوعی لڑکون کو
قایم مقام کہنا غلط تعبیر ہے نہ اونکی حیثیت مماثل فرزند صلبی مین کسی قسم کا فرق آسکتا ہے
(دتک میمانسا فقرہ ۱۲) مین منو نے ویدون کے حوالہ سے ایسے قایم مقامی کا جواز بہی بتلایا ہے۔
فی الحقیقت ان مصنوعی بیٹون کا وجود صلبی فرزند کے کمی کے تکمیل کی غرض سے ہے اور اسی
لحاظ سے منو کا استدلال بہی بہت صحیح ہے۔

نفظ قایم مقامی سے اور ایک غلط فہمی ہوئی۔

(۵۰) اس قایم مقامی کے مسلہ سے اور بہی ایک غلط فہمی پیدا ہوئی کہ
مسٹر ایف مگناٹن نے لکھا ہے کہ ہندو طریقہ تبنیت کے نسبت یہہ
([illegible]) فرض اور تصور کیا جاتا ہے متبنی لڑکا اوسی کی حقیقی ماں سے متبنی گیرندہ کے
ذریعہ سے پیدا کیا گیا ہے۔ مگر اس تصور کا وجود کسی کتاب مین نہین ہے البتہ دتک میمانسا کے
باب ۵ فقرہ (۱۲) نے غالباً اس غلط فہمی کو رواج دیا اوس مین طریقہ و رسومات تبنیت کے
بیان کرنیکے ضمن مین بحوالہ قول شونک ([illegible]) حسب ذیل شرح لکہی گئی ہے اول

قول مین ([illegible]) کے الفاظ درج ہین جنکا ترجمہ اسقدر ہے کہ "بیٹے کا مشابہ"
اور اوس کی شرح مین دتک میمانسا کے مصنف نے جو الفاظ درج کیئے ہین اوسی کی وجہ
دوسرے قسم کی غلط فہمی پیدا ہوئی۔

بیٹے کی مشابہت یعنی تبنیت گیرندہ کی نیوگ یا کسی اور طریقہ سے اوسکی
حقیقی مان کے بطن سے پیدا کرانیکی قابلیت مراد ہونا تبلایا ہے۔

اور اسی بحث کی توضیح کے بعد اوس باب ۵ کے فقرہ (۲۰) مین یہہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ

ایسا لڑکا متبنیٰ کیا جانا چاہیے جسکی مان سے متبنیٰ
گیرندہ کی شادی شاستراً ہوسکتی تہی"[۲]

مگر گلاب چندر سرکار نے اس امر مین کسی دوسرے تائیدی فقرہ کے موجودگی سے انکار کیا ہے
اور بیان کرتے ہین کہ نند پنڈت نے فقرہ مذکور محض اس غرض سے درج کیا ہے کہ قریب ترین
سپنڈ ونکی تبنیت وقوع مین نہ آسکے قطع نظر اسکے یہ اصول خود دوسرے مسلمہ اصول
و نتیجہ تبنیت کے مخالف ہے تبنیت کا نتیجہ اور اثر یہہ ہونا تسلیم کیا گیا ہے کہ اوسکی
تکمیل واقع ہونے سے متبنیٰ کے اصلی خاندان سے تعلقات منقطع ہوجاتے ہین یعنی اگر
فی الواقع نند پنڈت کی بحث صحیح ہوتی اور کم از کم تصور مین بہی کیون نہ متبنیٰ لڑکا اوس کے
حقیقی مان کو تبنیت گیرندہ نے پیدا کرنا صحیح ہوتا تو شاستر نے یہہ قید کبہی درج نہ کی ہوتی
کہ تبنیت سے متبنیٰ کے تعلقات اصلی خاندان سے قطعی طور پر منقطع ہوجاتے ہین۔

کم از کم اس لڑکے کے تعلقات اوسکے حقیقی مان کے ساتہہ بہی بلحاظ میلان خون قایم رکہے جاتے اور
اوسکو پنڈ پانی دینا اوسپر واجب گردانا جاتا۔ بلکہ برعکس اسکے اوسکے جملہ تعلقات مثل متبنیٰ باپ کے
متبنیٰ مان کے ساتہہ بہی وابستہ ہوجاتے ہین اور پنڈ پانی و استحقاق وراثت اوس سے متعلق
ہوجاتے ہین ایسی حالت مین اگر اس مین کوئی تصور ہے بہی تو وہ یہی ہے کہ بعد انجام دہی رسومات
اس لڑکے کی نسبت یہ سمجہا جائے کہ وہ متبنیٰ مان کے بطن سے ہی پیدا ہوا ہے اور اوس شخص
(تبنیت گیرندہ) سے ہوا۔

(۱) دتک میمانسا صفحہ (۶۰) گہوش جلد سوم۔

اگر پنڈ پانی ہی مقدم تھی تو کیا فرزند کی ہی ضرورت تھی۔

(۵۱) اس طول طویل اور کسیقدر غیر متعلق بحث سے یہہ ظاہر ہوا ہوگا کہ یہہ مصنوعی بیٹے کسی شخص کے بیٹے کی حیثیت حاصل کرنیکے بعد نفس صلبی بیٹے کے مماثل بنجاتے ہیں۔ اور جو اغراض و فرائض صلبی فرزند سے وابستہ و متعلق ہوتے تھے وہ اون پر بھی واجب ہوجاتے ہیں تاہم یہ شبہ نند پنڈت کے دل مین بھی پیدا ہوا تھا کہ کیا پنڈ پانی دینے کیلئے فرزندان مصنوعی کی ضرورت ہے بحوالہ قول شونک فقرہ (۸۰۵) باب (۱) مین تحریر کرتا ہے کہ۔

گو شونک کے قول کے لحاظ سے زوجہ اور دوسرے ورثا رشتوں کو پنڈ پانی دیسکتے ہیں تو خصوصیت کے ساتھہ مصنوعی فرزند کے قایم مقام کرنیکی کیا ضرورت ہے اور خود وہ اپنی تردید مین لکھا ہے کہ مگر جب وید کا یہ فقرہ کہ ایسے شخص کو جسکو فرزند ہونا نصیب نہیں ہوتی۔ ذہن نشین کرلیا جاسے تو معلوم ہوگا کہ صرف پنڈ پانی ہی انسان کی نجات کیلئے کافی نہیں ہیں۔ اور جس قسم کا روحانی فائدہ فرزند کے ذریعہ سے حاصل ہوسکتا ہے وہ ورثا متذکرہ صدر کے ذریعہ سے حاصل ہونے والے فائدہ سے بدرجہا زیادہ اور رفیع تر ہیں۔

اور چونکہ باب (۴) مین حیثیت کے غرض کے نسبت صراحت کے ساتھہ شافی نتیجہ اخذ کیا گیا ہے اس حجت کی کمزوری خود بخود ظاہر ہوجاتی ہے۔ چنانچہ مسٹر گلاب چند سرکار نے اسی قسم کے خیالات کا اعادہ اپنی کتاب مین صفحہ (۱۴۳) پر مفصل وضاحت کے ساتھہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہین کہ پنڈ پانی کے وقت جن منترون کا استعمال کیا جاتا ہے اور جو رگ وید مین درج ہین اون سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ فریضہ پرستش بزرگون سے متعلق تھا اور اوس مین غایت بھی یہی تھی کہ اس پرستش کے ذریعہ سے اپنی فلاح و بہبودی کرلیں اور اس مین روحانی فائدہ کا کوئی جز شامل نہ تھا مگر یہہ سب حجت بے سود ہے کیونکہ باب (۴) مین تفصیل کے ساتھہ بیان کیا گیا ہے کہ پنڈ پانی دینا ہی ایک فریضہ نہیں ہے متعدد فرائض اور اقسام کے

(۱) ہنڈل ۱۰ شونک ۵۱۔

منجملہ یہہ ایک ہے اور یہہ بات ذہن نشین کرنیکے بعد شاستری موصوف کی اور نند پنڈت کی حجت بے اصل ثابت ہوگی۔

اقسام فرزندان مصنوعی کی تنسیخ۔

۱۹

(۵۲) اب اس بارہ مین ایک ہی تشنگی باقی رہی۔ وہ یہہ کہ فقرہ ۔۔۔ مین یہہ بیان کیا گیا تھا کہ اس زمانہ مین سوائے چند مخصوص بیٹون کے باقی سب منسوخ العمل ہوچکے ہین اس تنسیخ کے نسبت کوئی تفصیلی حالات معلوم نہین ہوسکتے کہ کس قسم کا بیٹا کب اور کس وجہہ سے متروک کیا گیا۔

البتہ برہسپتی نے صرف یہہ لکھا ہے کہ:

سابقہ زمانہ مین جن اقسام کے بیٹے مقرر کئے جاتے تہے اونکو

اس زمانہ مین اونکی نقص کی وجہہ رائج رکھنا مناسب نہین ہے۔

اور اس بنا پر شونک نے کلجگ کیلئے یہہ تصفیہ کردیا کہ سوائے متبنی اور اورس کے بقیہ قسم کے بیٹے متروک کئے گئے ہین۔ چونکہ اورس کو مقرر کرنیکے طریقہ خود قدرت کے اختیار مین ہے اوس کے نسبت کسی مزید بحث کی ضرورت نہین ہے اور چونکہ تبنیت ایک ایسا طریقہ ہے جسکی تکمیل ہونے سے ایک شخص غیر کو صلبی فرزند کا درجہ حاصل ہوتا ہے اوس کے لئے اجزا اور لوازمات کی سخت ضرورت ہے اور جسکا تفصیلی بیان اس کتاب کے حصہ دوم مین کیا جائیگا۔

(۱) ملک بہاگا باب ۱۲، فقرہ (۳۶) گھورش جلد ۲ صفحہ ۱۷

نتیجہ بحث سابقہ

(۵۲) اس کے قبل باب (۳) کے آخری فقرہ[1] میں یہ درج کیا جاچکا ہے کہ زمانہ حال میں تعمیم کے ساتھ صرف دو قسم کے بیٹے ہی تسلیم کئے گئے ہیں ایک تو قدرتی ہے یعنے صُلبی۔ اس لئے اسکے نسبت بحث کی ضرورت نہیں۔ البتہ دوسرا طریقہ تبنیت (دتک) ہے جو خاص رسومات کے بعد اصلی فرزند کے مساوی ہوتا ہے۔ اور اس مساوات کا پیدا کرنا چند اہم اور لازمی رسومات کی انجام دہی پر منحصر ہے۔ اس لحاظ سے باب اول[2] میں تبنیت کی تعریف بدیں الفاظ کی گئی ہے کہ تبنیت سے وہ طریقہ اور انجام دہی رسومات مراد ہے جسکو

---

[1] فقرہ (۲۰) و (۵۱) کتاب ہذا۔ [2] فقرہ (۱) کتاب ہذا۔

شاستر نے کسی لڑکے کو متبنیٰ قرار دینے کیلئے لازمی گردانے ہیں۔

اب اس باب میں انہی طریقہ اور شرایط کا ذکر کیا جائیگا کہ جس سے کسی لڑکے کو متبنیٰ فرزند کا لقب حاصل ہوسکتا ہو۔ اور اوس کی حیثیت صلبی فرزند کے مساوی ہوسکتی ہو۔

لوازم تبنیت بقول منو و اتری

(۵۳) پچھلے[1] باب میں اتری اور منو کے اقوال درج کرکے یہ بھی بیان کیا گیا تھا کہ حقیقتاً یہ دو ہی اقوال ہیں جنکی وضاحت اور توضیح نے ابتک ایک مجموعہ کی شکل پیدا کی ہے اور وہ قانون تبنیت کا اثر رکھتی ہے۔ اس کی وضاحت اور تصدیق حصہ دوم کے ابواب سے ہوسکتی ہے۔ اور چونکہ یہ دونوں اقوال قانون تبنیت کے بنیاد ہیں ان دونوں کو ایک دوسرے کے بالمقابل درج کرکے انکو ملاکر لوازم تبنیت درج کئے جائینگے۔

الف اتری	ب منو
(۱) صرف ایسے شخص پر جسکو صلبی بیٹا موجود نہو	وہ لڑکا متبنیٰ فرزند کہلائیگا۔
(۲) فرض ہے کہ ہمیشہ احتیاط کے ساتھ	جو تبنیت گیرندہ کے مساوی قوم کا ہو۔
(۳) ایسے بیٹے کا قائم مقام	اور جس کو اسکے ماں باپ نے۔
(۴) بذریعہ تبنیت یا کسی اور طریقہ سے بھی مقرر کرے	بوقت احتیاج
(۵) تاکہ پنڈ وُدک وغیرہ انجام دے۔	بطور تبنیت گیرندہ کے فرزند کے۔
	محبت کے ساتھ عطا کیا ہو۔
	اور اسکی توثیق پانی چھوڑنے سے کیگئی ہو

ان دونوں کو ملانے کے بعد حسب ذیل لوازم تبنیت ظاہر ہوتے ہیں۔

(۱) صرف ایسا شخص متبنیٰ لیسکتا ہے جسکو صلبی بیٹا موجود نہ ہو۔
(۲) تبنیت کا لینا لازم ہے مگر احتیاط کے ساتھ لینا چاہئے۔
(۳) ایسا لڑکا صلبی بیٹے کے قایم مقام ہونے کی غرض سے کیا جائے۔

[1] باب (۵) فقرہ (۴۳) کتاب ہذا۔

(۴) ذریعہ تبنیت یا کسی اور طریقہ سے کیجائے۔

(۵) بغرض پنڈ و پانی دینے کے۔

(۶) ایسا لڑکا تبنیٰ گیرندہ کے مساوی ہو۔

(۷) جس کو ماں باپ نے عطا کیا ہو۔

(۸) بوقت احتیاج دیا جائے۔

(۹) اوسکی عطا کی توثیق بذریعۂ پانی چھوڑنے کے ہوی ہو۔

یہ جملہ (۹) لوازم مندرجۂ ذیل عنوان میں تقسیم کئے جاسکتے ہیں:۔

(۱) تبنیٰ کون لیسکتا ہے؟ جس کو صلبی بیٹا موجود نہ ہو۔

(۲) تبنیٰ کون دیسکتا ہے؟ ماں یا باپ۔

(۳) تبنیٰ کون ہوسکتا ہے؟ جو تبنیٰ گیرندہ کے مساوی قوم کا ہو

(۴) رسومات تبنیت ذریعہ تبنیت۔ اور توثیق ذریعہ پانی چھوڑنیکے ہو

(۵) غرض تبنیت ...... بغرض پنڈ و پانی دینے کے۔

(۶) نیت .... بطور صلبی فرزند کے قایم مقام کے

(۷) لزوم .... تبنیت ہمیشہ کرنا لازم ہے۔

(۸) حالات ...... محبت کیساتھ دیا جائے مگر صرف بوقت احتیاج اختیاری

اس سے ظاہر ہوگا کہ منجملہ ان امور کے چند حالت ظاہری سے و چند حالت ذہنی سے متعلق ہیں اور چونکہ حالت ذہنی کا اظہار نہیں ہوسکتا انکو بعنوان متفرق بیان کیا جائیگا۔ اور حصہ ہذا میں صرف انھی امور کا بیان ہوگا جو حالت ظاہری سے متعلق ہیں اور اس لحاظ سے حصہ ہذا کے حسب ذیل ابواب ہونگے:۔

(۱) تبنیٰ کون لیسکتا ہے (۲) تبنیٰ کون دیسکتا ہے (۳) تبنیٰ کون کیا جاسکتا ہے
(۴) تبنیت کیلیے کیا رسومات لازمی ہیں (۵) عورتوں کے حقوق کیا ہیں (۶) متفرق

تبنیت کرنا لازمی ہے یا اختیاری | (۴۵) یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو باب متفرق میں بھی آسکتا ہے لیکن اس کی بحث اس وقت ہی مناسب معلوم دیتی ہے اکثر لوگوں کی نظر میں تبنیت ایک لازمی چیز ہے لیکن مسٹر گلاب چندر شاستری ایک حد تک اس خیال کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ[1]

> باایں ہمہ عام طور پر برہمنوں میں بھی تبنیت کو کاملاً لازمی نہیں گردانا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوگا کہ عوام کی نظر میں تبنیت میں بہ مقابل دینی کے دنیوی غرض کو زیادہ مقدم رکھا گیا ہے ورنہ جدید خیالات کے لوگ تبنیٰ نہ کرتے۔

مگر اون کا یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ اگر کسی نے تبنیٰ نہیں کیا یا جدید خیالات کے لوگ جو ریفارمر کہلاتے ہیں انھوں نے تبنیٰ کیا تو اس سے یہ مطلب ہرگز نہ نکالنا چاہئے کہ اصل تبنیت کی غرض ہی مفقود تھی بلکہ بحوالہ قول اتری یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر شخص پر جس کو صلبی اولاد نہ ہو۔ اوس کا قایم مقام کرنا ہر حالت میں فرض ہے خواہ بذریعۂ تبنیت ہو اور کسی طریقہ پر فقرۂ سنسکرت میں الفاظ कर्तव्यः اور सदा اہم الفاظ ہیں یعنی ہر حالت میں ہمیشہ यस्मात् तस्मात् प्रयत्नतः بلکہ بغیر کسی استثنا کے صلبی بیٹے کا قایم مقام کرنا عین فریضہ ہے حتی کہ ہر طرح سے بھی قایم مقام کیا جاسکتا ہے۔ جب بعد کے شاستر کاروں نے اس قسم کے جملہ طریقوں کو باستثناء دتک (تبنیت) ناجائز اور کالعدم قرار دیا تو ظاہر ہے کہ باقیماندہ ایک ہی طریقے سے کیوں نہ ہو قایم مقام لازمی امر ہے گویا اس فقرہ کے لحاظ سے تبنیت کا کرنا اہم فریضہ انسان ہے۔ کیونکہ بالفرض تبنیت یا درجہ فرزندی میں دنیوی غرض

---

[1] قانون تبنیت ہنود صفحہ (۲۴۱) و (۲۴۳)۔

ہی ہوتی تو یہ موجودگی دختر کے و باوجود محبت فطری کے ایک غیر شخص کو اپنا فرزند صلبی مقرر کرنے کی ضرورت ہوتی نہ محض دنیوی غرض سے اپنی دختر کو نقصان پہونچایا جاتا۔ باب ۴ میں صلبی بیٹے کی غرض حصول جنت و ادائی قرضہ جات ثلاثہ بیان کیا گیا ہے اوس کو ذہن نشین کرنے کے بعد اس امر کے نسبت کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہ سکتا کہ دینی غرض سے و روحانی فائدہ کیلئے ہی تبنیت کرنا فرض ہے اور اس کے بغیر تکمیل فرائض ممکن نہیں ہے۔

گلاب چند ر شاستری کے خیالات کی تردید

(۵۵) چند ریفارمروں کی تمثیل سے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کیگئی ہے کہ انھوں نے محض دنیوی غرض سے ہی تبنی کیا۔ لیکن یہ تصور بھی محتاج ثبوت ہے کہ وہ ریفارمر ہونے سے انھوں نے دینی افادہ کو مدنظر نہیں رکھا کیونکہ ریفارمر کو دینی غرض سے خالی الذہن تبلانا اونکی محض بدنامی ہے وہ بیچارہ دھرم شاستر کو موجودہ حالت میں پایا اوس کی اصلاح کے خواہاں ہوں مگر اون کے نسبت یہ کسی حالت میں تصور نہیں کیا جاسکتا کہ اصلی اصول و مقصد دھرم کے مخالف تھے اور جب تک کہ وہ اپنے کو دائرہ ہنود سے خارج نہ کرینگے نہ وہ تبنی کرنیکے لزوم سے مستثنٰی ہوسکتے ہیں نہ کسی لڑکے کو تبنی لینے کے نسبت وہ صرف دنیوی اغراض ہی متعلق کرسکتے ہیں۔ چونکہ غرض تبنیت ایک ذہنی حالت ہے قانون میں یہ طے پایا ہے کہ تبنیت کرنے کی غرض دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ شاستری رسومات کے ذریعہ سے کسی لڑکے کو عہدہ فرزندی عطا کرنا کافی ہے اور انہی خیالات کو مدنظر رکھ کر اون مقدمات میں[1] جو متعدد عدالتوں میں پیش تھے اور جس میں یہ طے کیا گیا ہے کہ جس شخص کو بیٹا نہ ہو اوسپر مذہبی فرض گردانا گیا ہے کہ وہ بطور قایم مقام تبنی کرے اور مسٹر ٹریولن نے جو نظائر[2] درج فرمائے ہیں اوس میں یہ امر قطعاً نظرانداز کیا

(۱) دھرم شاستر مولفہ ٹریولن صفحہ (۱۰۱) نوٹ ۱۰
(۲) " " " " ۱۱

گیا ہے کہ ایسے تبنیٰ لینے کی غرض بقاء نسل و نام خاندان ہو۔ بلکہ غرض تبنیت کے نسبت عدالت ہائے برٹش انڈیا نے ایسی کم توجہی کی ہے کہ تبنیت واقع ہونے کے بعد تبنیت گیرندہ کے غرض پر غور کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے حتیٰ کہ اس اصول کی توسیع میں انھوں نے اس امر کو بھی نظر انداز فرمایا ہے کہ تبنیت اس وجہ سے انجام دی گئی کہ کسی شخص یا رشتہ دار کو نقصان پہو۔نچے چونکہ شاستر نے اس کی دینی غرض مقرر کی تھی یہ حکم دیا گیا کہ ہر لاولد شخص کو بیٹا بالالتزام کرنا چاہیئے۔ فیصلہ جات محولہ صدر و التزام تبنیت کو پیش نظر رکھنے کے بعد اس اصول پر مبنی ہونا ظاہر ہوگا کہ جو شخص اپنا فریضہ ادا کرے اوس سے کسی شخص کا نقصان بھی ہو تو وہ قابل لحاظ نہیں ہے۔

مسٹر ٹریولن نے انہی اجزائے ترکیبی کو شامل کرکے تبنیٰ فرزند کی تعریف درج فرمایا ہے کہ[1]

وہ لڑکا تبنیٰ ہے جو تبنیٰ کئے جانے کے قابل ہو اور جس کو شخص مجاز نے۔ اوسکو عطا کیا ہو۔ جو تبنیت کرنے کا مجاز ہے۔ اور اوسی طریقہ پر لیا یا دیا گیا ہو جو شاستر میں مقرر ہیں۔

چونکہ حصۂ دوم کتاب ہذا میں انہی امور پر بحث کیجائیگی۔ اس تعریف کو اس موقعہ پر درج کیا گیا ہے تاکہ مضمون آیندہ کی نوعیت کا کچھ اندازہ کیا جاسکے۔

---

[1] دھرم شاستر مولفہ ٹریولن صفحہ (۱۰۱)

باب ہفتم

تبنی کون لیسکتا ہے

صرف اپتر ہی تبنی کرسکتا ہے (۵۶) اتری کے قول کے لحاظ سے ہر ایسے شخص پر تبنی کرنا فرض ہے جس کو صلبی بیٹا موجود نہ ہو یعنے جو(۱) اپتر ہو۔ اور اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ قایم مقام لڑکا محض اس وجہ سے کیا جاتا ہے کہ جو روحانی فائدہ صلبی بیٹے سے کسی شخص کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ اس قایم مقام سے حاصل ہو۔ الغرض یہ صاف طور پر ظاہر ہے کہ جب یہ روحانی فائدہ پہنچانے کیلئے صلبی بیٹا موجود ہے تو اس کے قایم مقام کرنے کی کوئی ضرورت داعی نہیں ہوتی۔ نہ اصولاً اصل کے موجودگی میں اوس کا قایم مقام کیا جاسکتا ہے۔

لفظ شخص کے معنی (۵۷) قول محولۂ صدر کے لحاظ سے ہر شخص تبنی لیسکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اپتر ہو۔ اس لئے قبل اس کے کہ اپتر کی نسبت بحث کیجائے۔ شاستر نے لفظ شخص کو کس معنی میں استعمال کیا ہے۔ اسپر غور کرنا چاہئے۔ نند پنڈت(۲) کے خیال میں شخص سے مراد صرف مرد ہی ہے اور اس کی وجہ وہ یہ تبلاتے ہیں کہ اتری کے قول میں فاعل مذکر ہے اور اپنے خیال کی تائید میں وششٹھ کے قول کا حوالہ دیتے ہیں اور حجت پیش کرتے ہیں کہ چونکہ عورت ہمیشہ کسی نہ کسی کے زیر ولایت رہتی ہے اور شاستر نے اسکی علیحدہ شخصیت تسلیم نہیں کی ہے اور اسی وجہ سے اتری نے اس کا ذکر

---

(۱) دتک میمانسا باب (۱) فقرہ (۳)   (۲) دتک میمانسا باب (۱) فقرہ (۱۵)

صراحت کے ساتھ نہیں کیا اور حقیقتاً مرد کے ساتھ عورتوں کو بھی تبنیت میں لینے کا حق دینا مقصود ہوتا تو وششٹھ یہ کبھی نہیں لکھتے کہ عورت بلا رضامندی شوہر نہ تبنی لیسکتی ہے نہ دیسکتی ہے اور اسی بنا پر مختلف مکاتب دھرم شاستر میں عمل ہوتا ہے[1]

وتک چندر کا خیال

(۵۸) مگر پنڈت کویرا نے اسکے خلاف رائے ظاہر کی ہے کہ اس قول میں فاعل کو مذکر اور واحد بیان کرنے سے تبنیت گیرندہ کے نسبت کوئی خاص نتیجہ نہ نکالنا چاہئیے۔ البتہ اس سے یہ ظاہر ہوسکتا ہے کہ ایک ہی لڑکا دو اشخاص مختلف کا تبنی نہیں ہوسکتا۔ یعنے فاعل واحد ہی ہو۔ اور چونکہ ان کو اس بات کا شبہ ہوا کہ خلاف منشاء شاستر اس قول کی غلط تعبیر کی بناء پر عورتوں کے استحقاق تبنیت گیرندگی کو تسلیم نہ کیا جائیگا۔ انھوں نے مزید وضاحت کی غرض سے وششٹھ کے اوسی قول کا حوالہ دیا اور نتیجہ نکالا کہ اگر عورتوں کو تبنیت میں لینے کا حق دینا مقصود نہ ہوتا تو باجازت شوہر وہ اس فعل کے کرنیکے مجاز نہ گردانے جاتے

ان آراء کا موازنہ

(۵۹) بہرحال یہ دو مختلف نتیجے اتری اور منو کے ایک ہی قول پر نکالے گئے ہیں اور صرف شارح نے اپنی تعبیر سے الفاظ کو علیحدہ علیحدہ مفہوم کے ظاہر کئے ہیں۔ مگر اس بارہ میں نظر غائر سے دیکھنے کے بعد یہ ظاہر ہوگا کہ بہ مقابلہ نند پنڈت کے کویرا کے توضیح اور تعبیر بھی زیادہ معقول ہے قطع نظر اس کے ہندو شاستر میں تبنی لینے زوجہ کو ایک ایسا گہرا تعلق شوہر کے ساتھ پیدا کر دیا گیا ہے کہ کوئی فعل جو یہ دونوں منفرداً ادا نہ کریں۔ شاستر کے نکتہ نظر سے ناتکمیل متصور ہوگا چنانچہ منو[2] نے زن و شوہر کے تعلقات کے نسبت یہ فرمایا ہے کہ

"زن و شوہر کے تعلقات کا سب سے بڑا رکن یہ ہے کہ وہ تاحیات ایک دوسرے کے وفادار رہیں اور کسی حالت میں بے وفائی نہ کریں"

---

[1] وتک چندر کا باب (۱) فقرہ (۷) [2] منو باب ۹ فقرہ ۱۰۱ و ۱۰۲ ۔ باب ۵ فقرہ ۱۶۷ و ۱۶۸

اس لحاظ سے زن و شوہر کے تعلقات سے محض دنیاوی تعلق مراد نہیں ہے بلکہ
ایک ایسا پاک عقدہ ہے کہ جو کسی ایک کی وفات سے بھی ٹوٹ نہیں سکتا۔ چنانچہ
پانینی[1] पाणिनी نے اس سے یہ مفہوم نکالا ہے کہ

"پتنی شوہر کے رسومات مذہبی کی شریک اور اوسکے
فواید کی حصہ دارہ ہے"

بلکہ اُن منتروں کے لحاظ سے جو بوقت شادی پڑھے جاتے ہیں۔ پتنی دھرم ارتھ[2]
کام[3] یعنے دین و دنیا اور شہوت ان تینوں امور میں ایک ایسی شریک اور درجہ
مساوی رکھتی ہے کہ رسومات شاستری اوس کے شرکت کے بغیر انجام نہیں پاسکتے[4]
اور اس اہمیت و رتبۂ زوجیت کو مدنظر رکھنے کے بعد منو کی ہدایت صدر کی
تصدیق ہوتی ہے اوس نے مکرر ہدایت کی ہے کہ کسی حالت میں ایک دوسرے سے
بے وفائی نہ کریں"

بیوی کو منفرداً تبنیت کے مجاز نہ قرار دینے کی اصلی وجہ

(٦٠) اور ایک بات قابل ذکر ہے کہ شاستر کے لحاظ سے
ہر مذہبی رسوم کی تکمیل کے لئے زن و شوہر کی شرکت لازمی
ہے اور چونکہ تبنیت کی غرض دینی ہے اور اوس کی تکمیل بغیر انجام دہی رسومات کے
نہیں ہوتی جس کے لئے بیوی کی شرکت از حد لازمی ہے اور اسی وجہ سے شاستر کاروں
نے مرد کو تبنیت کرنے کی اجازت دی اور اس کے ساتھ مذہبی رسومات کے انجام دہی
کی شرط لگائی جسمیں زوجہ کا شریک رہنا لازم تریں ہے اور اس لحاظ سے گواتری نے
فاعل مذکر بتایا ہے تاہم معناً زوجہ بھی اوسمیں شریک ہے۔ علاوہ اس کے عورت
کا نام صراحت کے ساتھ اس وجہ سے درج نہیں کیا گیا کہ شاستر کے لحاظ سے کوئی

---

[1] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۹۴ سطر ۲۷ تا ۲۹
[2] अर्थ
[3] काम
[4] گھوش جلد ۱ صفحہ ۶۶۷ سطر ۴ تا ۷

عورت بلا ازدواج نہیں رہ سکتی اور جب اوس کو لازماً ازدواج کرنا چاہیئے اور عورت بہ شرکت شوہر یا اس کی اجازت سے اس کی وفات کے بعد متبنی لیسکتی ہے۔ تو شاستر کاروں کو اس امر کی ضرورت محسوس ہی نہیں ہوی کہ عورتوں کی استحقاق تفریقاً بتلائے جائیں۔ اس بحث سے ظاہر ہوگا کہ تبنیت لینے کا فعل مرد اور عورت دونوں کرسکتے ہیں اب صرف دیکھنا یہی ہے کہ نابالغ بھی تبنی کرسکتا ہے کہ نہیں۔ یہ مسئلہ معمولی نہیں ہے متعدد پہلو سے دیکھنے کی ضرورت پڑتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ متعدد شارحین نے اپنی اپنی رائے علیحدہ لکھی ہے اور اس بنا پر اب تک برٹش انڈیا کی عدالتوں نے بھی ایک دوسرے کے مخالف رائے کا اظہار کیا اور چند صورتوں میں ایک ہی عدالت میں ایک دوسرے کے متضاد فیصلے تحریر کئے گئے ہیں جسکی اصلی وجہہ یہ ہے کہ اب تک کوئی صحیح رائے انھوں نے اس بارہ میں قایم نہ کی کہ شاستر نابالغ کا درجہ کیا ہے۔

تبنیت میں روحانی فائدہ مقدم ہونا جن لوگوں نے تسلیم کیا وہ بلا قید عمر تبنیت میں لئے جانے کی رائے دیتے ہیں

(۶۱) واضح یاد کہ تبنیت مشترکہ رکھتی ہے اور ہر آباء اپنے روحانی فوایدکو مدنظر رکھ کر تبنیت کرتا ہے اور ساتھ ہی اس کے اپنے جائداد کا مالک مستقبل قرار دیتا ہے گویا تبنیت میں دونوں اغراض مشتمل ہیں دینی و دنیاوی اور اسی وجہہ سے تبنیت لینے والے کے قابلیت کے نسبت ان دونوں پہلوؤں سے غور کرنا چاہیئے۔ جن لوگوں نے رسم تبنیت کو مبنی براغراض دینی قرار دیا ہے انھوں نے بالاتفاق یہہ طے کیا کہ تبنیت لینے کے لئے کسی خاص عمر کے تعین کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسی شدید ضرورت ہے جس کے انجام دہی ایک اہم فرض ہے کہ ان کی تکمیل کے احساس کے لئے کسی خاص عمر کی ضرورت نہیں[1] ہے۔ فرائض کی تکمیل عمر کے

[1] قانون تبنیت مینو صفحہ ۲۰۹ سطر ۲۲۔

قید سے خارج ہے اور ہر شخص پر پیدایش کے ساتھ ہی اون کو تکمیل کرنا واجب ہوجاتا ہے بہر حال اکثر لوگوں نے شاستری حوالہ سے اسی رائے کو صحیح اور باوقعت تصور کیا ہے لیکن چند یوروپین مصنفوں نے اس میں عقل کی پختگی عمر کی بلوغ وغیرہ امور اضافہ فرمایا ہے[۱]

نابالغ تبنیت نہیں کرسکتا۔ (۶۲) گلاب چندر سرکار نے اس امر پر بہت بساط کیساتھ بحث کی ہے ابتداء ۱۸۸۸ء میں انھوں نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ نابالغ کا تبنیٰ کرنا کوئی معقول بات نہیں ہے[۲]۔ کیونکہ تبنیٰ لینے کا احساس اوسیوقت پیدا ہوجاتا ہے جبکہ بحالت موجودہ کسی شخص کو صلبی بیٹوں کے تولد کی مایوسی ہوجائے۔ اور ایک نابالغ کی صورت میں ایسے مایوسی کا وجود بتلانا کبھی پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا نہ جائیگا۔ کیونکہ بچارہ کو اولاد کی ضرورت۔ اونکی ماہیت اور اونکی تولد کی ضرورت ان تینوں امور کے نسبت لاعلمی ہی نہیں بلکہ یہ امور اوس کے حاشیہ قیاس ہی میں نہیں آئے ہونگے۔ تو ایسی حالت میں کسی نابالغ کا اولاد کی مایوسی کی وجہ سے تبنیت لینے پر آمادہ ہونا ایک ایسی مہمل بات ہے جس کو موٹی سے موٹی عقل بھی تسلیم نہیں کرسکتی۔ علاوہ اس کے تبنیت لینے والے کی عمر اور تبنیت لینے کے بعد اوس کو حاصل ہونے والا رتبہ ان دونوں امور کو تصور میں لانے کے بعد ایک مضحکہ آمیز تصویر بنجائیگی۔

مزید وضاحت (۶۳) قطع نظر اس کے اور ایک پہلو سے اسپر غور کرنا چاہیئے تبنیٰ لڑکا صلبی بیٹے کا قایم مقام ہے تو ایسے قایم مقام کے تقرر کی قابلیت کسی شخص میں اوس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کہ تولد فرزند صلبی کا قابل نہ ہوجائے۔ اور اس قابلیت کے استعمال کے بعد وہ اپنے کوششوں میں

[۱] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۱ سطر ۳ تا ۸ [۲] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۰۸ سطر ۱ و ۲

ناکام ہو حتیٰ کہ وہ مایوس ہو جائے۔ اس لحاظ سے ایک نابالغ کا والد بننا ایک عجیب اجتماع ضدین ہے بلکہ یہ ظاہر ہوگا کہ جو فیاضی قدرت نے نابالغ کو درجۂ پدری عطا کرنے میں نہیں تبلائی انسانی دماغ نے اوس سے بھی بڑھ کر کام کیا۔ اور اس لحاظ سے ایسا تصور جو صریحًا قدرت کے عمل کے خلاف ہو کوئی معمولی شخص بھی تسلیم کرنے میں تامل کریگا۔ اور اس وجہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ نابالغ کو اصولاً تبنیت کی اجازت دینا نامناسب ہے۔

مخصوص صورت میں تبنیت کرسکتا ہے جبکہ وہ بستر مرگ ہو پر

(۴۷) مگر باوجود اس کے کہ عملاً یہ فعل جائز تصور نہیں کیا گیا ہے شاستری موصوف نے اپنی کتاب کے بارثانی کے وقت یعنے ۱۹۱۵ء میں یہ اضافہ کیا ہے کہ نابالغ متبنّی لے سکتا ہے[1] کیونکہ تبنیت کے ذریعہ ایک اہم فریضہ کی تکمیل مقصود ہے اور تکمیل فرائض ہر حالت میں اور ہر صورت میں ہر شخص پر واجب ہیں اور خصوصًا ایک ایسی شکل ہے جس وقت قانون قدرت ومنشاء قدرت کے خلاف اس اہم فریضہ کی انجام دہی کو مدنظر رکھکر یہ طے کیا گیا ہے کہ نابالغ بھی بستر مرگ پر متبنّی لے سکتا ہے۔ یا شادی ہونیکی صورت میں نابالغ شوہر اپنے نابالغ بیوی کو تبنی کرنے کی اجازت دیسکتا ہے[2]۔ اس میں غرض تبنیت کو مقدم رکھا گیا ہے اور جس حالت میں ایسی تبنیت جائز رکھی گئی ہے کہ شاستراً اوس کے نسبت کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ اہل ہنود کے نکتہ نظر سے بلا اولاد کے مرنا اور اوس جنت سے محروم ہونا جو فرزند صلبی کے انجام دہی رسومات سے حاصل ہوسکتی ہے ایک عظیم بدقسمتی تصور کی گئی ہے اور اس محرومیت کو رفع کرنا صریحًا معنًا ہر فرد بشر پر پیدایش کے ساتھ لازم گردانا گیا ہے اس تکمیل

---

[1] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۱ A

[2] ہیمناتھ صفحہ ۷۰، فقرہ ۳۰۰

کے احساس کا وجود اوسی وقت سے تصور کیا گیا ہو اور یہی وجہ ہے کہ باوجود اجتماع ضدین متذکرہ صدر کے یہ طے کیا گیا ہے کہ بستر مرگ پر نابالغ کا تبنیت لینا بھی جائز ہے کیونکہ اوس کی زیست کی اُمید منقطع ہو جانے سے اوس جنم میں اوسکو تولد فرزند کی کوئی اُمید باقی نہیں رہتی۔ زندہ ہی نہیں رہے گا تو بقائے خاندان کا ذریعہ اوسکی نظر میں سوائے تبنیت کے دوسرا باقی نہیں رہتا۔ اور اس حالت مایوسی میں اہم فریضۂ زندگی کی تکمیل کی غرض سے اگر وہ متبنیٰ کرے تو اوسپر اعتراض کا کوئی موقعہ باقی نہیں رہ سکتا۔ الغرض متبنیٰ لڑکا بستر مرگ پر خود متبنیٰ لے سکتا ہے۔ انھیں وجوہ سے اپنی بیوی کو متبنیٰ لینے کی اجازت دیسکتا ہے[1] اور یہ بیوی اوس کی ہدایت کی تکمیل میں متبنیٰ لے بھی سکتی ہے بلکہ بمبئی کی مکتب میں ایسی صریح اجازت کے نہ ہونے کی صورت میں بہ لحاظ رتبہ نیابت اجازت تصور کرکے نابالغ لڑکی کو اپنے شوہر کے روحانی فایدہ کے لئے متبنیٰ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔[2]

متعدد شارحین کے آرار

(۶۵) ان وجوہ سے اس مسئلہ میں متعدد شارحین کے آرا کا اختصاراً ذکر خالی از دلچسپی نہیں ہے لیکن بہ نظر طوالت صرف مخصوص شارحین کے آرار کا اقتباس ذیل میں درج ہے:۔

الف دتک میمانسا میں اتری کے قول پر شرح لکھتے ہوے بحوالہ منو یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ کوئی شخص جس کی شادی نہ ہوی ہو تبنیت کر نہیں سکتا۔[3]

ب ۔ دتک چندرکا میں بحوالہ قول شونک جو شرح لکھی گئی ہے اوس سے یہی مراد ہے کہ بعد از ازدواج بیٹا نہ ہونے کی صورت میں تبنیت کو لازم گردانا ہے[4]

ج ۔ بھرت چندر شیرومنی کا خیال ہے کہ نابالغ لڑکا یا لڑکی دونوں متبنیٰ

---

[1] بجیابتہ صفحہ ۰ سطر ۳ تا ۵ ۔ دھرم شاستر ڑولین صفحہ ۱۰۶ نوٹ ۱۳
[2] ورنداون جے کشن بنام منی لال جینی لال ۱۵ بمبئی صفحہ ۵۶۵ + ۵ بمبئی ہائکورٹ رپورٹس صفحہ ۱۸۱
[3] دتک میمانسا باب (۱) فقرہ (دشرہ ۵)۔ قانون تبنیت ہنو وصفحہ ۲۰۷ سطر ۱۹ تا ۲۱۔
[4] دتک چندرکا باب (۱) فقرہ (۳)

لیسکتے ہیں کیونکہ مذہبی رسومات کی ادائی کے لئے بلوغ کی قید نہیں ہے[1]

د - بابو شام چرن سرکار نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ ایسا نابالغ جو رسومات کی اہمیت کو سمجھ سکتا ہو۔ یا جس کی عقل پختہ ہوگئی ہو۔ وہ متبنیٰ لے سکتا ہے کیونکہ وہ رسومات ادا کرنے کا مجاز گردانا گیا ہے[2]

ھ - چنانچہ انھیں آرا کے تتبع میں ہائکورٹوں نے یہ طے کیا ہے کہ نابالغ اوس صورت میں متبنیٰ لے سکتا ہے جبکہ اوس کی عقل پختگی کو پہونچی ہو[3] اور یہ بھی طے ہوا کہ پندرہ سال کے عمر کا نابالغ پختہ عقل کا متصور ہوگا[4]

(۶۶) تاہم جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ ہائکورٹوں نے صحیح طور پر رائے قایم نہیں کیا تھا اون کے فیصلہ جات میں کسی ایک اصول کی تقلید دکھائی نہیں دیتی۔ چنانچہ بمبئی ہائکورٹ میں تبنیت کے نسبت جو وسعت دی ہے وہ مدراس ہائیکورٹ میں معدوم ہے اور وہاں نابالغی کے عمر کے نسبت زیادہ سختی کی تعبیر نہیں کیجا سکتی۔ مگر مدراس میں ایک تبنیت محض اس وجہ سے نامنظور کی گئی۔ جو بسبب ہدایت شوہر ایک نابالغ معمرہ گیارہ سالہ کے ایسے حالت میں کی گئی ہے جبوقت اوس کی عقل پختگی کو نہیں پہونچی تھی[5]

خلاصہ بحث سابقہ (۶۷) اس موقعہ پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اب تک جو بحث کیگئی اوس کا نتیجہ اختصاراً درج کیا جائے۔

(۱) اصولاً نابالغ متبنیٰ نہیں لے سکتا[6] لیکن ایسا متبنیٰ اگر نابالغ نے تمیز کے عمر پر کیا ہو تو شاستری اصول کے لحاظ سے جائز ہو سکتا ہے[7]

---

[1] دتک مستھا درپن صفحہ (۷۷)
[2] دتک مستھا درپن صفحہ (۷۵)، + قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۱۰ + سطر ۳۸ +
[3] بمبئی لا رپورٹ جلد (۱۲) صفحہ ۱۰۶)
[4] ۱۵ بمبئی صفحہ ۵۶۵ + کلکتہ جلد (۱) صفحہ (۲۸۹)
[5] مدراس لا جرنل جلد (۳۲) صفحہ ۱۹۱ +
[6] فقرہ (۶۳) کتاب ہذا
[7] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۱۵/۸

(۲) تاہم عدالتوں نے یہ طے کیا ہے کہ ایسا نابالغ متبنّیٰ لے سکتا ہے جسکی عقل پختگی کو پہونچی ہو[۱]۔

(۳) عقل پختگی کا معیار اوس عمر میں قایم ہے جو شاستراً انجام دہی رسومات مذہبی کے لئے مقرر کی گئی ہے[۲] اور کلکتہ ہائیکورٹ نے اسی بنا پر پندرہ سال کے نابالغ کی عقل کو پختہ تسلیم کیا ہے[۳]۔

(۴) بمبئی میں اس قابلیت کے لئے وہ سنِ بلوغ کو مقدم رکھا گیا ہے جو مکتب متعلقہ میں مقرر ہے۔ البتہ دو چار مہینے کی کمی کو نظر انداز کیا گیا ہے[۴]۔

(۵) بمبئی میں عام طور پر جو وسیع دلی عورتوں کے استحقاق کے تصفیہ میں ملحوظ رکھی گئی ہے اوسی موافق اسمیں بھی وسعت اختیار کی گئی ہے۔ چنانچہ نابالغ ہر صورت میں متبنّیٰ کر سکتا ہے۔ اجازت دے سکتا ہے اور اجازت پر عمل کر سکتی ہے۔

(۶) مدراس ہائکورٹ اس کے برخلاف عمل پیرا ہے۔ چنانچہ پختگی عقل اور سن بلوغ شاستری پر عمل کیا ہے۔

لفظ شخص میں شاستراً مرد عورت اور بچہ بھی شامل ہے

(۹۸) اب تک جو بحث کی گئی ہے اوس سے ظاہر ہوگا کہ مرد عورت اور بچہ تینوں متبنّیٰ لے سکتے ہیں البتہ بہ مقتضائے مصلحت عورت اور بچے کے لئے قیود مقرر ہیں ایسی حالت میں نند پنڈت کی تعبیر محض غلط ہے کہ شاستر کاروں کا منشاء ایسے اختیارات صرف مردوں کو دینے کا تھا۔ بلکہ اتری کے قول کی تعبیر پنڈت کویرانے جو کی ہے وہ بہت صحیح ہے اور شاستر میں جو لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ بہ معنی شخص یا (Person.) کے ہے اور اسمیں

---

[۱] دیکھو ریورٹ سول رولنگ جلد ۱۵ صفحہ ۴۸ ۵ - مقدمہ رام چندر نارائن لاہری بنام شرت سندری داسی۔ دھرم شاستر ٹریولن صفحہ (۱۰۶) نوٹ ۱۳ + [۲] ٹریولن صفحہ ۱۰۷ نوٹ ۱ [۳] (۱) کلکتہ صفحہ ۲۸۹ بمبئی (۵۶۵) + [۴] ۱۵ بمبئی (۵۶۵) + ورنداون جے کشن بنام منی لال چنی لال +

مرد اور عورت، بچہ ہی شامل ہے گویا اس سے قدرتی شخص مراد ہے[1]

اپتر کی تعریف

(۷۶) ابتک شخص کی تعریف اور وضاحت کی گئی جو تبنٰی لے سکتا ہے لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ شاستر نے ایسے اختیارات تعمیم کے ساتھ عطا نہیں کئے ہیں بلکہ صرف اپتر کو ہی ایسی اجازت دی گئی ہے۔ ایسی حالت میں اپتر کا منشا توضیح کے ساتھ ظاہر کرنا لازم ہے۔ اپتر کے لفظی معنی یہی ہے کہ جسکو پُتر نہ ہو اور شاستر میں پُتر کی تعریف حسب ذیل کی گئی ہے:-

پُتر اوس بیٹے کو کہتے ہیں جو اوس کو اوس کی بیوی کے بطن سے پیدا ہوا ہو۔ گویا اپتر وہی جس کو صلبی بیٹا موجود نہ ہو۔ مگر بتدریج شارحین اور مصنفین نے اسکی مختلف شکلیں بنائیں جس کی وجہ سے بحالت موجودہ اپتر ایک بہت جامع اور وسیع لفظ بنگیا ہے۔ سب سے پہلے اضافہ یا گیولک نے کیا۔ اور اوس نے یہہ وضاحت کی کہ چونکہ جو روحانی فائدہ صلبی بیٹے سے حاصل ہو سکتا ہے وہی پوتے اور پروتے سے حاصل ہوتی ہے[2]

(۱) اس وجہ سے سب سے پہلے اپتر کی تعریف میں وہ شخص داخل ہوا جس کو صلبی بیٹا پوتا یا پروتا موجود نہیں ہے۔

(۲) چونکہ شاستر نے تبنیت کے تکمیل کے بعد تبنٰی فرزند کو فی نفسہٖ صلبی بیٹے کے تصور کیا۔ اپتر میں وہ بھی شامل ہوا جس کو تبنٰی بیٹا یا پوتا یا پروتا موجود نہ ہو

بہر حال اس قسم کے تین اشکال ہیں جنمیں کسی شخص پر اپتر کا لفظ صادق آسکے اوسکو بہ لحاظ نوعیت حسب ذیل اقسام میں تقسیم کیجاتی ہے:-

الف۔ اپتر بوجہ عدم تولد **ب بوجہ وفات**

ج بوجہ ناقابلیت تولد

---

[1] پنل لا مولفہ ڈاکٹر گور صفحہ ۲۰۵ + فقرہ (۱۱) سطر ۱ و ۳ +

[2] یاگیولک سمرتی باب (۲) فقرہ ۱۳۶ - ۱۳۰ +

اور چونکہ اس کے بھی ذیلی اقسام ہیں بغرض سہولت شجرۂ ذیل میں تبلایا جاکر آیندہ اُس کی توضیح اختصاراً کیجائیگی۔

اُپُتر

بوجہ عدم تولد (علٰے) | بوجہ وفات (عظے) | بوجہ ناقابلیت تولد (ج)

(علٰے) بوجہ تبنی یا صلبی بیٹا پوتا یا پرپوتا نہ ہونے سے | (ب) صرف بیٹا (ک) ہونیسے

حقیقی | فرضی

(۳) حقیقی وفات سے

(۴) تبدیل مذہب (۵) ممنوعہ شاستری (۶) سزا یافتہ (۷) مبتلائے جزام (۸) سنیاسی ہونیسے (۹) مفقود الخبر ہونے سے (۱۰) اکلوتے بیٹے کو تبنی دینے سے۔

(۱۱) وہ شخص مخنث ہونیسے (۱۲) برمھچاری رہنے (عـــــے) سے (۱۳) پہلی بیوی کے وفات کے بعد دوسری بیوی نہ کرنیسے

الف بوجہ عدم تولد فرزندان | خود تبنیت کی اجازت جس صورت میں دی گئی ہے اوسکو مدنظر رکھنے کے بعد اس بارہ میں زیادہ بحث کرنے کی ضرورت داعی نہیں ہوتی تبنیت اوسی وقت لازم ہے جبکہ بیٹا پوتا۔ پرپوتا زندہ موجود نہ ہو۔ یعنے پیدا ہی نہ ہوے ہوں یا پیدا ہونے کے بعد یکے بعد دیگرے فوت ہوے ہوں۔ ہم کو اس وقت انکے عدم تولد کے حدتک ہی بحث ہے۔ کیونکہ یہ قرین قیاس نہیں ہے کہ کوئی شخص بہ موجودگی صلبی فرزند کے متبنٰی کرے۔ یہ فعل شاستراً ناجائز ہونے کے علاوہ فطرت کے بھی خلاف ہے۔ صلبی فرزند شاستر کاروں نے ایک نعمت غیر مترقبہ تصور کیا ہے اور اس نعمت کو وہ ایسی وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ ایک بیٹے کا پیدا ہونا بھی

اون کو کافی نہیں تھا۔ بلکہ وہ ہمیشہ بارگاہ الٰہی میں دست بدعا رہتے تھے کہ ہم کو متعدد بیٹے دے کہ اسمیں سے ایک بھی کیوں نہ ہو گیا کو جا سکے[۱] اور تبنیت کا ہم بھی نعمت غیر مترقبہ کے حصول کا طریقہ ہے۔ اس لحاظ سے یہ ہرگز ممکن نہیں کہ ... کی موجودگی میں کوئی شخص مصنوعی اور تصوری قائم مقام کی طرف رخ کرے ... شاستر نے قایم کی ہے وہ ضرور فطرت اور اصول کے مطابق ہے۔ البتہ ... کا ایک جز باقی رہا وہ یہ کہ صرف جس کو بیٹیاں ہی پیدا ہوئے ہوں کیونکہ ... کی تعریف جو فقرہ ماسبق میں کی گئی ہے۔ اوس لحاظ سے صلبی بیٹا مراد ہے اور چونکہ شاستر[۲] روحانی فایدہ کے پہونچانے کی قابلیت بیٹوں کو ہی عطا کی گئی ہے اور بیٹیاں نہ تو روحانی فایدہ کے پہونچانے کے قابل ہیں نہ عمر بھر اپنے باپ کے خاندان سے وابستہ رہ سکتے ہیں۔ یہ خیال درست ہے۔ عورت کی زندگی میں ازدواج مثل موت کے ایک لازمی واقعہ ہے اور شاستر نے کسی عورت کو اس واقعہ سے مستثنے نہیں قرار دیا۔ اور چونکہ ازدواج سے مثل تبنیت کے اوس لڑکی کے تعلقات اپنی حقیقی باپ کے خاندان سے منقطع ہو کر شوہری خاندان سے وابستہ ہو جاتے ہیں نہ وہ روحانی فائدہ پہونچا سکتے ہیں اور پہونچانے کی صورت میں بھی وہ اس کے شوہری خاندان کے طرف میلان رکھیگا۔ اس وجہ سے شاستر نے ایسے شخص کو اپتر کی تعریف میں داخل کیا ہے جسکو متعدد کیوں نہ ہو صرف بیٹیاں ہی ہوں۔ یا بوقت تبنیت بیٹے لاولد فوت ہو کر بیٹیاں ہی باقی رہے ہوں۔ ایک امر درج کرنا مناسب ہوگا کہ نند پنڈت نے بیٹی کی تبنیت جائز قرار دی ہے[۳] اور اوس لحاظ سے یہ اعتراض بھی ہو سکتا ہے کہ جب وہ خود موجود ہے تو تبنی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ نند پنڈت نے بیٹی کی تبنیت اس بنا پر جائز رکھی کہ اُس کا بیٹا مثل بیٹے کے روحانی فائدہ

ع۱ قانون تبنیت ہنود صفحہ ۱۷۔ ا۔ بحوالہ قول اتری ۔ ع۲ دتک میمانسا باب ۔ ع۳ گھوش جلد ۳ صفحہ ۹۰۔

پہونچایا سکتا ہے۔ الغرض یہ ظاہر ہے کہ بیٹی بطور خود روحانی فائدہ نہیں پہونچا سکتی
اس لئے اگر نواسہ کی موجودگی میں تبنیت کرے تو اصولاً یہ مقابل دوسروں کے اسکو
ترجیح ہوگی۔ یا بطور پُتر کا پُتر کے تبنی کیا جا سکتا ہے۔

وفات (۷۰) فقرہ اسبق میں اپُتر میں داخل ہونے کی دوسری شکل ذریعۂ وفات
بتلائی گئی ہے۔ اور یہ صحیح ہے کہ اگر کسی شخص کو بیٹے پیدا بھی ہوئے ہوں اور وہ
بے نام ونشان مرجائیں اور اس شخص کا روحانی فائدہ کے حصول کا ذریعہ باقی نہ رہے
تو اس غرض کی تکمیل کے لئے قائم مقام کر سکتا ہے۔ اور اس لحاظ سے وفات اولاد
کے بعد تبنیت جائز و واجب ہے۔ لیکن اس وفات کے دو اشکال ہیں حقیقی اور
فرضی۔ حقیقی وفات سے وجود معدوم ہو جاتا ہے اور اوس سے فی نفسہ وہی نتیجہ
مترتب ہوتا ہے جو عدم تولد سے۔ اس لحاظ سے وفات حقیقی کی وجہ سے اگر کوئی
شخص اپُتر کے تعریف میں داخل کیا جائیگا تو قابل اعتراض نہیں ہے۔ مگر وفات فرضی
ایک ایسا مرکب ہے جو بوجہ اس کے کہ دو ناممکنات کا اجتماع ایک ہی جگہ کیا گیا
کسی کی عقل میں سما نہیں سکتا۔ اصول قانون دیکھنے والے پر ظاہر ہوا ہوگا کہ
با وجود موجودگی کے عدم کا تصور کوئی جدید بات نہیں ہے باغراض قانون یعنے بلحاظ
حفاظت حقوق و قبضہ جائداد چند ایسے اشخاص اس قدرتی حقوق سے محروم کر دئے
جاتے ہیں اور ایسی محرومیت اُن کے خود کے افعال کا نتیجہ ہوتا ہے[1] اور اسی لحاظ
سے زمانہ سابق میں روما میں حقوق باشندگی (citizen - ship) سلب کئے
جاتے تھے اور یہ سزا اونھیں لوگوں کو دیجاتی تھی جو سنگین جرایم کے مرتکب ہوتے تھے۔
چنانچہ زمانہ حال میں جو اشخاص سزا یافتہ قید زائد از پنجسالہ ہوں یا مرتکب جرایم
باغیانہ خلاف سرکار ہوں۔ اون کے نسبت یہ تصور کیا جاتا ہے کہ وہ موجود نہیں

---

[1] اصول قانون مولفہ مانک شاہ فقرہ (۲۰۵) صفحہ ۲۲۹ تا ۲۳۲ بار ثانی۔

ہیں۔[1] اور بہ لحاظ انتظامی اون کا وجود معدوم ہو جاتا ہے۔ نہ اونکی شخصیت قایم رہتی ہے۔ نہ وہ اس امر کے مجاز ہیں کہ جائداد حاصل کریں یا قبضہ میں رکھیں۔ بلکہ اسی شخصیت کے معدومی کی وجہ سے اون کے نسبت یہ بھی طے ہوا ہے کہ وہ نقصان متعلقہ جائداد کے ہرجہ کے متعلق دعوے نہیں کرسکتے۔[2] اس تمہید سے ظاہر ہوگا کہ منشاء قانون کی وجہ کسی کی موجودگی کو بمنزلہ عدم کے تصور کرنا کسی خاص اصول قانون سے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ زمانہ قدیم سے اب تک یہ عمل جاری اور قایم رہا ہے۔ بلکہ گشتی[3] نمبر نشان (۷۸) بابتہ سنہ ۱۳۰۵ف مجریہ محکمہ سرکار صیغہ مالگزاری یہ حکم صادر ہوا کہ جو شخص بعلت تغلب وتصرف یا اخفائے کاشت و دیگر سنگین جرایم کا مرتکب ہو اور اوس کے ثابت ہونے پر وہ خدمت سے علیحدہ کیا جائے۔[4] یعنے تا حیات اوس سے کام نہ لیا جائے ونہ ایسے شخص کا تقرر کیا جائے[5] جو اوس کے ساتھ شرکاً رہتا ہو۔ الغرض اسی قسم کے اصول کی بنا پر شاستر نے بھی چند اشخاص کی موجودگی بمنزلہ عدم کے تصور کرکے یہ حکم دیا ہے کہ اون حالات میں چونکہ وہ درجۂ فرزندی پر قایم نہیں رکھے جا سکتے۔ اور اس کا باپ فرزند کے ذریعہ سے حاصل ہوجانے والے ثواب سے محروم ہو جاتا ہے اوس کو اپتر کی تعریف میں داخل کرکے اس بات کی اجازت دی جائے کہ وہ بذریعہ تبنیت قایم مقام فرزند کو مقرر کرے۔

وفات فرضی کے دو اقسام

(۱۷) اس فرضی وفات کے بھی دو اقسام ہیں۔ جو قدرتاً پیدایش سے حاصل ہوے ہیں اور جو خود کردہ ہیں اور چونکہ قدرتی عیوب کا رفع کرنا ناممکنات سے ہے۔ اور مثل مشہور ہے خود کردہ را چہ علاج۔ یہ اصول بہت صحیح معلوم دیتا ہے۔ اور جن اشکال کو شجرۂ ماسبق میں تحت فرضی تبلایا گیا ہے۔ اون میں

[1] قانون تعزیرات سرکار عالی دفعہ ۷۸ ، ۸۰۔
[2] قانون وراثت مولفہ رتن لال صفحہ ۲ بار پنجم۔
[3] مجموعہ قوانین مال مولفہ عزیز جنگ بہادر جلد (۲) صفحہ ۴۳۶ فقرہ ۹۱۸ و ۲۰۔
[4] مراسلہ محکمہ مال نشان (۴۳۳۴) مورخہ ۹ دی سنہ ۱۳۲۰ف صفحہ صدر۔
[5] گشتی نشان (۷۸) سنہ ۱۳۰۵ف صیغہ مال۔

اکثر خود کردہ ہونے کی وجہہ سے اون کی تفریق نہیں کی گئی۔ تاہم ممنوعات شاستری
میں جو اشکال تبلائے جائینگے وہ ایسے ہیں جو قدرت نے پیدا کئے ہیں اور بقیہ
جملہ اشکال انسان کے ذاتی افعال کا نتیجہ ہے جنکے نسبت حسب ذیل صراحت ہے

(۱) تبدیل مذہب | کسی صلبی یا متبنّٰی بیٹے کا اپنے باپ کے مذہب یا ہندو مذہب
سے خارج ہوجانا مثل وفات کے تصور کیا گیا ہے[۱] اور اس نتیجہ کی صحت کے لئے
اون اجزا کو ذہن نشین کرنا کافی ہے جو درجۂ فرزندی کے قایم اور پیدا کرنے کے
لازمی ہیں۔ اس کے قبل بھی متعدد مرتبہ بیان کیا گیا ہے کہ باپ کو روحانی فائدہ
پہونچانا (دینی غرض) اور اوس کی جائداد کا حاصل کرنا (دنیاوی غرض)
یہ سب سے اہم اجزا ہیں۔ محض ایک ہی امر کی تکمیل کسی شخص کو درجۂ فرزندی نہیں
حاصل کرسکتی۔ چنانچہ ڈبل تبنیتوں میں جیسا کہ رنگما بنام اچما میں[۲] تبنیت مابعد بھی
بہ رضامندی فرزند سابقہ جائز قرار دی گئی۔ اور تبنیت کرنے کے بعد متبنّٰی لینے والے
کو اولاد صلبی کے تولد کی صورت میں ان ضمنی فرزندوں کا وجود بالکل ہی کالعدم
نہیں کیا ہے تاہم اون کو فرزندی کا کامل درجہ باقی نہیں رہا ہے۔ ڈبل تبنیت
کا فرزند ثانی اور صلبی فرزند کے تولد ما بعد سے متبنّٰی لڑکوں کی حالت بہت الجھ
ہوجاتی ہے اور چونکہ ان کے تعلقات اثر تبنیت کے لحاظ سے اپنے سابقہ خاندان
سے منقطع ہوجاتے ہیں صرف بنظر انصاف اون کو کچھ حصہ نان و نفقہ کا حق دیا
ہے مگر فی نفسہ یہ بات ثابت ہے کہ ان کا رتبۂ فرزندی زایل ہوتا ہے اور اس
مرتبہ کے زوال کی وجہ اُس کے حقوق توریث متاثر اور محدود ہوے ہیں بہرحال
درجۂ فرزندی کے حاصل اور باقی رہنے کے لئے ان دونوں اجزا کی موجودگی کی ضرورت
ہے ایسی حالت میں جبکہ کوئی شخص تبدیل مذہب کی وجہ دائرۂ مذہب سے خارج

---

[۱] دھرم شاستر مولفہ ٹریولن صفحہ ۱۰۴ نوٹ ۹ سطر ۲۴ و ۲۵۔
[۲] مورس انڈین اپیلس جلد (۴) صفحہ (۵۷)

ہوجاتا ہے تو لازماً اُس کی قابلیت افادہ دینی زائل ہوتی ہے۔ جو مرتبہ فرزندی
سکا رکن عظیم ہے۔ اس وجہ سے بالکل صحیح طور پر تصفیہ کیا گیا ہے کہ ہندو مذہب سے
خارج ہونے کے ساتھ اوسمیں روحانی فائدہ پہونچانے کی قابلیت زایل ہو جاتی
ہے۔ اور اس وجہ سے اوس کا اخراج از مذہب بمنزلہ وفات کے تصور کرکے ایسے
باپ کو متبنیٰ کرنے کی اجازت دی ہے۔ بشرطیکہ اوسکو دوسرا بیٹا صلبی یا متبنیٰ موجود
نہ ہو۔ مگر قانون (۲۱) بابتہ سنہ ۱۸۵۰ء نے اس تلافی کی کوشش کی ہے جو تبدیل
مذہب سے کسی شخص کے سول (civil) حقوق کے بارہ میں واقع ہوتے تھے۔ اور
اس قانون کے لحاظ سے اس امر کو جائز تصور کیا گیا تھا کہ باوجود تبدیل مذہب بھی
ایسا شخص اپنے باپ کے وفات کے بعد اوس کی جائداد کا وارث ہوسکے۔ لیکن یاد رکھنا
چاہیئے کہ اس قانون سے ہندو شاستر کے احکام متاثر ہوسکتے ہیں نہ ہوے ہیں جب
کسی شخص کی تبدیل مذہب سے اوس کے باپ کو ابتر کے زمرہ میں داخل کرکے متبنیٰ
لینے کی اجازت ہے تو باپ بطور جائز متبنیٰ کرسکتا ہے اور اوس کے ساتھ اپنی
جائداد اوس متبنیٰ بیٹے کو کاملاً دیسکتا ہے اور متبنیٰ فرزند بجائے صلبی فرزند کے تصور
ہوتا ہے۔ تو متبنیٰ کرنے کے بعد ایسا خارج شدہ فرزند نہ استحقاق وراثت رکھتا
ہے اور نہ بہ مقابلہ متبنیٰ فرزند کے اوس کو حق ترجیح حاصل ہوسکتی ہے قانون مذکور
اس صورت میں کارآمد ہوسکتا ہے جبکہ باپ باوجود اپنے بیٹے کے خارج از قوم
ہونے کے متبنیٰ نہ کرے اور اس کو دوسرا کوئی ہم قوم بیٹا موجود نہ ہو تو لازماً جائداد
کے استحقاق اس خارج شدہ لڑکے کو حاصل ہوسکتے ہیں اور جو اس لحاظ سے جائز بھی
ہے کہ خود اوس کا باپ اپنے افعال صریح و معنوی سے اپنے بیٹے کو جائداد پہونچنے
میں معین رہا ہے۔ اور یہ استحقاق محض اس کے ترک فعل کا نتیجہ ہے نہ کہ قانون کا

ء۱ دھرم شاستر مولفہ ٹرولین صفحہ ۱۱۰ سطرہ ۰۰ + نوٹ ۷۰ + مچھ بائی بنام ہیرا بائی (۵ ۳) بمبئی صفحہ ۲۶۴+

نیز چونکہ شاستر[1] اصلبی اور جائز بیٹوں کے ساتھ بھی ناجائز فرزندوں کا جزوی استحقاق بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قانون مذکور کا ملاً خلاف منشار شاستر بھی نہیں ہے قطع نظر اس کے مذہبی آزادی کے اصول کی تائید میں جب وہ قانون نافذ ہوا ہے تو اوسکی یہ غلط تعبیر ہوگی کہ اوس کا اثر ایسے شخص کے باپ کے مذہبی آزادی میں مضر اور مخل ہو۔ خوش قسمتی ہے ممالک محروسہ سرکار عالی میں ایسے قوانین موجود نہیں ہیں کیونکہ ہمارے بادشاہ اصول آزادی مذہب کو عملاً نافذ فرماتے ہیں اور ممالک محروسہ سرکار عالی میں ایسا کوئی امر جائز نہیں رکھا گیا ہے جو خلاف احکام مذاہب متعلقہ ہو

(۲) ناقابلیت یعنے ممنوعات شاستری

مسٹر گلاب چند سرکار نے ان کے تین اقسام تبلائے ہیں[2]

(۱[3]) جسمانی - نابینا[3]- بہرہ[3] - گونگا[3]- مخنث[3] - لنگڑا وغیرہ یعنے

(۲[4]) دماغی جنون[4] - بے عقل - حالت[4] آخری (یعنے قریب المرگ بیہوش)

(۳) اخلاقی باپ[4] کی مخالفت - گناہ[4] عظیم یا ایسے[4] ناشایستہ افعال جن سے مذہب باقی نہیں رہتا ہو۔

جسمانی دماغی ناقابلیت کے نسبت البتہ یہ طے پایا کہ ایسی ناقابلیت پیدائش سے ہو[5]۔ اگر حقوق وراثت حاصل ہوجانے کے بعد ایسی ناقابلیت پیدا ہوجائے تو وہ قابل لحاظ نہیں ہے[5]

البتہ اخلاقی ناقابلیت اس زمانہ میں زیادہ اثر نہیں رکھتے ہیں بجز اس کے کہ وہ بذریعہ تبدیل مذہب ہو۔ باپ کی مخالفت فی زمانناً عدالتوں نے اون کو اس بنا پر تسلیم نہیں کیا ہے کہ وہ کفارہ یعنے پرائشچت سے رفع ہوسکتا ہے[6]

---

[1] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۱۹۶ + سطر ۳ تا ۳۲ [2] بیجانیتہ صفحہ ۲۳۸ فقرہ (۴) ۱۶

[3] رام سندر رائے بنام رام سہائے بھگت (۸) کلکتہ صفحہ ۹۱۹ - تروناسگل بنام رام سوامی ایگار (۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ صفحہ ۲۱۹ [4] وتھو بنام گوبیندا ۲۲ بمبئی صفحہ ۳۲۱ + بیجانیتہ صفحہ ۲۳۹ فقرہ ۶۸۵ (۴) - [5] بیجانیتہ صفحہ ۲۴۴

[6] دھرم شاستر ڈریولین صفحہ ۳۰۲ نوٹ (۷) سطر ۲ تا ۲۲۔

چنانچہ باپ کی مخالفت زمانہ سابق میں وراثت سے محروم کرتی تھی مگر وہ اب صرف کفارہ سے رفع ہوسکتی ہے اس لئے اوس کا اثر وراثت پر نہیں ہوسکتا[1]۔ گناہ عظیم کے منجملہ سب سے بڑا تبدیل مذہب ہے اور وہ ناقابلیت توریث پیدا ہوسکتی ہے[2] اوسی طرح قتل سے بھی ایسی ناقابلیت پیدا ہوسکتی ہے[3]۔ سابقہ زمانہ میں منشی اشیاء استعمال گناہ عظیم و افعال ناشایستہ میں شمار کیا گیا تھا لیکن اس عہد زمانہ میں وہ سختی رفع ہوگئی ہے[4] واضح باد کہ یہ ناقابلیت جو مبنی برادائی رسومات مذہبی ہے۔ شودروں سے متعلق نہیں ہے[5]۔

(۳) سزا یافتہ — چونکہ افعال ناشایستہ و گناہوں سے سزا پاتا تھا وہ بہ لحاظ ناقابلیت اخلاقی کے درجہ فرزندی سے خارج ہو رہا ہے۔

(۴) مبتلائے جذام وغیرہ کی ناقابلیت اس وجہ سے پیدا ہوی کہ اس حالت میں کوئی مذہبی رسومات انجام نہیں دئیے جاسکتے[6] اور جب اس روحانی فائدہ کے پہونچانے کی قابلیت کسی لڑکے کو حاصل نہ ہو جو ہر باپ اپنے بیٹے سے حاصل کرنے کا حق رکھتا ہے تو یہ ظاہر ہے کہ اس ناقابل لڑکے کا وجود بمنزلہ عدم کے تصور کرنے میں شاستر نے کوئی غلطی نہیں کی نہ سختی۔ البتہ رفتار زمانہ نے اس میں کچھ رعایت ملحوظ رکھی ہے۔ پہلے یہ قید لگائی ہے کہ جسمانی ناقابلیت پیدائش سے ہونی چاہیئے مابعد کی ناقابلیت متاثر نہ ہوگی۔ اور اس طرح یہ بھی طے کیا گیا ہے کہ ان بیماریوں کو شدید اور ناقابل علاج ہونا چاہیئے[7] اور جو بیماریاں شدید نہ ہوں یہ ناقابلیت پیدا نہ کرینگے[8]۔

---

[1] کالکا پرشاد بنام بدری سیاٹے جلد ۳ شمالی ہند ہائیکورٹ رپورٹس صفحہ ۲۶۷-۲۶۱ کلکتہ ویکلی نوٹس صفحہ ۴۹۶
[2] پنجاب (؟) صفحہ ۳۳۸ فقرہ (۴۱۸)
[3] (۴۲۱) (۴۳۱) "
[4] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۱۹۷ سطر ۵-۶
[5] ٹریولین صفحہ ۱۰۰- نوٹ (۱۱)
[6] متاکشرا باب (۲) فقرہ (۱۰)
[7] قانون خاندان مشترکہ مولفہ بھٹاچاریہ صفحہ ۴۰۸ و ۴۰۹) دھرم شاستر ٹریولین صفحہ ۳۷۲ نوٹ ۳ سطر ۶
[8] رنچھوڑ داس بنام اجوبائی ۹ بمبئی صفحہ ۱۱۴-

بہر حال بیماری یا ناقابلیت ایسی ہونی لازم تصور کی گئی ہے جس سے اوس شخص کا ساتھی میں میل جول نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہو[1] تاہم اس بارہ میں نظائر بہت کم ہیں اور اس ناقابلیت و شدت مرض کا کوئی معیار مقرر نہیں ہوا ہے بلکہ واقعی یہ امر کہ مرض قابل علاج ہے کہ نہیں۔ شدید ہے کہ نہیں۔ معمولاً تصفیہ نہیں پا سکتا۔ اور ایک مشکل امر ہے[2] تاہم اس سختی کی تلافی اس وجہ سے ہوی ہے کہ یہ قیود صرف برہمنوں سے متعلق ہیں۔ شودروں کے لئے نہیں ہیں کیونکہ اونکو مذہبی رسومات لازمی نہیں[الف]

(۵) سنیاسی فقیر یا تارک الدنیا | بہر حال ان کا وجود باپ کے نکتہ نظر و انجام دہی فرائض فرزندی کے لحاظ سے عدم کے برابر ہے۔ کیونکہ ایسا لڑکا ترک دنیا کی وجہ سے اس قابل نہیں رہتا کہ اپنے باپ کو دنیوی اور دینی فواید پہونچائے۔ جو بذریعہ انجام دہی فرائض فرزندی حاصل ہوتے ہیں۔ اوس کی حیثیت فی الواقعی ایسے ناقابل شخص کی ہو جاتی ہے جو رسومات مذہبی انجام نہ دیسکتا ہو[3] البتہ یہ اس کا خود کردہ ہے مگر اس کو علاج بھی نہیں ہے۔ کیونکہ شاستراً یہ بھی طے فرمایا ہے کہ ایک وقت کوئی شخص سنیاسی وغیرہ ہوجائے تو مکرر وہ اس دنیاوی معاملات میں نہ دخل دیسکتا ہے نہ دنیاوی زندگی اختیار کرسکتا ہے[4] اور اس لئے یہ طے کیا گیا ہے کہ جس شخص کا بیٹا سنیاسی یا فقیر یا تارک الدنیا ہوجائے وہ اس وجہ سے اپتر کی تعریف میں داخل ہوکر متبنی کرسکتا ہے[5]

(۶) مفقود الخبر | بوجہ اس کے کہ اس کا پتہ نہیں ہے ایسا لڑکا بھی غیر موجود کہا جائیگا یہ مسئلہ واقعی پیچیدہ ہے کہ اس کو غیر موجود تصور کرنے کے لئے کس قدر عرصہ تک وہ لاپتہ ہو۔ شاستروں میں اس کی مدت بارہ سال کی مقرر ہے[6] بنگال میں گمشدہ لن

---

[1] ۳۸ مدراس صفحہ ۲۵۰۔ [2] قانون خاندان مشترکہ مولفہ بھٹاچاریہ صفحہ ۴۰۴ و ۴۰۳
[الف] الف سکار بیوہ بنام اننت بلبیرہ ۴۲ کلکتہ ۱۶۸
[3] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۱۹۵ [4] دتکا چاک باب ۵ فقرہ (۱۴)
[5] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۱۹ [6] قانون تبنیت ہنود صفحہ (۱۹۴)

کے حوالہ سے بارہ سال کی مدت تک مفقود الخبر ہونا بمنزلہ فوت کے مقرر کیا گیا ہے[1]
اور اس کا شمار حقیقی تاریخ سے کیا جائیگا جب سے اوس کا پتہ صحت کے ساتھ معلوم
نہ ہوا ہو۔ قانون شہادت میں تصور وفات کے لئے ہدایات موجود ہیں[2] لیکن مدت جواز
تصور وفات کی صراحت نہیں ہے۔ بہرحال یہ امر بہت مشکل ہے کہ اس بارہ میں کوئی
قطعی رائے ظاہر کیجائے۔ تاہم ہائیکورٹ برٹش انڈیا نے متعدد مقدمات میں جن کا
ذکر ٹریولین صاحب کے دھرم شاستر میں ہے[3] ایسی حالت میں تبنیت کو جائز
نہیں قرار دیا۔ بجز اس کے کہ یہ ثابت کیا گیا ہو کہ بوقت تبنیت وہ لڑکا فوت ہو گیا
تھا اور یہ حجت تبنیت کے لئے ناکافی تصور کی گئی کہ لڑکا مفقود الخبر تھا اور ایک
عرصہ تک اوس کا پتہ نہیں چلا۔ اور اس سے یہ نتیجہ بہ صحت تمام اخذ کیا جاسکتا ہے
کہ ان مجبوریوں کو مدنظر رکھکر جس کا ذکر صدر میں ہو چکا ہے۔ ہائیکورٹوں نے مفقود الخبر
کو فوت ہونا تصور نہیں کیا ہے نہ اوس کی وجہہ سے کسی کی تبنیت جائز تصور کی گئی
البتہ مسٹر گلاب چندر سرکار بحوالہ منشاء دھرم شاستر جن کا ذکر ابھی کیا گیا ہے یہ رائے
ظاہر فرمائے ہیں۔ بارہ سال تک مفقود الخبر ہونے کے بعد اگر متبنی کیا جائے تو اوسکو
جائز تصور کرنا چاہیئے[4] اور اگر احیاناً وہ شخص پھر واپس آجائے تو دھرم شاستر
نے تبنیت کے بعد فرزند کی پیدائش کی صورت میں جو انتظام مقرر کیا ہے۔ وہی
اس معاملہ سے متعلق ہوسکتا ہے اور فی نفسہٖ کوئی دقت پیش نہیں ہوسکتی۔ بلکہ
ایک عرصہ کے بعد جبکہ شاستراً وہ فوت ہونا قرار دیا گیا تو وہ حاضر آئے تو یہ تصور
کیا جائیگا کہ وہ از سر نو پیدا ہوا ہے اور یہ رائے بڑی حد تک بہ مقابلہ آرائے ہائیکورٹوں
کے صحیح اور مبنی بر دلائل معلوم ہوتی ہے۔

---

[1] جینیے جیا موجوم وار بنام کیشو لال گھوش۔ بنگال لا رپورٹ جلد (۲) صفحہ (۱۳۴)
[2] قانون شہادت ہند دفعہ ۱۰۷ و ۱۰۸۔
[3] دھرم شاستر ٹریولین صفحہ ۱۰۵ نوٹ (۵)
[4] قانون تبنیت ہنود صفحہ (۱۹۴)

اپتر کی آخری شکل (۷۱) اب صرف ایک ہی شکل اپتر کی باقی رہی وہ یہ کہ اگر کسی شخص نے اپنا اکلوتا بیٹا کسی کو تبنی کیا ہے تو کیا وہ اپنے لئے دوسرا تبنی کر سکتا ہے ؟ ہائیکورٹوں نے طے فرمایا ہے کہ ایسے حالت میں وہ شخص تبنی لے سکتا ہے[۱] اور یہ رائے بالکل صحیح ہے ۔ کیونکہ اکلوتے بیٹے کی تبنیت شاستراً جائز قرار دیگئی ہے ۔ البتہ تبنیٰ دہندہ موجب عذاب ہوگا۔

ناقابل تولد (۷۲) اب تک اون لوگوں کا تذکرہ کیا گیا جو باوجود زندگی کے شاستری نکتہ نظر سے موجود تسلیم نہیں کئے گئے ہیں اور اسی وجہ سے والد اپتر کی تعریف میں داخل اور مجاز تبنیت قرار دئے گئے ہیں ۔ اب صرف ایک ہی قسم اونکی باقی ہے جو شجرۂ سابقہ عنوان اپتر ناقابل تولد کے تحت درج ہیں یعنے وہ

(۱) جو مخنث ہوں (۲) جو برمھ چاری ہوں یعنے عمر بھر شادی نہ کی ہو۔

(۳) جس نے پہلی بیوی کی وفات کے بعد دوسری شادی نہ کی ہو۔

ان تینوں صورتوں میں چونکہ اون کو بیوی ہی موجود نہیں یہ ناممکن ہے کہ اون کو جائز طریقہ پر صلبی فرزند پیدا ہوں اس لئے اون کے بابتہ یہ طے فرمایا گیا ہے کہ وہ تبنیٰ کر سکتے ہیں[۲] ۔ صرف نمبر (۱) کے متعلق ہی کچھ بحث ہے شاستراً جب اون کو شادی کی اجازت دی جاتی ہے تو لازماً وہ تبنیٰ لے سکتا ہے نیز مثل دیگر اون اشخاص کے جو ناقابل جسمانی کی وجہہ مذہبی رسومات کی انجا مدہی سے بھی ممنوع اور وہ بذریعہ دوسروں کے رسم تبنیت ادا کر سکتا ہے اس نقص کو بذریعہ پرائسچت رفع کر سکتا ہے ۔ اور ہر حالت میں چونکہ اس بیچارہ کو تولد فرزند کی قطعی ناامیدی ہوتی ہے ۔ شاستراً اوس کا تبنیت کرنا جائز فعل قرار دیا گیا ہے تاہم برٹش انڈیا میں ذریعہ دفعہ (۲۹) ایکٹ نمبر بابتہ ۱۸۷۱ء ایسے شخص کو

---

[۱] دھرم شاستر ٹریولن صفحہ ۱۰۴ + نوٹ (۳) +
[۲] دھرم شاستر مولفہ ٹریولن صفحہ ۱۰۶ نوٹ (۱۰ و ۱۱)

جس کا نام رجسٹر نامزد میں درج ہو تبنیت کرنے سے ممانعت کی ہے۔

لفظ اپتر کے مباحثہ کا خلاصہ

(۷۳) اب تک اپتر کے جو اشکال بتلائے گئے اور جو بحث کی گئی اوس کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ اشکال مذکور میں کسی شخص کو تبنیت کرنے کا مجاز اسی بنا پر قرار دیا گیا کہ بوقت تبنیت اوسکو کسی قسم کی اولاد موجود نہیں ہے تاہم تیز طبایع بہ امداد تعبیرات اس کے مستثنیات قایم کرنے میں بہت سرگرم رہے ہیں۔ چنانچہ گلاب چند رشاستر نے چند سمرتیوں کے واقعات کی بنا پر اس عام اصول کا ایک مستثنےٰ قرار دیا ہے کہ تبنیت بہ رضامندی فرزند موجودہ کیجا سکتی ہے[۱] اور اس بارہ میں انھوں نے اپنی کتاب میں بڑی طول طویل بحث کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ گزشتہ زمانہ کے رشیوں کا یہ منشا ہرگز نہ تھا کہ ایک سے زاید بیٹوں کی تبنیت ناجائز قرار دی جائے[۲] یا تبنیت اوسی صورت میں کیجائے جبکہ کوئی بیٹا موجود نہ ہو[۳] اور بیان کرتے ہیں کہ کسی پہلو سے اس معاملہ میں غور کیا جائے تو یہ ظاہر ہوگا کہ رشیوں نے متعدد فرزندان تبنی کو ممنوع قرار نہیں دیا[۴]۔ مگر اس بحث کو غور سے دیکھنے کے بعد یہ ظاہر ہوگا کہ انھوں نے جن اقوال پر محمول کیا ہے وہ فی نفسہ فرزندان صلبی سے متعلق ہیں انھوں نے محض بزور تخیل ان اقوال کو تبنی فرزندوں سے بھی متعلق کیا اور اون کا پورا انحصار وشوامتر رشی کے اوس واقعہ پر ہے جس کا حوالہ انھوں نے اپنے کتاب کے صفحہ (۱۸۱) پر دیا ہے اور اون کے حوالہ کی وقعت کا اندازہ اوس وقت تک نہ ہوگا جب تک کہ اوس واقعہ کو اختصاراً درج نہ کیا جائے۔

شاستری تمثیلات وشوامتر کا واقعہ

(۷۴) یہ واقعہ ایتری برہمن اور دھرم شاستر

---

[۱] قانون تبنیت ہنود صفحہ (۲۶) سطر ۲۸ تا ۳۰ (عنلہ) رنگما بنام اچما (۴) موزز انڈین اپلیں صفحہ ۱

[۲] قانون تبنیت ہنود صفحہ (۱۷۱) [۴] قانون تبنیت ہنود صفحہ (۱۷۰)

[۳] " " " (۱۷۰) [۵] دھرم شاستر مولفہ گھوش جلد (۱) صفحہ (۶۵۱)

مولفہ وشسٹھ میں بیان کیا گیا ہے کہ راجہ ہرش چندر نے یہ منت باندھی تھی کہ اگر ورن کے کرپا سے اوس کو بیٹا پیدا ہو جائے تو اوس کو قربان کر دیگا اور ورن کرپا سے اوسکو بعد میں بیٹا تولد ہوا لیکن اوس منت کی تکمیل یعنے تولد شدہ بیٹے کی قربانی کوئی معمولی چیز نہیں تھی۔ کسی نہ کسی وجہ سے اس منت کی تکمیل ملتوی ہو جاتی آخراً اوس نے ایک برہمن کے سونوشیپ نامی لڑکے کو قربانی کی غرض سے خرید کیا بوقت قربانی اوس لڑکے نے اوسی ورن سے حفاظت کی دعا مانگی اور وہ بیچارہ قربانی سے محفوظ رہا۔ اور اس لڑکے کی اس غیر معمولی قدرت کو دیکھ کر ہر ایک شخص کو اس بات کی خواہش ہوی کہ یہ لڑکا اوس کا بیٹا ہو اور اہل ہنود کے نکتہ نظر سے روحانی فائدہ کی قابلیت فرزندی کے لئے مقدم تھی ایسے قابل لڑکے کا فرزندی میں پانے کی ہر ایک شخص کو خواہش ہوی۔ خود اوس کے حقیقی باپ نے بھی جس نے ہریشچندر کو اس لڑکے کو فروخت کیا تھا چاہا کہ وہ مکرر اس کی فرزندی میں آجائے۔ اس لڑکے نے سب کی خواہشات سے انکار کرکے ویشوامتر رشی سے اپنے کو فرزند قبول کرنے کی خواہش کی چنانچہ رشی مذکور نے باوجود اس کے کہ اوس کو سو لڑکے زندہ تھے اوس کو تبنی کیا۔ اور اس کے قبل اُس نے اپنے لڑکوں کی رضامندی چاہی جسمیں سے پچاس نے اوسکو اپنا بڑا بھائی تسلیم کیا۔ اور پچاس نے باپ کی ہدایت سے اختلاف کیا۔

فرزند تبنیٰ (۵۷)۔ بہر حال گلاب چند شاستری کا استدلال کہ بہ موجودگی فرزند صلبی کے تبنی کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ رضامند ہو۔ محض اسی واقعہ پر ہے اور معمولی سے معمولی آدمی بھی کسی ایک منفرد واقعہ پر ایک عام اصول کے اخذ کرنے میں تامل کریگا بلکہ اگر کسی نے یہ جسارت بھی کی ہو کہ وہ یقیناً اس سے اختلاف کریگا اسی طرح اتری نے بھی (उमातिपत्र) کو تبنی کیا تھا باوجود اس کے کہ اوس کو بیٹے موجود تھے [1]

---

[1] دھرم شاستر گھوشس جلد (۱) صفحہ (۱۵۶)

دتک میمانسا کا نتیجہ (۷۶) دتک میمانسا کے مصنف نے بھی اپنی کتاب میں اس مسئلہ کو طے کر دیا ہے اور اوس نے وِیشوامتر کے اس فعل کو نظیراً قابل تسلیم نہیں کیا اور کہتا ہے کہ چونکہ یہ فعل صریحاً شاستر کے خلاف ہے۔ اس پر عمل کرنا مناسب نہیں ہے[۱] نہ یہ کبھی نظیر عام اصول کا اثر رکھتی ہے خصوصاً جبکہ وہ دھرم شاستر کے منشاء کے خلاف ہو اس لئے کہتا ہے کہ وِیشوامتر کے دیگر افعال جیسے خلاف شاستر تھے اور جسکی تقلید نہیں کیجانی چاہئے۔ یہ بھی اوسی قسم کی ہے اور محض اس وجہ سے کہ وِیشوامتر نے کیا اوس کو جائز تصور نہیں کیا جائیگا[۲] قطع نظر اس کے جن خاص حالات میں وِیشوامتر نے اس لڑکے کی درخواست تبنیت منظور کی۔ اوس پر غور کرنے کے بعد اوس کا یہ فعل زیادہ تر مبنی بر رحم و ہمدردی تھا۔ اور اوس جوش ہمدردی میں اس نے ایک ایسا فعل کیا صریحاً خلاف منشاء شاستر تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ وِیشوامتر کے واقعہ سے کوئی عام اصول اخذ نہ کیا جانا چاہئے۔ نہ اوس واقعہ کو شاستر کے احکام کے تنسیخ کی قوت عطا کرنا چاہئے

یہ بھی نتیجہ نکالا گیا ہے کہ بہ موجودگی فرزند مکرر تبنیت جائز ہے (۷۷) تاہم اس واقعہ نے قانونی حلقہ میں ایک عظیم برگشتگی پیدا کی اس واقعہ کی نسبت دتک چندر کا اور دتک میمانسا میں جو بحث ہے اوس سے گلاب چندر شاستر نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ[۳] دتک چندر کا کے فقرۂ مذکور کے لحاظ سے تبنیت کے جواز کے لئے دو امور لازمی ہیں۔ اولاً یہ کہ بوقت تبنیت صلبی فرزند موجود نہ ہو۔ دوم یہ کہ تبنیت بہ انجام وہی رسومات فقرۂ مابعد تکمیل کیجائے لہذا اس سے یہ نتیجہ نکالنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ بوقت تبنیت سابقہ متبنی لڑکا موجود ہو تو کوئی ہرج نہیں ہے اور یہ تعبیر اُس فقرہ کی ہے جسمیں تبنیت کے جواز کے لئے یہ پہلی شرط قایم کی گئی ہے کہ صلبی فرزند موجود نہ رہنا چاہئے۔ اور اس کا مطلب یہ نکالا گیا ہے کہ دوسرے قسم کا لڑکا موجود نہ ہو تو کوئی ہرج نہیں ہے مگر علم منطق

---

[۱] دتک میمانسا باب (۱) فقرۂ (۱۰) [۲] مسٹر کولبرک نوٹ (۱۰) دتک میمانسا باب ۱ فقرہ ۱۰

[۳] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۱۷۲ ایڈیشن ۵ - ۱۰+

کے مبتدی بھی اس نتیجہ کو درست اور معقول تصور کرینگے۔ نہ حقیقتاً کسی لحاظ سے بھی اِس حجت کو تسلیم کیا جاسکتا ہے کیونکہ متبنٰی خود فرزند صلبی کا قایم مقام ہے۔ اور میدھاتھتی نے جو عذر کیا تھا کہ اصل کا قایم مقام اوسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ اصل موجود نہ ہو۔ گویا قایم مقام ذریعہ تبنیت صرف اُسی حالت میں کیا جا سکتا ہے جبکہ اصل موجود نہ ہو۔ ایسی حالت میں بہ موجودگی اصل اوس کی قایم مقامی نہیں ہوسکتی اور چونکہ ایک وقت متبنٰی کئے جانے سے متبنٰی فرزند فی نفسہٖ اصلی فرزند ہو جاتا ہے۔ ایک تبنیت کی تکمیل کے بعد دوسری تبنیت اس وجہ سے خلاف عمل ہے کہ دوسرا متبنٰی بطور قایم مقام کسی اصل کے مقرر نہیں ہو رہا ہے اور جو اشکال اور نتیجہ شاستری موصوف نے نکالے تھے وہ صحیح اور قابل تسلیم نہیں ہے بلکہ جو بحث بحوالہ نند پنڈت اور رگھومنی شاستری موصوف نے اپنی کتاب صفحہ (۱۷۲) میں کی ہے وہ بجائے اس نتیجہ کے جو شاستری موصوف نے نکالا ہے دوسرا نتیجہ نکالتی ہے کہ مصنفین مذکور فی نفسہٖ دوسرے مباحثہ میں مصروف تھے۔ وہ صرف متبنٰی اور صلبی بیٹے کے حصص کا تعین کر رہے تھے بلکہ خود شاستری موصوف اپنے استدلال کو کسی احکام شاستری کے بنا پر نہیں تبلاتے صرف یہی کہتے ہیں کہ

"جو لوگ ڈبل تبنیت کے حامی ہیں وہ صرف یہی
استدلال کرتے ہیں کہ اس کے خلاف کوئی احکام
موجود نہیں ہیں۔" [۱]

الغرض ڈبل تبنیت کا تصور صرف دو امور پر ہے اولاً یہ کہ وشیوامتر رشی نے ایسا کیا تھا اور ثانیاً یہ کہ اُس کے خلاف کوئی احکام نہیں ہیں اور اس نتیجہ کے باوقعت نہ ہونے کا اندازہ صرف انھیں متزلزل بنیاد سے ہو سکتا ہے اور یہ صاف طور پر ظاہر ہوگا کہ شاستری موصوف نے محض اپنے تخیل کے بلند پروازی سے یہ اصول اخذ فرمایا ہے

---

[۱] قانون تبنیت ہنود صفحہ (۱۷۴) صفحہ ۱۴-۱۷+

ڈبل تبنیت کی پہلی نظیر

(۷۸) واضح باد کہ یہ خیالات عملاً نافذ کرانے کی کوشش بھی کرائی گئی چنانچہ انگما بنام اچما منفصلہ پریوی کونسل[1] اس مسئلہ کی سب سے پہلی نظیر ہے جس میں طے کیا گیا کہ ایک تبنی بیٹے کی موجودگی میں دوسری تبنیت جائز نہیں ہے الّا اس کے کہ فرزند ثانی کو منظور کرلے اور ایسی منظوری مابعد بھی ابتدائی منظوری متصور ہوگی۔

اس مقدمہ کی بناپر جو نتیجہ نکالا جارہا ہے وہ صحیح نہیں ہے

(۷۹) گو گلاب چندر شاستری فیصلہ مقدمہ رنگما بنام اچما کو ایک قطعی تصفیہ تصور کرکے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ برضامندی فرزند موجودہ تبنیت ثانی کیجا سکتی ہے لیکن حقیقتاً فیصلہ مذکور کا نہ یہ منشاء ہے نہ نتیجہ مذکور نکالا جاسکتا ہے[2] بلکہ فیصلہ جات مابعد اس کی تردید کرتے ہیں ایک مقدمہ میں یہ تصفیہ کیا ہے کہ بہ موجودگی فرزند اولیٰ دوسری تبنیت نہیں کیجا سکتی[3] نیز کسی شخص نے اپنی بیوی کو وصیت کیا ہو کہ فرزند صلبی سے مخالفت ہوجانے کی صورت میں دوسری تبنیت کرے تو ایسی صورت اس وجہ سے کالعدم قرار پائی کہ خلاف منشاء شاستر ہے[4] اور ایک مقدمہ میں یہ طے کیا گیا کہ اگر پہلا تبنی لڑکا اپنے حقوق سے دست بردار بھی ہوجائے اور اوس کی ماں نے بعد میں دوسرا لڑکا تبنی کیا ہو تب بھی دوسرا تبنی کالعدم ہے[5] اس بحث سے ظاہر ہوا ہوگا کہ گلاب چندر شاستری کا نتیجہ مندرجہ فقرہ جات ماسبق اور رنگما بنام اچما کا فیصلہ پریوی کونسل کا اس بارہ میں غلط ہے کہ چونکہ تبنیت کی ممانعت صرف صلبی فرزند کی موجودگی میں ہے اور کسی قسم کے فرزند کی موجودگی کی صراحت نہیں ہے۔ بہ موجودگی ایک تبنی فرزند کے دوسری تبنیت کیجا سکتی ہے۔ اور جن مقدمات کا حوالہ ابھی دیا گیا اوس سے اس نتیجہ کی غلطی خود بخود ظاہر ہوجاتی ہے۔

---

[1] ۴ موریز انڈین اپیلیس صفحہ (۱۰)
[2] دھرم شاستر ٹریولن صفحہ ۱۰۶ سطر ۱۶ و ۱۷۔
[3] ۲۰ کلکتہ ۴۸۷۔
[4] صدر دیوانی عدالت جلد (۱) صفحہ (۳۲۴) پریوی کونسل، ویکلی رپورٹر صفحہ (۲۱) جلد (۱۹)
[5] ۱۹ ۔ بمبئی صفحہ ۲۳۹۔

نہ فیصلہ مذکور کا یہ منشا تھا

(۸۰) واضح باد کہ رنگما بنام اچما کے مقدمہ کے فیصلہ میں پریوی کونسل نے صراحت سے اس امر کی اجازت نہیں دی تھی۔ اس مقدمہ میں پریوی کونسل نے یہ طے کیا کہ ڈبل تبنیت یعنے یکے بعد دیگرے تبنیت جائز نہیں ہے۔ مگر غالباً چونکہ پریوی کونسل کے روبرو اس قسم کا یہ پہلا مقدمہ تھا۔ تبنیٰ ثانی کے حال پر رحم کرکے صرف عیناً طے کیا اور اس رعایت کا دارومدار کاملاً نند پنڈت کی توضیح پر ہی ہے اور مسٹر گھوش کے جلد سوم صفحہ (۳) کے تحتی نوٹ کو ملاحظہ کرنے کے بعد ہر شخص پہ ظاہر ہوگا کہ مسٹر سدرلنڈ کا ترجمہ تشفی بخش نہ تھا اور اوس ترجمہ سے مصنف کا صحیح منشا ظاہر نہیں ہوسکتا تھا۔ اس وجہ سے پریوی کونسل نے بھی ویشوا متر کے واقعہ سے اس ایک ہی مقدمہ میں غلط نتیجہ اخذ کیا اور وہ بھی زیادہ تر رعایت کے خیال سے۔ اب چونکہ ظاہر ہوا ہے کہ شاستر آبہ موجودگی صلبی یا تبنیٰ کے تبنیت جائز نہیں ہے یعنے کسی حالت میں وہ تبنیٰ لڑکے یکے بعد دیگرے نہیں کئے جاسکتے اور نہ بیٹے پوتے پرپوتے کے موجودگی میں تبنیٰ لیا جاسکتا ہے۔

ڈبل تبنیت کی دوسری شکل (دو تبنیات بوقت واحد)

(۸۱) جب قانون پیشہ لوگوں پر یہ ظاہر ہوا کہ ایک کے بعد دوسری تبنیت نہیں کیجا سکتی اور ایسی حالت میں دوسری تبنیت کالعدم ہوگی اور ایک جدید پہلو نکالا گیا وہ یہ کہ وقت واحد میں دو تبنیٰ لڑکے لئے جائیں اور عموماً دو تبنیٰ کی ضرورت انھیں لوگوں کو ہوتی ہے جنکو دو بیویاں ہوتی ہیں۔ اور یہ بچارے مجبور ہیں یا تو ابتر لاولدرہ جائے اور اوس جنت سے محروم رہے جو بذریعہ فرزندوں کے حاصل ہوتی ہے۔ یا دو تبنیٰ کرے۔ کیونکہ اگر ایک ہی تبنیٰ کریگا تو ایک ایسا مسئلہ پیش ہوجاتا ہے کہ تبنیٰ کس بیوی کو دیا جائے۔ بڑی بیوی اس کا دعویدار ہوتی ہے اور اس کشاکش میں اسی پر لازم آتا ہے کہ وہ دونوں کو خوش کرے۔ اور کیونکہ دونوں کو خوشی یا تو تبنیت کے

مطلق نہ کرنے میں ہوتی ہے یا دونوں کو تبنّی کرتے ہیں۔ دو فرزندوں کا تبنّی کرنا منا
معلوم ہوتا ہے مگر یکے بعد دیگرے۔ تبنیت کے ذریعہ دونوں کو تبنّی کئے جائیں تو
اس بیوہ کا نقصان ہوگا جس کو بعد میں تبنیت ہوی ہو۔ اس لئے یہ پہلو اختیار
کیا گیا کہ دونوں کو وقت واحد میں تبنّی کئے جائیں جس میں اس جھگڑے کا خاتمہ ہونے
کے علاوہ شاستراً تبنّی لینے کے لئے جو پہلی شرط مقرر ہے اوس کی تکمیل ہوجاتی ہے
اور چونکہ کوئی تبنیت ایک کے قبل تکمیل نہیں ہوتی ہے لفظی معنی کے لحاظ سے اس
وقت جبکہ دونوں تبنیت کے رسومات انجام دئیے جاتے ہیں وہ اُپتر ہی کہلائیگا
اور وہ سقم رفع ہوجائیگا جسکی وجہ سے رنگما نیام اچما میں تبنیت مابعد کالعدم
قرار دی گئی۔ بنگال میں اس طریقہ کو بڑی مقبولیت حاصل ہوی۔ اور مقدمہ[۱]
صدر کے بعد ایسے تبنیات بوقت واحد متعدد انجام دئیے گئے۔ چنانچہ ۱۸۶۵ء
میں اس قسم کے دو مقدمات کلکتہ ہائکورٹ میں پیش تھے۔ جسٹس پھیر نے بالآخر
ایسے تبنیات کو یعنے دونوں کو کالعدم قرار دیا۔ اور اس کی یہ وجہ تبلائی کہ[۲]

"ایسا کوئی شاستری مواد موجود نہیں ہے جسمیں ڈبل تبنیت
خواہ بوقت واحد یکے بعد دیگرے جائز رکھی جاسکتی ہو
اسلئے کہ اقتدار تبنیت کو اوس اصلی مقصد تک بھی
محدود رکھنا چاہئے۔ جس غرض سے قانون نے یہ اقتدار
عطا کیا ہے اور جب یہ غائت صرف ایک تبنّی کرنے سے
تکمیل پاسکتی ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایک سے
زاید تبنّی کئے جائیں۔ محض یہ امر ایک شخص کو دو بیویاں
ہیں نفس معاملہ میں کوئی اثر نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ تبنیت

[۱] مستمہ ناتھو دے بنام اننت ناتھ دے [۲] انڈین جورسٹ نمبر (۲) صفحہ ۲۴۔ سد حیشوری داسی بنام درگا چرن۔ انڈین جورسٹ نمبر (۲) صفحہ (۲۲) [۳] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۱۸۵ و ۱۸۶۔

کے لئے ایسا شخص بھی مجاز ہے جسکی مطلق شادی نہ ہوئی ہو یا جس کی بیوی موجود نہ ہو۔"

الغرض اس تصفیہ کا ماخذ یہی ہے کہ جب تبنیت کی غرض ایک بیٹے سے تکمیل پا سکتی ہے تو نہ تبنیت وقت واحد جائز قرار دی جا سکتی ہے نہ تبنیت یکے بعد دیگرے کیونکہ ان دونوں صورتوں میں شاستر کے اصلی احکام کی خلاف ورزی ہے۔ تبنیت بوقتِ واحد اس وجہ سے کالعدم ہے کہ جو روحانی فائدہ حاصل کرنا مقصود ہے وہ جب ایک لڑکے سے حاصل ہو سکتا ہے تو عمداً دو لڑکے کرنا بے سود ہے۔ بلکہ ایک اصل کا ایک ہی قایم مقام ہوگا۔ ایک کے دو قایم مقام اگر مقرر ہونگے تو اوس کی حیثیت قایم مقامی کی باقی نہیں رہتی۔ قایم مقامی کا اندازہ مساوات سے ہو سکتا ہے یعنے جب زید کی قوت بکر اور حامد کے برابر ہے تو یہ کہنا غلط ہوگا کہ بکر اور حامد زید کے برابر ہیں۔ کیونکہ حقیقتاً اس سے کم ہیں۔ اگر یہ اشخاص منفرداً اوس کے برابر ہوتے تو بجائے ایک کے دونوں کو مقرر کرنا بے سود ہے اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ یہ دونوں اوس کے مساوی ہیں۔ اوسی طرح جب اصل کے ایک قایم مقام سے کام نکل سکتا ہے تو دوسرے کا تقرر ناجائز ہے۔ اور جب کام نہیں نکل سکتا ہے تو چونکہ دونوں اس کے مساوی نہیں ہیں دونوں کالعدم ہے اور اسی بنا پر ڈبل تبنیت کے دونوں اشکال میں تبنیت مابعد اور دونوں تبنیات بوقت واحد کالعدم قرار دئیے گئے البتہ ڈبل تبنیت کے ان دونوں اقسام میں فرق صرف اسی قدر رہے کہ تبنیت بوقت واحد میں دونوں تبنیات کالعدم ہیں۔ اور یکے بعد دیگرے میں صرف تبنیت مابعد[1]

بیوی کے حاملہ ہونے کی صورت میں تبنیت بجز خاص صورت کے جائز نہیں ہے۔

(۸۲) لفظ اپتر کے توضیح کے لئے متعدد پیچیدہ مسایل پر غور کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اب تک

[1] قانون تبنیت ہنود صفحہ (۱۸۸) سطر ۱ تا ۱۴۔

ڈبل تبنیت کے دو اشکال پر بحث کی گئی۔ اب صرف سوال یہ ہوگا کہ کیا ایسا شخص اپتر کہا جائیگا جس کی بیوی بوقت تبنیت حاملہ ہو؟ اگر تبنیت گیرندہ کو اس کا علم نہ ہو تو کوئی پیچیدگی نہیں ہے۔ کیونکہ تبنیت کے بعد اگر صلبی فرزند پیدا ہو جائے تو شاستر نے فرزندان مابعد کے لئے انتظامات کئے ہیں۔ لیکن بالفرض کسی نے باوجود اس علم کے کہ اوس کی بیوی حاملہ ہے تبنیت کرے تو قانوناً اوس کا کیا اثر ہوگا۔ اصولاً زوجہ کے حاملہ ہونے کی صورت میں کوئی شخص اپتر کی تعریف میں داخل نہیں ہوسکتا اور اسی لحاظ سے ایسی حالت میں کیا ہوا تبنی حسب منشائے شاستر جائز متصور نہ ہوگا۔ تبنیت کے وقت ان توقعات کی مایوسی لازمی ہے جو ہر انسان کو صلبی فرزندوں کے نسبت ہوتی ہے بلکہ ازدواج کے عرصہ معقول مابعد ہی اس مایوسی کا وجود تصور کیا جاسکتا ہے[1] ایسی حالت میں جبکہ اوسکو مستقل قریب میں ہی اوس کی امیدوں کے برآنے کی معقول وجہ موجود رہتی ہے تو اس نوبت پر کسی شخص کا تبنی کرنا جائز نہ ہوگا[1] تاہم ہائیکورٹوں نے وجود حمل مانع تبنیت متصور نہیں کیا[2]۔ البتہ مدراس[3] صدر عدالت نے اس قسم کی تبنیت کو ابتدا میں بدیں حجت ناجائز قرار دیا تھا کہ اوس نوبت پر تبنیت گیرندہ اولاد صلبی نرینہ سے مایوس نہ تھا۔ اور اصولاً بھی تصفیہ ہوسکتا ہے مگر بعد کے مقدمات میں یہ تصفیہ کیا گیا کہ زوجہ کا حاملہ ہونا کسی لحاظ سے مانع تبنیت نہیں ہے[4] نہ ایسی تبنیت کے بعد فرزند صلبی کے تولد سے وہ تبنیت متاثر ہوسکتی ہے[5] لیکن احتیاط اس امر کی مقتضی تھی کہ اور چند روز انتظار کیا جاتا۔ بہرحال باوجود تصفیہ ہائیکورٹ ہائے برٹش انڈیا یہ یاد رکھنا چاہئے کہ انسان فطرتاً اپنی زوجہ کی حاملہ ہونے کی صورت میں بغیر انتظار کے اور نتیجہ دیکھے کہ تبنیت کی عجلت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ ہر حالت میں اسکو

---

[1] قانون تبنیت ہنود (۱۹۲) سطر ۲۴ تا ۲۶)

[2] دھرم شاستر ٹریولین صفحہ ۱۰۴ سطر (۲) ۵) تاگ بھوشم بنام کیشما گارو ۳ مدراس صفحہ ۱۸۰)

[3] نارائن بنام وردا چار لو صفحہ ۹ ۔ بابتہ سنہ ۱۸۵۹ء

[4] دولت رام بنام رام لال ۲۹ الہ آباد صفحہ ۳۱۰

[5] ہنمنت رام چندر بنام بھیما چاری ۱۲ بمبئی صفحہ ۱۰۵)

صلبی اولاد نرینہ کے نسبت جو کشش ہوگی اوس کے مقابلہ میں تبنیت کا عجلت کے ساتھ انجام دینا بعید از قیاس ہے اور ایسی عجلت یا تو بہ صورت مخالفت زن و شوہر یا بصورت مجبوری ہی پیش آتی ہے۔ بالفرض کوئی شخص سخت بیمار ہو اوسکو اولاد نہ ہو البتہ بیوی حاملہ ہو اور اوس کی حالت ایسی نازک ہو اور منٹوں کا دوست ہو تو چونکہ اوسکو یا تو یہ خواہش ہوتی ہے کہ تبنیت اپنی موجودگی میں ہی تکمیل کردی جائے تاکہ آخری کریاکرم اس لڑکے کے ہاتھ سے انجام دلائے جائیں یا تو اس بے اعتباری سے کہ زوجہ کو آئندہ بیٹا نہ ہوگا اور بیٹی ہونے کی صورت میں محبت مادری کی وجہ سے باوجود ہدایت کے متبنیٰ نہ کرے اگر اپنے مواجہہ میں اس رسم کو انجام دے تو نامناسب نہیں ہے اور نظائر متذکرہ صدر کا منشا اسی محدود معنی میں لینا چاہیئے۔ الغرض اس بارہ میں شاستر کا منشا بھی معلوم ہوتا ہے کہ بجز خاص صورتوں اور مجبوریوں کے زوجہ کے حاملہ ہونیکی صورت میں متبنیٰ نہ کرنا چاہیئے۔

خلاصہ | (۸۳) گواترٍی کے قول میں ہر شخص کو صلبی فرزند کی عدم موجودگی میں متبنیٰ کرنے کی اجازت دی گئی ہے تاہم وہ اجازت مشروط تصور کرنا چاہیئے۔ یعنے ہر شخص بشرطیکہ شاستراً اوسکی شخصی حیثیت باقی ہو متبنیٰ لے سکتا ہے۔ فقرہ ہائے ماسبق میں اس شخصیت کے معدوم ہونے کے نسبت بحث کر کے جو نتیجہ نکالا گیا ہے کہ یہ نتیجہ دو وجوہ سے مترتب ہوتا ہے یا قدرتی وجوہ یا خود کردہ وجوہ اور ان دونوں وجوہ سے چونکہ شاستراً اون کا وجود مماثل عدم ہے اور وہ عدم بمنزلہ وفات تصور کرکے ایسے ناقابلیت کی وجہ سے ان کے باپ لاولد متصور کئے گئے۔ اور اپتر کی تعریف میں داخل ہونے کی وجہ سے اوس کو تبنیت میں لینے کی اجازت دی گئی۔ اب صرف دیکھنا یہی ہے کہ آیا ایسے اشخاص متبنیٰ لے سکتے ہیں کہ نہیں۔ گویا قابلیت متبنیٰ گیرندگی کی نسبت فقرہ ہذا اور مابعد میں بحث ہوگی۔

کیا ایسے اشخاص تبنیت کرسکتے ہیں جو شاستراً مذہبی رسومات کے انجام دہی کے قابل ہوں

(۸۴) مسٹر ٹریولین[1] نے اپنی کتاب میں اقتدار تبنیت کے نسبت جو شرایط قایم کئے ہیں اوس میں یہ بھی شرط قایم کی ہے کہ وہ شخص اس فعل کی ماہیت کو سمجھ سکے۔ چنانچہ دتک میمانسا[2] میں بھی یہ لکھا گیا ہے کہ ایسا شخص تبنیت کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ مذہبی رسومات کے انجام دہی کی قابلیت موجود ہو اور شاستری نکتہ نظر سے مذہبی رسومات کے انجام دہی کی قابلیت ایک اہم چیز ہے۔ اور اس قابلیت سے ہی شخصیت کا اطلاق صادق آتا ہے۔ اور ممنوعات شاستری کے تحت میں جو لوگ شخصیت سے خارج کئے گئے اون کا ذکر فقرہ جات ماسبق میں آ ہی چکا ہے اور ایسے اشخاص جو قابلیت ثلاثہ یعنے جسمانی دماغی اور اخلاقی کے منجملہ کوئی ایک بھی ناقابلیت رکھتے ہوں۔ مذہبی رسومات کے ناقابل ہیں اور بناءً علیہ تبنیت لینے سے ممنوع قرار دئے گئے ہیں مگر گلاب چند سرکار کی یہ رائے ہے کہ یہ[3] ناقابلیت مانع تبنیت نہیں ہے اور بیان کرتے ہیں کہ جب ایسے ناقابل اشخاص بشمول خنثہ شادی کرسکتے ہیں تو کوئی وجہ معلوم نہیں دیتی ہے کہ یہ لوگ تبنیت کے لینے سے ممنوع قرار دئے جائیں۔ البتہ اون کے متبنیٰ فرزندوں کو صرف نان و نفقہ دیا جائیگا۔ اور متاکشرہ کے بناپر ایتک جو نتیجہ نکالا گیا تھا وہ محض اس فقرہ کے غلط ترجمہ کی وجہ سے ہوا تھا۔

مگر یہ امتناع محدود ہے

(۸۵) بہر حال ممکن ہے کہ شاستر نے ایسے ناقابل لوگوں کو تبنیت لینے سے اس وجہ سے ممنوع کیا ہے کہ وہ لوگ مذہبی رسومات کے انجام دہی نہیں رکھتے ہیں۔ تو ظاہر ہو گا کہ یہ قید صرف برہمنوں کے لئے مخصوص ہوگی اور اون صورتوں میں جبکہ یہ ناقابلیت کسی طرح سے رفع ہو سکتی ہو یا وہ رسومات بذریعہ کسی شخص ثالث کے انجام دلائے جاسکتے ہوں۔ شودروں کے نسبت تو ناقابلیت

---

[1] دھرم شاستر ٹریولین صفحہ ۱۰۳ نوٹ ۹ سطر ۲۰

[2] باب (۱) فقرہ (۱۳ و ۱۴)

[3] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۰۲ و ۲۰۳

جو بوجہ ممنوعات شاستری عائد ہوتی ہو۔ مانع تبنیت نہیں ہے اس لئے تبنیت کا اثر صرف برہمنوں کے لئے اسی قدر ہوگا کہ ایسے ناقابل شخص کے متبنیٰ بیٹوں کو اوس خاندان سے نان و نفقہ ملتا رہے گا[1] اور ممکن ہے کہ یہی امر متبنیٰ دینے والے کو تبنیت میں دینے سے باز رکھے۔

تبنیت زمانہ سوتک میں جائز ہے بشرطیکہ بذریعۂ مرد تبنیت یا مختار کیا جائے

(۸۶) اس جسمانی ناقابلیت کی ایک عارضی قسم ہے یعنے غور طلب یہ امر ہے کہ کیا بزمانۂ سوتک یا دیگر قسم کے ناقابلیت کی وجہ سے تبنیت کے لینے میں کوئی موانعت پیدا ہوتی ہے کہ نہیں۔ ہائیکورٹوں نے یہ طے کیا ہے کہ چونکہ ایسی حالت میں رسومات مختار یا پروہت کے ذریعہ انجام پاسکتے ہیں[2] تبنیت کیجا سکتی ہے۔ المختصر یہ کہ شاستراً باوجود جسمانی دماغی یا اخلاقی ناقابلیت کے وہ شخص متبنیٰ لے سکتا ہے اور البتہ اسکے ناقابلیت کا اثر اوس کے متبنیٰ بیٹے پر اوسی قدر رہوگا کہ وہ صرف نان و نفقہ پائیگا

کیا خارج از قوم و تارک الدنیا تبنیت کر سکتے ہیں

(۸۷) تصفیہ صدر عام طور کے ناقابلیت کو رفع کر دیتا ہے۔ مگر وہ اشکال ایسے ہیں جو اس تصفیہ کے باوجود تشنہ رہ جاتے ہیں اس لئے غور طلب امر ہے کہ

(الف) کیا ایسا شخص متبنیٰ لے سکتا ہے جو تبدیل مذہب کیا ہو یا مذہب سے خارج ہو۔

(ب) کیا ایسا شخص متبنیٰ لیسکتا ہے جس نے اس دنیا سے ترک تعلق کیا ہو۔

ان دونوں امور کا تصفیہ کر کے اس طول طویل باب کو ختم کیا جاتا ہے۔

الف۔ تبدیل مذہب سے چونکہ وہ شخص دائرہ ہنود سے خارج ہو جاتا ہے۔ اسکے

[1] متاکشرا باب (۲) فقرۂ (۱۱) و (۱۵)
[2] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۱۳ + سطر ۱۱ و ۱۲)

نسبت ہر حالت میں تصفیہ پانا چاہئے کہ وہ کسی حالت میں تبدیل مذہب کے بعد متبنی لیسکتا۔ کیونکہ یہ رسم مخصوص بہ اہل ہنود ہے اسی وجہ سے بمبئی ہائیکورٹ نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ ایسی صورت میں تبنیت جائز نہیں ہے۔ جبکہ جدید مذہب کے لحاظ سے تبنیت جائز نہ ہو[۱] اور کلکتہ ہائیکورٹ نے بھی اس اصول کی تائید میں یہ طے کیا ہے کہ جو ہندو مذہب اسلام کو قبول کریگا اوس کو تبنیت کرنے کا حق نہ ہوگا[۲] تاہم اس کا ایک مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے کہ اگر اس شخص نے باوجود تبدیل مذہب کے اس رسم کو قایم رکھا ہو تو جائز ہے مگر اس کا بار ثبوت اسی کے ذمہ ہوگا[۳] چنانچہ اس بنا پر موضع راسی کے اہل اسلام میں اس رواج کو کلکتہ ہائکورٹ نے تسلیم کیا ہے[۴] اور بمبئی میں ایک اچھوت نے شرف اسلام کے بعد اپنے لڑکے کو متبنیٰ لینے کی اجازت دیا۔ اور ایسی اجازت جائز تصور کی گئی[۵] الحاصل تبدیل مذہب کے بعد تبنیت کا جواز صرف اوسی حالت میں تسلیم کیا جایگا کہ جبکہ تبنیت از روئے مذہب جدید افعال ممنوعہ میں سے نہ ہو۔ یا خاص اشکال میں مقامی رسم ورواج کی بنا پر۔ تاہم مسٹر ٹریولین[۶] نے ان فیصلہ جات کے صحت کے نسبت شبہ کیا ہے۔ اور واقعی یہ فیصلے قابل تقلید نہیں ہیں۔ اب تک جو بحث کی گئی اسمیں یہی امر ملحوظ تہا کہ کوئی شخص کسی حالت میں اور کسی صورت میں متبنیٰ لیا جاسکتا ہے۔ اور اوس کا جو نتیجہ نکالا گیا وہ اختصاراً ذیل میں درج کیا جاتا ہے کہ:۔

"ہر مرد وعورت نابالغ بھی صلبی فرزند موجود نہ ہونیکی صورت میں متبنیٰ لیسکتا ہے بشرطیکہ برہمن ہو تو شاستر اسوات کی انجام دہی کے قابل متصور کیا گیا ہو۔"

[۱] بھاپاپائی بنام ہیرابائی بمبئی لا رپورٹ جلد ۳۱ صفحہ ۳۶۳ [۲] ۳۹ کلکتہ صفحہ ۱۰۸۱ [۳] جلد ۵۵ بمبئی لا رپورٹ صفحہ ۳۶۳ [۴] ۱۱ انڈین کیسس صفحہ ۶۷۰ [۵] ۲۹ بمبئی صفحہ ۵۱ [۶] دھرم شاستر مولفہ ٹریولن صفحہ ۱۱۰ سطر ۱۰–۱۳

منو کے قول کے لحاظ سے ماں یا باپ تبنیت میں دیسکتے ہیں

(۸۸) تبنیت کے اہمیت کا تذکرہ کرتے وقت یہ تبلایا گیا ہے کہ تبنیت مکمل ہوجانے کے بعد اوس کی حیثیت فی نفسہ تبنی گیرندہ کے صُلبی فرزند کے ہوجاتی ہے اور اوس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اوس کا اوس خاندان سے قطع تعلق ہوجاتا ہے جہاں وہ تولد ہوا ہو اور یہ رُسومات اوس کو اس خاندان سے کامل وابستہ بنا دیتے ہیں جو اوس کو بطور قایم مُقام فرزند صُلبی کے تبنی کرتا ہے اوران وجوہ سے یہ قرین قیاس نہیں ہے کہ کسی لڑکے کو تبنیت میں دینے کے اختیارات عام طور پر دئے جاسکیں اس وجہ سے شاستر نے اس فعل کو ماں اور باپ سے متعلق کیا ہے منو[1] کا قول ہے کہ تبنیٰ لڑکا وہ ہے جس کو اوس کے ماں یا باپ نے بطور تبنیت گیرندہ کے فرزند کے محبت کے ساتھ عطا کیا ہو۔ اور اوس کے بعد اس بارہ میں جو کچھ شرح کی گئی وہ اسی فقرہ کی وضاحت میں کی گئی۔ تاہم حکم مذکور اس قدر صاف ہے کہ شارحین[1] بعد اس میں زیادہ افراط و تفریط نہ کرسکے۔

منفرداً یا شترکاً دیسکتے ہیں

(۸۹) منو کے قول میں سنسکرت نقط माता वा पिता) اور جس کے معنی دونوں دین ہے۔ اس لحاظ سے یہ بحث پیدا ہوگئی کہ منو کا منشائی تحقیق کیا تھا ماں یا باپ محبت سے دیں۔ یہ فقرہ اوس صورت میں سنسکرت صرف و نحو کے

---

[1] باب (۹) فقرہ (۱۰۷)

خلاف ہے اگر اس کا یہ منشا ہوتا کہ دونوں میں سے کوئی ایک بھی تبنیت میں دینے کے مجاز گردانے
جائیں اس وجہ سے ڈنک میانسا[1] میں اس سے یہ مطلب نکالا گیا ہے کہ ایسی تبنیت ماں یا باپ
یا دونوں کر سکتے ہیں بودلاین[2] اور وشِشٹھ وغیرہ لوگوں نے یہی تعبیر کی ہے بہر حال متعدد
شارحین نے اسمیں طبع آزمائی فرمائی ہے۔ مگر کسی نے ان تینوں اشکال کے علاوہ جدید
شکل پیدا نہیں کی اور باتفاق غلبہ یہ تصفیہ پایا کہ ایسے حقوق ماں یا باپ کو منفرداً
و مشترکاً حاصل ہیں۔

اس فقرہ کی وضاحت

(۹۰) مگر یہ فقرہ کہ ایسے اختیارات منفرداً و مشترکاً حاصل ہیں بہت
پیچیدہ ہے۔ اس امر کے نسبت مطلق شبہ نہیں ہے کہ جب یہ فعل دونوں کی رضامندی
سے کیا جائے تو کوئی مشکلات پیش نہیں ہوتے خواہ انجام وہی رسومات باپ نے کیا ہو یا
ماں نے مگر جبکہ ان دونوں میں اسی کے نسبت اختلاف ہو ایک عظیم پیچیدگی واقع ہو جاتی ہے
اس لئے سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ اس بارہ میں باپ کے اختیارات محدود ہیں یا نہیں؟

مردوں کو ہر صورت میں تبنیت میں لینے کا حق ہے؟

(۹۱) باپ کے اختیارات کے نسبت غور کرنے کیلئے
شارحین سے بھی مدد لینی چاہیئے کیونکہ اصل قول منو میں ماں اور باپ دونوں کو منفرداً و مشترکاً
ایسا اختیار دیا ہے۔ سب سے پہلے اس قول کو معمولی عقل کی نکتہ نظر سے دیکھنی چاہیئے اسکے
قبل تبنی[3] لینے کے اختیارات کے نسبت بحث کرنے کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ تبنی لینے کا حق مردوں
کو ہر صورت میں ہے اور عورتوں کو صرف اسی صورت میں جبکہ اوس کے شوہر نے اجازت دی
ہو اور اس کی قانونی عملی تعبیر یہ کی گئی ہے کہ کوئی عورت بہ موجودگی شوہر ایسا فعل خود مختاری
سے نہیں کر سکتی۔ البتہ اس کے وفات کے بعد کوئی عورت تبنیت کرنے کی مجاز ہے اور اس
بارہ میں دو مکاتب میں مختلف عملیات ہیں جہاں اوس کا فعل بہ حیثیت کارندہ متصور ہوا ہے
وہاں بلا حکم اصل کے جسکی وہ نائب ہے تبنیت لینے کی مجاز ہے مگر جہاں اس کی شخصیت

---

[1] ڈنک میانسا باب دہی فقرہ (۹۰ و ۹۱) گھوش جلد (۲) صفحہ (۶۷)، [2] قانون تبنیت منو صفحہ ۲۶۹۔
[3] کتاب ہذا باب ہفتم۔

حیثیت مسلمہ ہے وہاں وہ یہ حیثیت ایسے شخص کے جس پر اپنے متوفی شوہر کے روحانی فائدہ کے لئے متبنٰی کرنا فرض ہے۔ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ بغیر اجازت صریح کے بھی متبنٰی لیسکتی ہے مگر اس قسم کے دو خیالات تبنیت میں دینے کے نسبت پیدا نہیں ہوسکتے۔ خصوصاً اسوجہ سے کہ احکام شاستری بالکل صاف واضح ہیں۔

عورتوں کے اختیارات محدود ہونے کے وجوہ

(۹۲) تبنیت میں لینے کے عورتوں کے حقوق محدود ہونے کی اصلی وجہ یہ ہے کہ تبنیت کا لینا ایک مذہبی امر ہے اور وہ ہر شخص اپنے روحانی فائدہ کے لئے کرسکتا ہے۔ زن وشوہر کے تعلقات کا ذکر اس سے پہلے آچکا ہے اس سے ظاہر ہوگا کہ ازدواج کے بعد مذہبی نکتہ نظر سے بیوی کی کوئی علیحدہ شخصیت باقی نہیں رہتی اور اس وجہ سے شاستراً اون کو علیحدہ طور پر رسومات انجام دینا لازم قرار نہیں دیا گیا اور ساتھ ہی اس کے اون کو اپنے شوہر کا ایک ایسا مساوی شکمیدار قرار دیا گیا تھا کہ مرد کے منفرداً رسومات مذہبی مکمل نہیں ہوسکتے تھے اور بیوی کی معیت جو جو رسومات انجام دئے جاتے تھے اوس ثواب کا حصہ رسدی بیوی کو پہونچتا تھا اس لئے اس کی مطلق ضرورت نہیں تھی کہ عورتوں کو تبنیت لینے کے منفرداً مجاز قرار دیا جائے۔

مگر تبنیت میں دینے کیلئے عورتوں کے اختیارات محدود نہیں ہیں

(۹۳) مگر متبنٰی دینے کا مسئلہ روحانی فائدہ سے متعلق نہ تھا۔ متبنٰی دینے سے کوئی خاص روحانی فائدہ بحق متبنٰی دہندہ کے مترتب نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ منو نے تبنیت دینے کی ہدایت بدیں الفاظ کی ہے کہ بصورت احتیاج متبنٰی دیا جائے۔ اصل سنسکرت لفظ (आपद्) ہے اور اوس کے معنی صحیح طور پر احتیاج یا شدید ضرورت کے ہوتے ہیں۔ حالانکہ اس لفظ کو شارحین نے غلط طور پر تعبیر کیا ہے۔ تمثیلاً یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کے معنی مصیبت کے ہیں اور قحط اور وبا اور بیماریاں ایسی مصیبتیں ہیں جب تبنیت میں دینا شاستراً جائز ہے بلکہ اس مصیبت کی تعبیر یہ بھی کی ہے کہ اولاد صلبی کا نہ ہونا بہ لحاظ اوس روحانی فائدہ کی محرومیت کے کوئی معمولی

حیثیت نہیں ہے تاہم اب تک کوئی ایسی نظیر زمانہ سابق یا حال میں پیش نہیں آئی کہ
جس میں کسی تبنیت کو محض اسی وجہ سے جائز قرار دیا گیا ہو کہ وہ تبنیت زمانہ قحط وغیرہ
ہنگام میں واقع نہیں ہوئی ہے حقیقت یہ ہے کہ سنسکرت لفظ کا ترجمہ ہی غلط کیا
گیا اور شارحین نے یا تو اوس کو بالکل محدود معنی میں لیا یا اوس کو ایک غیر متعلق
معنی دے دیا گیا۔ حالانکہ اوس کا صحیح اور قریب ترجمہ احتیاج سے کیا جا سکتا ہے اور
اس احتیاج کے مدارج شخصی حیثیت پر منحصر رہتے ہیں احتیاج شدید کی صورت میں تو
اپنے بیٹے کو دوسرے کا متبنیٰ کرنا دو طرح سے مفید ہے ایک تو خود کی محتاج کی وجہ اپنے لخت
جگر کی پرورش حسب دل خواہ نہیں ہو سکتی۔ اور اسی طرح پر اوس کو متبنیٰ کرنے کے بعد
اس کی مالی حالت اطمینان بخش ہو جانے کی وجہ سے خود بھی اون تکلیفی تکالیف سے نجات
پا سکتا ہے۔ جو اپنی اولاد کو تکلیف میں مبتلا دیکھ کر اون کو خود ہوتے تھے۔ غرض یہ کہ
جیسے متبنیٰ لینے میں روحانی غرض مقدم ہے اوسی طرح تبنیت دینے میں محتاجی مقدم ہے
اور مقصود صرف یہ ہے کہ اس طرح سے خود اون کی اولاد تکالیف سے نجات حاصل کریں
چنانچہ اس بنا پر دتک میمانسا میں باتفاق رائے کاتیاین والدین پر یہ لازم ترین فرض
گردانا گیا ہے کہ ایسی مصیبتوں کی صورت میں وہ اپنی اولاد کو دیدے یا فروخت بھی کرے
اور اس لزوم کو قرین مصلحت سمجھنے کے لئے محض یہ اقتباس کافی ہے کہ ایسی حالتوں میں
لڑکے کا دینا یا فروخت کرنا بھی فرض نہ قرار دیا جائے تو اولاد اون کی تکالیف سے
نجات دلانے والا سوائے موت کے کوئی سرپرست نہ تھا۔

عورتوں کے اختیارات لینے میں محدود اور دینے میں غیر محدود ہونے کے وجوہ	(۹۴) اس بحث سے مطلب صرف اسی قدر ظاہر کرنا ہے کہ تبنیت کے لینے اور دینے کے افعال

ایک نوعیت کے نہ تھے۔ اور دونوں کے اغراض بھی مختلف تھے۔ ایک روحانی فائدہ

ع۔ باب (۴)، فقرہ (۱۹)

کی غرض سے کیا جاتا تھا تو دوسرا قلبی تکلیف سے نجات پانے کے لئے ایک میں غرض دینی تھی تو دوسری کی کاملاً دنیاوی۔ ایک سے ایسے شخص کی قایم مقامی کی بنا تھی تو صاحب جائداد تھا اور دوسرے کے لئے ادن اصل بیٹوں کی تقسیم تھی جن کے والدین بے سروسامان تھے اور ان اختلافات کو مدنظر رکھنے کے بعد یہ صاف طور پر ظاہر ہوگا کہ شاسترکاروں نے ماں کو منفرداً اور شرکتاً اختیارات کیوں دئے اور یہ لحاظ اوس مطلب کے جو صاف طور پر قول منو سے اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اس اقتدار کی عطا کرنے میں شاسترکاروں نے ماں اور باپ کے اختیارات میں کوئی امتیاز نہیں رکھا بلکہ خصوصیت کے ساتھ ماں کا مقتدر ہونا اس امر کو صاف طور پر ظاہر کرسکتا ہے کہ اس مسئلہ میں ماں کے اختیارات بہ مقابلہ باپ کے وسیع تھے۔ یعنے باپ کسی حالت میں اپنی بیوی کی مرضی کے خلاف اپنے بیٹے کو تبنیت میں نہیں دیسکتا۔

اولاد کے لحاظ سے ماں کا درجہ باپ سے بڑھ کر ہے۔ (۹۵) مگر اس مسئلہ پر شارحین نے جو رنگ چڑھایا ہے۔ وہ اس عام اثر کا نتیجہ ہے جس میں یہ مقابل مرد کے عورت کو زیادہ وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھا اور اس خرابی کا باعث وشسٹھ کا وہ قول ہوا جس لحاظ سے بیچاری کو زندگی بھر کسی نہ کسی کے تابع رہنا پڑا۔ تاہم یہ یاد رکھنا چاہئے کہ گو شاستروں نے عورتوں کے حقوق محدود کئے ہوں لیکن ماں اور اولاد کے تعلقات میں انھوں نے دست اندازی نہیں کی۔ اولاد کی نکتہ نظر سے ماں کا درجہ باپ کے مقابلہ میں بہت ارفع ہے۔ اولاً اس ترتیب سے جو فقرہ (मातृदेवो भव. पितृदेवो भव) میں درج ہے اس امر کی تصدیق ہوجاتی ہے اور ثانیاً ناجائز فرزندوں کی ولایت کے نسبت جو احکام درج ہیں اس سے بھی اس امر کی مزید توثیق ہوجاتی ہے۔ کیونکہ اس بارہ میں طے ہوا ہے کہ ایسے بچے ماں کے زیر پرورش ہی ہوں گے[1] بلکہ تحقیق کے بعد یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ

---

[1] دھرم شاستر ٹریولن صفحہ ۲۱۴ - سطر ۱۹ - ۲۱ -

تنظیم ہند و خاندان میں بتدریج ماں سے باپ کو اور بعد میں ہر دو کو مشترکاً حقوق حاصل ہوا

شارحین اور شاستر کاروں نے عورتوں کے ساتھ سنگدلی کا برتاؤ رکھا

(۹۶) تاہم شاستر کاروں نے اور شارحین نے عورتوں کے نسبت جو تنگدلی کا عمل اختیار کیا تھا۔ اوسی کا نتیجہ ہے کہ اب یہ طے کیا گیا ہے کہ باپ بلا رضامندی ماں کے اپنے بیٹے کو تبنّی دسکتا ہے[۱] مسٹر گلاب چندر شاستری نے اس اختیار کاملہ کے نسبت یہ بیان کرتے ہیں کہ جس زمانہ میں بیٹے کی حیثیت شئے متقوم کی تھی۔ اس وقت مثل دوسری جائداد کے اپنے بیٹے کے نسبت وہی اختیارات قطعی کو استعمال میں لاتے تھے مگر اون کی نظر میں اب مسئلہ تبنیت کی نوعیت ہی بدل گئی ہے۔ تبنیت میں قدرتی رشتہ منقطع ہو کر وہ اون لوگوں سے بیگانہ ہو جاتا ہے جن کا خون اوس کے رگ ریشے میں ہے اور اس لحاظ سے انھوں نے منو کے قول میں ماں کو باپ کے مساوی اختیارات کا دینا قرین انصاف تصور کیا ہے[۲] اور یہ نتیجہ بالکل صحیح ہے کیونکہ یہ لحاظ اس غرض کے جس کے لئے تبنّی دیا جاتا ہے عورتوں کے حقوق مردوں سے مرجح ہو جانا چاہئے جیسا کہ فقرہ صدر میں درج ہے تاہم ان دونوں کو مساوی اقتدارات دینا نامناسب نہیں ہے۔ چنانچہ شاستری موصوف کہتے ہیں کہ جس اصول پر باپ کو بلا استمزاج یا بلا رضامندی بلکہ خلاف مرضی بیوی کے اپنے بیٹے کو تبنیت میں دینے کا حق تسلیم کیا جا سکتا تھا۔ وہ اصول اب کالعدم ہے۔ اور اس لئے کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی ہے کہ اب اس بارہ میں باپ کو غیر محدود اختیارات دئے جائیں۔[۳]

ان دونوں میں اختلاف ہو تو مرد کی رائے غالب ہے

(۹۷) اس سے قبل ہی یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ جہاں ماں اور باپ متفق ہوں یا اون میں سے کوئی فوت ہو جائے تو کوئی پیچیدگی واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ منو نے ان دونو کو اختیارات دئے ہیں۔ دقت صرف اسی کی

---

[۱] دھرم شاستر گھوش جلد (۱) صفحہ (۳۹۰) سطر ۲۶ تا ۳۰ [۲] دھرم شاستر ٹریولین صفحہ ۱۳۶ سطر ۱۴ تا ۱۷۔

[۳] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۰۵۔ سطر ۳ تا ۷ +

صورت میں پیش ہوتی ہے جس کا ذکر فقرۂ ماقبل میں درج ہے یعنے یہ کہ کیا ماں باپ ایک دوسرے کے مرضی کے خلاف متبنٰی دیسکتے ہیں۔ اب تک شارحین نے مردوں کو اس بارہ میں بہت آزادی دی ہے۔ چنانچہ نند پنڈت تبنیت میں دینے کے بارہ میں عورتوں کے حقوق کو تسلیم نہیں کیا ہے[1]۔ کیونکہ اوس کی نظر میں بیوی شوہر کی ایک مختار کی حیثیت رکھتی ہے اور مختار کو کسی فعل کے کرنے کی اجازت اوسی صورت میں دی جا سکتی ہے جبکہ اصل نے اوس کو ایسا کرنے کی اجازت دی ہو۔ اور اسی وجہ سے اوس نے عورتوں کے نسبت یہ طے کر دیا ہے کہ وہ تبنیت میں دے نہیں سکتے مگر چونکہ اسکے ماقبل کے شارحین نے اور خود منو نے ماں کو صریحًا مقتدر گردانا تھا وہ مجبور ہو گیا کہ عورتوں کے ساتھ کوئی رعایت کی شکل نکالی جائے۔ اور اس لئے اُس نے بحوالہ وشِشٹھ اپنے اصول کا ایک ہی مستثنٰے قایم کیا ہے کہ وہ صرف باجازت شوہر متبنٰی دے سکتے ہیں[2]۔ دتک چندرکا کا مصنف بہ مقابلہ نند پنڈت کے زیادہ وسیع دل تھا اور اوس نے یہ طے کیا کہ عورتیں شوہر کی اجازت سے تبنیت میں دیسکتے ہیں۔ بہ صورتیکہ وہ زندہ ہو اگر وہ فوت ہو چکا ہو یا ایک عرصہ سے غیر حاضر یا تارک الدنیا ہو چکا ہو عورت اسکے اجازت کے بغیر ہی تبنیت میں دیسکتی ہے[3]۔

زن و شوہر کے اقتدارات کا خلاصہ (۹۸) اس بحث کے بعد یہ نتیجہ نکالنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ جب زن و شوہر زندہ ہوں تو اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ دونوں بالاتفاق اس فعل کو انجام دیں البتہ باپ تبنیت میں دے اور ماں سکوت اختیار کرے تو اسکا سکوت بمنزلہ اقبال کے تصور کیا جائیگا اور محض اس وجہ سے کہ ماں نے صریح الفاظ میں رضامندی کا اظہار نہیں کیا۔ تبنیت دینے کا فعل کالعدم قرار نہیں دیا جائیگا۔ کیونکہ جن وجوہ سے محبت پدری نے اس تبنیت کے فعل کو مناسب تصور کیا ہو۔

---

[1] دتک میمانسا باب (۲)، فقرۂ (۹)
[2] دتک میمانسا باب (۲)، فقرۂ (۱۰)
[3] دتک چندرکا باب (۱)، فقرۂ (۳۱)

وہی وجہ اس کی ماں کو بہ اختیار دیے جانے کی ہے کہ فرزندش اس پر رضامند ہونے کے لئے کافی ہیں مگر جہاں ماں اور باپ دونوں کا اتفاق نہ ہو بلکہ ماں اُس فعل سے مخالفت کرتی ہو تو یہ مسئلہ زیادہ غور طلب ہو جاتا ہے کیونکہ ممکن ہے کہ باپ کا فعل نا عاقبت اندیشی کا ہو بلکہ خصوصاً از راہ عمداً کیا جا رہا ہو تو کیا ایسی صورتوں میں باپ ماں کی عدم رضامندی و مخالفت میں بھی اپنے بیٹے کو تبنیت میں دے سکتا ہے؟ اور شاستری اصول کے اصلی منشاء کے لحاظ سے یہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ باپ کا فعل جائز نہیں ہے اور اس لحاظ سے ایک عام نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ والدین جب زندہ ہوں تو ان دونوں کی رضامندی لازمی ہے اور اس کے خلاف جہاں عمل ہو تو تبنیت کالعدم قرار دینی چاہیئے۔ چنانچہ جملہ شارحین نے اسی سے اتفاق کیا ہے۔ لیکن گلاب چندر سرکار اس بارہ میں صرف اسی قدر توضیح فرماتے ہیں۔ کہ ایسی تبنیت جسمیں باپ نے بلا رضامندی یا خلاف مرضی ماں کے اپنے بیٹے کو دیا ہو کالعدم نہ قرار دیا جائے۔ بلکہ ماں کی مرضی پر ممکن الانفساخ قرار دی جائے۔[1]

(۹۹) حقیقت میں اب تک اس قسم کا کوئی مقدمہ برٹش انڈیا کے ہائکورٹوں میں نہیں پیش ہوا تاہم مسٹر مین نے اپنی کتاب دھرم شاستر میں یہ لکھا ہے کہ عموماً تبنیت دیتے وقت ماں کی رضامندی دیکھی جاتی ہے۔ لیکن یہ طے شدہ امر ہے کہ باپ منفرداً اپنی بیوی کے رضامندی کے بغیر بھی بیٹے کو تبنیت میں دے سکتا ہے۔ مگر یہ نتیجہ کس بنا پر انھوں نے اخذ کیا معلوم نہیں۔ ممکن ہے کہ نند پنڈت وغیرہ جیسے شارحین کے تعبیرات کے بناء پر یہ فقرہ انھوں نے درج کیا ہو۔ اصولاً دیکھا جائے تو یہ فعل بہ رضامندی والدین ہونا چاہیئے۔ اور ایک کی عدم موجودگی میں البتہ دوسرا اوس کو تکمیل کر سکتا ہے۔ تاہم اکثر لوگوں نے عورتوں کے اس اقتدار کو تسلیم

---

[1] قانون تبنیت سہو صفحہ ۲۷۴۔

[2] قانون تبنیت، ہتو صفحہ ۲۷۵۔ سطر ۱۳۔۱۴۔

نہیں کیا اور وشِشٹھ کے قول کے حوالہ سے اس بات کی شرط قایم کرتے ہیں کہ عورتیں یہ فعل بجز اجازت شوہر کے انجام نہیں دیسکتیں[1]۔

تبنیت دینے میں ماں کو غیر محدود اختیارات اس وجہ سے ہیں کہ اُس کے حقوق بالنیابت نہیں ہیں

(۱۰۰) باوجود اس کے ایک بات قابل غور ہے کہ تبنیت لینے کے نسبت عورتوں کے حقوق جس قدر محدود کر دئے گئے ہیں وہ سختی اس بارہ میں قایم نہیں رکھی گئی اسکی وجہ محض یہ تھی کہ دھرم شاستر میں اس بارہ میں ماں کے اقتدارات کو صریح طور پر تسلیم کی ہے اس لئے ان شارحین پر لازم آیا کہ دھرم شاستر کی آزادی اور وشِشٹھ کی قیود کا معقول مرکب بنایا جائے اور انھوں نے یہ طے کیا کہ جہاں شوہر کی صریح اجازت نہ ہو معنوی اجازت تصور بھی کیجائے[2]۔ بہر حال اب عدالتوں میں یہ تسلیم بھی کر لیا گیا کہ اگر شوہر فوت ہو یا مفقود الخبر ہو یا رضامندی کے اظہار کی قابلیت نہ رکھتا ہو تو اوسکی زوجہ بغیر صریح اجازت کے بھی متبنیٰ دیسکتی ہے[3]۔ کیونکہ اس کو یہ حقوق بالنیابت حاصل نہیں ہوتے بلکہ اس کے رشتہ مادری کی وجہ سے ہوتے ہیں[4]۔ اور یہی وجہ ہے کہ سوتیلی ماں اپنے سوتیلے بیٹے کو تبنیت میں نہیں دیسکتی[5]۔

تبنیت میں دینے کا اقتدار سوا ماں یا باپ کے تیسرے کو نہیں ہے۔

(۱۰۱) اب تک جو بحث کی گئی اُس لحاظ سے تبنیت میں دینے کا اقتدار صرف ماں اور باپ کو ہی دیا گیا ہے چنانچہ ان کے سوا کسی کو اس اقتدار کے استعمال کی اجازت نہیں ہے اور اسی وجہ سے باوجود اس کے کہ بڑے بھائی کا درجہ باپ کے بعد کا ہوتا ہے بلکہ باپ کے وفات کے بعد اوسی عزت سے دیکھا جاتا ہے تاہم ہائیکورٹوں نے بہ تصریح فیصلہ سابقہ یہ تصفیہ فرمایا ہے کہ بڑا بھائی بھی تبنیت میں دے نہیں سکتا ہے[6] اور اسی طرح یہ بھی طے کیا گیا ہے کہ

---

[1] للو بھائی باپو بھائی بنام مان کنور بائی ۲ بمبئی ۳۸۸ — [2] ٹریولین صفحہ (۱۳۵) نوٹ (۵) مع نوٹ ۲ — [3] جوگیش چندر بینرجی بنام نرتیہ کالی دیوی ۳۰ کلکتہ صفحہ ۹۶۵ — [4] تپلا بائی بنام سیاد و ۲۳ بمبئی صفحہ ۱۰۰ دھرم شاستر بیکنی صفحہ ۳۶ — [5] پاپا بنام اپارائو ۱۶ مدراس ۳۸۴ — [6] مادانسی دیوی بنام جودیہ مرلیہ ۳ بنگال سلکٹ رپورٹس صفحہ ۳۸۴

تبنیت میں دینے کا اقتدار کسی پر منتقل بھی نہیں ہو سکتا[1]- اسی طرح واد اکو بھی تبنیت میں دینے کا حق نہیں ہے[2]- البتہ کسی فعل تکمیل کسی شخص کے ذریعہ سے انجام دلا سکتے ہیں مگر دینے کے استحقاق کو وہ کسی حالت میں دوسرے کے تفویض نہیں کر سکتے- چنانچہ باپ کی ہدایت پر چچا نے دینے کا فعل انجام دیا تھا اور ہائیکورٹ نے اوس کو جائز تصور کیا[3]-

نابالغ متبنّٰی دے نہیں سکتا-

(۱۰۲) چونکہ باب ماسبق میں نابالغ کو بھی متبنّٰی لینے کا اقتدار دیا گیا تھا- سوال یہ پیدا ہوگا کہ نابالغ بھی تبنیت میں دے سکتے ہیں مگر فقرہ (۹۳) میں تبنیت میں دینے کی غرض اور اوس کا اقتدار مخصوص بہ والدین ہونے کی وجہ جو بیان کی گئی ہے اس سے ظاہر ہوگا کہ ایسا فعل نابالغ کی جانب سے انجام پا نہیں سکتا- عدالتوں میں اس قسم کا مسئلہ پیش نہیں ہوا- لیکن مسٹر گلاب چندر شاستری اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں کہ شاستروں نے ایسی ممانعت نہیں کی- اس لئے جائز ہے[4]- تاہم شاستری موصوف کی اس رائے سے مجھے اتفاق نہیں ہے متبنّٰی لینے کی اجازت نابالغوں کو محض روحانی فائدہ کو مدنظر رکھ کر دی گئی ہے مگر متبنّٰی دینے کا مسئلہ کسی دینی غرض پر مشتمل نہیں ہے اور اس بارہ میں صرف وہی شخص مقتدر ہے جو بہ لحاظ خونی تعلقات کے اس لڑکے کی بہبودی کی زیادہ فکر کرتے ایسی حالت میں جو نابالغ ماں یا باپ اپنے لڑکے کی بہبودی کے بوجہ خامی عقل پوری طور پر جانچ نہیں کر سکتے- اصولاً اس کے مجاز نہ ہوں گے-

بوقت تبنیت متبنّٰی لڑکے کی رضامندی لازمی نہیں ہے

(۱۰۳) کاتیایٔن کے قول کے مطابق یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ کیا تبنیت میں دیتے وقت متبنّٰی کی رضامندی لینا چاہئے- کیونکہ کاتیایٔن نے کہا ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی یا بچہ یا جائداد اون اشخاص کی رضامندی کے بغیر منتقل نہیں کر سکتا جنکو اوسمیں دلچسپی ہو مگر اس کی تائید کسی دوسرے دھرم شاستر سے نہیں ہو سکتی- عموماً چونکہ متبنّٰی کی عمر بوقت تبنیت کم ہوتی ہے- اوس کی

[1] جھگو اندا اس بنام راج مل- ۱ ببئی صفحہ ۲۴۱- ۱ ببئی صفحہ ۲۶۲ [2] کلکٹر آف سورت بنام دھیر سنگ جی- ۱۰ ببئی صفحہ ۲۳۵- [3] شام سنگھ بنام شانتا بائی (۲۵) ببئی صفحہ ۵۵۱ [4] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۳۷۱- دھرم شاستر سنگرہ بولن صفحہ ۱۲۶ سطر ۱۱ و ۱۲- [5] مجموعہ کولیرک حصہ ۲ جلد (۲) فقرہ (۷)

رضامندی بے اثر اور غیر ضروری ہے اور چونکہ اس کے والدین نے اس کے نفع ونقصان
کا ہر پہلو سے غور کیا ہے اوس کی رضامندی کی ضرورت بھی داعی نہیں ہوتی۔ قطع نظر
اسکے متبنیٰ ایسی صورت میں دیا جاسکتا ہے جبکہ والدین محتاج و مجبور ہوں اور کوئی
نابالغ بیٹا بھی محض محبت فطری کی وجہہ بہ مقابلہ امن وآسایش کے فاقہ کشی کو ترجیح نہ دیگا

خلاصہ

(۱۰۴) الغرض اب تک جو بحث کی گئی اس کا ماخذ صرف اسی قدر ہے کہ
سوائے ماں باپ کے کوئی شخص متبنیت میں دے نہیں سکتا۔ اور ماں باپ بھی صرف
بحالت مجبوری نیز ماں باپ دونوں موجود ہوں تو ایک دوسرے کے خلاف رضامندی
دے نہیں سکتے۔ البتہ کوئی ایک مرجائے تو باقیماندہ اوس کو تکمیل کرسکتا ہے۔
مگر کسی حالت میں یہ اقتدار عطا کسی تیسرے شخص کے تفویض نہیں ہوسکتا۔ حتی کہ سوتیلی
ماں سوتیلی بیٹے کو متبنیٰ نہیں دیسکتی۔

تبنیت کے لئے فی زمانہ (۶) شرائط مقرر ہیں

(۱۰۵) منو[1] نے متبنیٰ لڑکے کی تعریف بیان کی ہے
اسمیں سب سے بڑا جزیہ ہے کہ وہ متبنیت گیرندہ کے مساوی ہو۔ اوس لحاظ سے یہ ظاہر
ہوگا کہ ایسا ہی متبنیٰ کیا جایگا جو متبنیٰ گیرندہ کے ہم قوم ہو۔ مگر زمانہ کی رفتار کے ساتھ
دیگر قیود کا اضافہ ہے اور متبنیت کے لئے حسب ذیل شرائط مقرر کئے گئے ہیں جو مسٹر
بیجناتھ کے دھرم شاستر کے صفحہ (۲۰۶) پر درج ہیں:-

[1] باب ۹ فقرہ (۱۶۸)

(۱) متبنیٰ بیٹا صلبی بیٹے کے مشابہ ہو۔
(۲) متبنیٰ بیٹے کی ماں سے متبنیٰ گیرندہ بطور جائز ازدواج کرسکتا ہے۔
(۳) متبنیٰ لڑکا متبنیٰ گیرندہ کی ذات کا ہو۔
(۴) متبنیٰ کی عمر اس قدر کم ہو کہ اُس کے کل رسوم مذہبی متبنیٰ گیرندہ کے پاس انجام پاسکتے ہیں۔
(۵) متبنیٰ کے تعلقات اصل خاندان سے کلیتاً منقطع ہوکر وہ متبنیٰ گیرندہ کے خاندان میں داخل ہوجائے۔
(۶) متبنیٰ گیرندہ کے خاندان میں محبت وخوشی سے داخل ہو نہ کہ کسی لالچ سے۔
باوجود اس کے کہ عموماً اونکو بعض مصنفین نے قیود تبنیت سے نامزد کیا ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہوگا کہ ان پر اوس اصطلاح کا اطلاق صحیح طور پر نہیں ہوسکتا مگر چونکہ وہ بحث پیش نظر نہیں ہے صرف انھیں قیود کے نسبت بحث کیجائیگی جو عنوان باب ہذا پر موثر ہوسکتے ہوں۔ اور اس لحاظ سے کسی لڑکے کو تبنیت کے غرض سے انتخاب کرنے کے وقت جن امور پر غور کرنا چاہئے اور جن کی پابندی لازم آتی ہے اون کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ
(۱) متبنیٰ تبنیت گیرندہ کے ذات کا ہو۔
(۲) متبنیٰ بیٹا صلبی بیٹے کے مشابہ ہو۔
(۳) متبنیٰ بیٹے کی عمر اس قدر کم ہو کہ اوس کے کل رسوم مذہبی متبنیٰ گیرندہ کے پاس انجام پاسکتے ہوں۔
(۴) متبنیٰ بیٹے کی ماں سے متبنیٰ گیرندہ بطور جائز ازدواج کرسکتا ہو۔
اور چونکہ بقیہ دو شرایط حالت مذہبی اور اثر تبنیت سے متعلق ہیں اون کا تذکرہ نہیں کیا گیا ہے۔

شرط اول بھی شاستر میں درج ہے

(۱۰۶) دھرم شاستر کے دیکھنے والے کو معلوم ہوگا کہ منجملہ ان شرایط کے صرف شرط نمبر (۱) ہی ایسی ہے جس کا حوالہ متونے اپنے دھرم شاستر میں کیا ہے۔ اور اسی شرط کی معقولیت غرض تبنیت کو مدنظر رکھنے کے بعد ظاہر ہوگی کیونکہ تبنیت کرنے کی سب سے بڑی غرض روحانی فائدہ کی ہے۔ اور جو بذریعہ ادائی رسومات مذہبی تکمیل ہو سکتی ہے۔ ایسی حالت میں جب تک کہ جو شخص اس روحانی فایدہ کی غرض سے صلبی بیٹے کا قایم مقام کیا جا رہا ہے وہ جملہ اوصاف اس جدید شخص میں موجود نہ ہوں وہ نہ قایم مقام ہو سکتا ہے اور ہونے کی صورت میں جائز نہیں رکھا جا سکتا۔ قطع نظر اس کے جب اصل کی قایم مقامی زیر بحث ہو تو معمولاً بھی جب تک کہ اصل کے جملہ اوصاف قایم مقام میں موجود نہ ہوں وہ قایم مقامی کے لئے پیش اور منظور نہیں کیا جا سکتا۔ اسی وجہ سے یہ جو شرط قرار دی گئی ہے کہ لڑکا تبنیت گیرندہ کی ذات کا ہونا چاہئے۔ بلکہ لازمی اور قدرتی شرط ہے بلکہ اگر یہ شرط قایم بھی نہ کیجاتی تو قدرتاً اور عملاً یہی نتیجہ نکلتا۔ کیونکہ کوئی شخص اس بات کو پسند نہ کرتا کہ اوس کا قایم مقام اس سے ادنیٰ ذات کا ہو۔ بلکہ چونکہ بعد تبنیت ایسا لڑکا فی نفسہٖ صلبی بیٹے کا درجہ پاتا ہے ایک تصور یہ بھی موجود ہے کہ یہ لڑکا اس شخص کی اوس کی زوجہ کے بطن سے پیدا ہو اور چونکہ شاستراً زوجہ یعنے پتنی کا درجہ صرف اوس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ عورت مرد کی ہم قوم و کنواری ہو۔ ایسی حالت میں جبکہ یہ لڑکا ہم قوم زوجہ کا بطن سے پیدا ہونا تصور کیا گیا ہے تو اس کا تبنیت گیرندہ کے ذات کا ہونا لازم ترین نتیجہ ہے۔

ٹریولن کے خیال کی تردید

(۱۰۷) مسٹر ٹریولن نے اس شرط کی یہ وجہ تبلائی ہے کہ[1] چونکہ اس لڑکے کی ماں سے تبنیت گیرندہ بوجہ اختلاف ذات کے شادی نہ کر سکتا تھا۔ یہ لازم آیا کہ متبنیٰ لڑکا اسی ذات کا ہو۔ مگر یہ امر ذہن نشین کرنے کے بعد

[1] دھرم شاستر مولفہ ٹریولن صفحہ ۱۳۰ سطر ۵ ۔۔۔

کہ یہ قید خود نند پنڈت کی اختراع تھی اور اس کتاب کی تصنیف کے قبل رشیوں نے اسکو لازم ترین امر قرار دیا تھا۔ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ چونکہ اس لڑکے سے غرض محض روحانی فائدہ کی تھی اور جس کے لئے انجام دہی رسومات مذہبی مقدم چیز تھی اور جہاں روحانی فائدہ کی غرض سے تبنیت کیجاتی ہے وہاں کسی حالت میں کوئی شخص ایسے لڑکے کا انتخاب نہ کریگا۔ جس میں اس فائدہ کے پہونچانے کی قابلیت نہ ہو اور یہ مسلم امر ہے کہ کوئی شخص اپنے سے کم ذات لڑکے کو اپنا بیٹا نہ کہے گا۔

گلاب چند رشاستر ہم قوم ہونے کے شرط سے مخالفت کرتے ہیں۔

(۱۰۸) گلاب چند رشاستری نے اس امر پر زور دیا ہے کہ زمانہ سابق میں بیٹوں کے جو اقسام بیان کئے ہیں اوس میں اسی پوتر کا بھی ذکر ہے اور اوس کو اس کی باپ کی جائداد سے نان نفقہ کا استحقاق دیا ہے[۱] اور اس لحاظ سے شاستر کاروں نے دوسری ذات کے لڑکے کو بھی تبنیت میں لینا ممنوع نہیں قرار دیا[۲]۔ بلکہ بحوالہ شونک یہ فرماتے ہیں کہ رشی مذکور اپنے دھرم شاستر میں جائز تبنیت کے لئے یہ شرط قایم کی ہے کہ متبنی لڑکا ہم قوم ہو اگر احیاناً اس کی خلاف ورزی ہو بھی جائے تو کوئی ہرج نہیں ہے شاستری موصوف کی یہ حجت محض نند پنڈت کی رائے کی بنا پر ہے چنانچہ انھوں نے بحوالہ قول کاتیائن یہ نتیجہ نکالا ہے کہ دوسری ذات کا لڑکا بھی تبنیت میں لیا جا سکتا ہے۔ البتہ اوس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اوس کو پدری جائداد سے نان نفقہ ملے گا تاہم سب سے مقدم چیز یہ دیکھنے کی ہے کہ اقوال مذکور کیا ہیں اور اون کی بنا پر جو نتیجہ نکالا گیا ہے وہ کس حد تک درست ہے

شونک وکاتیاین کے اقوال کا اقتباس

(۱۰۹) شونک اور کاتیائن کے اقوال کا اقتباس نند پنڈت نے اپنی کتاب کے باب سوم میں کیا ہے اور اس کا عنوان یہی ہے کہ اگر ناجائز طور پر متبنی کیا جائے تو کیا اثر ہوگا۔ چنانچہ نند پنڈت نے باب مذکور کے

۱؎ بیجانتہ صفحہ ۳۸۱ فقرہ (۳ و ۳)
۲؎ قانون تبنیت ہنود صفحہ ۳۵۵ سطر ۹ وغیرہ
۳؎ دتک میمانسا باب (۳) فقرہ (۱) - ۳۶

فقرۂ اول میں تمہیدی مضمون یہ لکھا ہے کہ "یہ تو تصفیہ کیا گیا ہے کہ دوسری ذات کا لڑکا متبنیٰ نہ کیا جائے لیکن اس کی خلاف ورزی کی صورت میں کیا نتیجہ ہوگا۔" اور اس کے بعد ان دونوں اقوال کا ذکر کیا ہے جس میں درج ہے کہ اگر احیاناً دوسری ذات کا لڑکا متبنیٰ کیا جائے تو اسکو صرف نان نفقہ کا حق ہوگا۔ احیاناً کے الفاظ ہی خود اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ غلطی یا لاعلمی سے ایسا فعل کیا جائے تو اُس حالت میں اس بیچارہ متبنیٰ لڑکے کا کیا حشر ہوگا۔ گویا عام اصول کی خلاف ورزی کا رعایتی عمل ان اقوال سے ظاہر ہوگا۔ ایسی حالت میں اگر کسی نے اس کی بناء پر یہ نتیجہ نکالا کہ دوسری ذات والا لڑکا بھی متبنیٰ کیا جا سکتا ہے تو یہ ظاہر ہوگا کہ انھوں نے منشاء اور الفاظ کا ایسا نتیجہ نکالا کہ جس کے ذمہ دار ایسے نتیجہ نکالنے والے ہیں۔ بیچارہ الفاظ مجبور تھے۔ اور اون کے ید قدرت میں نہ تھا کہ شارحین کے خود مختارانہ رجحان تعبیر پر صحیح روشنی ڈال سکیں۔ یہ تعبیر اسی قدر غلط ہوگی جس قدر کہ کوئی شخص دفعہ ۱۹ قانون معاہدہ سرکار عالی کے لحاظ سے یہ نتیجہ نکالے کہ جو معاہدات سہو غلطی فریب ولپ ناجائز وغیرہ سے ہوے ہوں اوس کو قانون نے جائز رکھا ہے اور ایسے نتیجہ کے نسبت ہر شخص یہ اعتراض کریگا کہ قانون کا منشا ہرگز ایسا نہ تھا بلکہ قانون نے رعایتاً ایسے معاہدات کو جو قانوناً کالعدم ہیں فریقین یا فریق کی مرضی پر ممکن الانفساخ قرار دیا۔ اور اس کو بعد میں اس وجہ سے جائز رکھا کہ باوجود اس علم کے کہ ابتداءً یہ معاہدہ بہ رضامندی نہیں ہوا تھا اوس کو بعد میں جائز رکھیں اور اس طرز عمل سے جو نقص قانونی اس معاہدہ میں پیدا ہوا تھا وہ رفع ہو چکا اسی طرح شاستر کاروں نے پہلے یہ حکم دیا کہ دوسری ذات کا لڑکا متبنیت میں نہ لیا جائے۔ تاہم اگر کسی نے غلطی سے اس کی خلاف ورزی کی تو اس خلاف ورزی کنندہ کو سزا کے طور پر اس بات کا ذمہ دار گردانا کہ وہ اپنی جاہلانہ اپنے افعال ناجائز کے بابتہ اوس

لڑکے کو پرورش کرے ان اقوال نے کہیں ایسی تبنیت کو جائز نہیں قرار دیا۔ اور
چونکہ درجہ فرزندی اور استحقاق جائداد شاستراً ایک ساتھ جاتے ہیں تبنیت کا
جواز اوس لڑکے کو جائداد کا کامل مستحق بناتا ہے اور اسی طرح استنباطاً ایسا شخص
جس کو جائداد کے کامل حقوق حاصل ہوں اوس کی نسبت یہ تصور کیا جائیگا کہ وہ رتبہ
فرزندی کو حاصل کرچکا اور بنابرعلیہ ایسا شخص جس کو جائداد میں محض پرورش کا حصہ
ملا۔ اس کے نسبت یہ بہ صحت تمام نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ اوس کو رتبہ فرزندی
حاصل نہیں ہوا۔ پرورش کرنا ایک معمولی اور فیاضی کا کام ہے۔ جس کو رتبہ فرزندی
سے مخلوط نہ کرنا چاہیئے نہ کسی وجہہ سے ایسے کفالت کی تعبیر نہ ہونا چاہئے کہ اوسکے
استحقاق فرزندی نسبتاً تسلیم کئے گئے۔ بلکہ غلام زادہ کی پرورش کی کفالت کا
نتیجہ رتبہ فرزندی سے متعلق کرنا جیسا غلط ہوگا اوسی طرح ناجائز اور کالعدم شدہ تبنیت میں
متبنیٰ کی پرورشی کی ذمہ داری کا نتیجہ نکالنا ہوگا۔ بلکہ محض اس وجہ سے کہ کوئی
شخص کسی ریاست کا ملازم ہے یعنے اس کی پرورشی کا بار ریاست پر ہے تو یہ نتیجہ
کسی حالت میں نہیں نکالا جاسکتا کہ اوس کو اُس ریاست میں نسبتاً استحقاق حاصل ہے
بلکہ جو اقوال شونک اور کاتیاین کے پیش کئے جارہے ہیں اثر ناجائز تبنیت سے
متعلق ہیں جو خود نند پنڈت نے محسوس کرکے علیحدہ باب میں مختصراً بیان کیا ہے۔

یاگیولکٹ کی رائے۔ (۱۱۰) اب تک منو شونک کے اقوال سے یہ ظاہر ہوا کہ انھوں نے
بھی جواز تبنیت کی شرط یہ قایم کی ہے کہ وہ لڑکا تبنیت گیرندہ کے مساوی قوم کا ہو
چنانچہ یاگیولکٹ[۱] نے بھی سلسلہ وراثت متعلق بہ فرزندان کی بحث کرنے کے بعد یہ
صاف طور پر لکھا ہے کہ میں نے جو قاعدہ مقرر کیا ہے وہ محض ان بیٹوں سے متعلق
ہے جو تبنّی گیرندہ کے مساوی قوم کے ہوں تو ایسی حالت میں گلاب چند شاستری کی

---

[۱] ڈگنٹ میاتنا یا سینہ (۲)، فقرہ (۱۴۳)۔ ۲۷۔

کی بحث زیادہ موثر نہیں معلوم ہوسکتی۔ اور یہ ہر طرح سے لازم ترین شرط ہے کہ تبنی لڑکا اوس کے مساوی ذات کا ہو اور اوس کی تعبیر جو یورپین مصنفین اور عدالتوں کی ہے وہ بہت صحیح ہے بلکہ شاستری موصوف نے اس بات کو محسوس کر کے ہی اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ ایسی صورتوں میں بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ تبنیت تبنی گیرندہ کی مرضی پر ممکن الانفساخ قرار دی جائے۔[1]

شودروں کے تبنیت کے لئے مساوات کا تصفیہ امکان ازدواج پر منحصر ہے

(۱۱۱) بہرحال جواز ازدواج کے لئے جو شرائط مقدم ہیں وہی شرائط تبنیت کے لئے ملحوظ رہیں گے۔[2] اور اسی بنا پر شودروں کے نسبت بھی جنہیں مذہبی رسومات کی انجام دہی کی قابلیت مقدم نہیں ہے۔ اصول ازدواج کی بنا پر یہ طے کیا گیا ہے کہ شودروں میں بھی مساوات ذات کا امر نظر انداز نہ کیا جائے۔[3] البتہ لفظ ذات وسیع معنی میں مستعمل ہے اور ایسے ضمنی اقسام کو نظر انداز کیا گیا ہے جو حقیقتاً اہم نہیں ہیں صرف یہی دیکھا جاتا ہے کہ فی نفسہ تبنیت گیرندہ اور تبنی لڑکا مساوی ہیں کہ نہیں اور اس کا معیار بھی قرار دیا گیا ہے کہ ان دو اقوام میں ازدواج ممکن ہے کہ نہیں۔ کیونکہ برہمنوں کی صورت میں مساوات ذات کا تصفیہ زیادہ پیچیدہ نہیں ہے کیونکہ شودروں کے نسبت ایک غلط فہمی موجود ہے چونکہ جملہ اقسام کے شودر درجہ چہارم میں شریک ہیں۔ اون کی تبنیت کے لئے مزید مساوات کو دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن یہ خیال غلط ہے[4] کیونکہ اصولاً اور عملاً یہ درست معلوم نہ ہوگا۔ اور اسی وجہ سے قابلیت جائز ازدواج ایک ایسا معیار مقرر کیا گیا ہے جس کی وجہ سے دیگر اقوام کے تبنیتوں میں بھی کوئی پیچیدگی واقع نہیں ہوتی۔

نند پنڈت غیر مساوی قوم کے تبنیت کا موید نہیں ہے

(۱۱۲) نند پنڈت کی رائے سے بھی اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ اوس نے باب سوم میں جن لڑکوں کا ذکر کیا اوس سے اوس کا

---

[1] قانون تبنیت ہنود صفحہ (۳۵۸) ۱۲ و ۱۳)
[2] دھرم شاستر مولفہ ٹریولن صفحہ ۱۳۹ سطر ۱۷ و ۱۸
[3] دھرم شاستر ٹریولن صفحہ ۱۳۸ سطر ۷ تا ۱۰)
[4] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۳۳۳ +

یہ منشا ہرگز نہ تھا کہ ایسی ناجائز تبنیت کو جائز قرار دیے۔ اور کسی دوسرے قوم کے لڑکے
کو کسی شخص کا تبنی بیٹا قرار دے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ اگر کسی حالت میں تبنی لڑکے کے
خاندان ذات اور دیگر حالات کے نسبت شبہ ہو تو یہ لڑکا مثل شودر کے سمجھا جائیگا
تاوقتیکہ اوس کا حسب نسب صحیح طور پر معلوم ہو۔ اس سے خود اندازہ ہو سکتا ہے کہ ایسا
لڑکا بھی تبنی جائز نہیں ہو سکتا جس کے نسبت اس امر کا شبہ ہو کہ وہ تبنی گیرندہ کے
مساوی قوم کا نہیں ہے یا اوس کے پورے حالات معلوم نہ ہوے ہوں اور جب تک
کہ اون کے مساوی ہونے کا اطمینان نہ ہو اوس کی تبنیت کو جائز نہیں تصور کیا جائے گا
بلکہ اوس کے ساتھ وہی عمل کیا جائیگا جو ایک شودر کے ساتھ مرعی رکھے جاتے اور جس کا
صحیح منشا یہ ہے کہ شودر لڑکا یا ایسا لڑکا بھی جس کے حسب نسب میں شبہ ہو تبنی جائز
نہیں ہو سکتا۔ بلکہ نند پنڈت کے اوس بحث سے جو اوس نے دتک میمانسا کے باب (۲)
فقرہ (۲۱) سے (۲۷) تک کی ہے یہ امر صاف طور پر ظاہر ہوگا کہ مساوات سے مساوات
ذات مراد ہے۔

تبنیت کی دوسری شرط صلبی بیٹے کے مساوی ہو

(۱۱۳) دوسری شرط یہ ہے کہ تبنی لڑکا صلبی بیٹے کا مشابہ ہو یہ شرط
شونک کے دھرم شاستر میں مذکور ہے اور جس فقرہ میں اس کا استعمال
ہوا ہے وہ فقرہ دتک میمانسا کے باب (۵) میں مذکور ہے[2] دراصل شونک کا فقرہ طریقہ تبنیت
سے متعلق ہے اور اسی وجہ سے نند پنڈت نے اوس کو اُسی باب میں نقل فرمایا ہے جس میں
اوس نے طریقہ تبنیت کے نسبت ذکر کیا ہے۔ اوس پورے فقرے کی نقل اس وقت غیر ضروری
ہے صرف اوس کا یہی ایک فقرہ بڑے طول طویل مباحثہ کا موجب ہوا ہے اور حقیقت
میں وہ کس قدر مبہم ہونے کی وجہ اس کا صحیح مطلب نکالنے میں بہت دقت پیش آتی ہے
اور نند پنڈت نے جو اس کی تعبیر کیا ہے وہ بادی النظر میں صحیح نہیں معلوم ہوتی شونک

عہ دتک میمانسا باب (۵) فقرہ (۳۶)   عہ فقرہ (۱۶۱) کتاب ہذا

نے جو کہاہے اوس کا ترجمہ صرف اسی قدر ہے کہ متبنیٰ گیرندہ اوس لڑکے کو دونوں ہاتھوں سے گود میں لیکر اور اوس لڑکے کے سر کو سونگھ کر اور اوس لڑکے کو جو فرزند صلبی کے مشابہ ہو لباس وغیرہ سے آرایش کرکے اپنے گھر لیجائے وغیرہ" گویا اس فقرہ میں جملہ امور اوس طریقہ سے متعلق ہیں جس کے موافق تبنیت کی رسم ادا کیجاتی ہے اور اس طریقہ کے بیان کرنے کے ضمن میں شاستر کاروں نے ایک جملہ معترضہ درج کیا ہے کہ جو فرزند صلبی کا مشابہ ہو اور اسی مشابہت کے صحیح مفہوم کے ظاہر نہ ہونے کی وجہ سے ایک بڑی پیچیدگی واقع ہوی ہے۔ مشابہ جس سنسکرت لفظ کا ترجمہ ہے وہ اصل لفظ [illegible] ہے اور جس کا ترجمہ عکس یا سایہ کیا جاسکتا ہے اور اس لفظ کے استعمال سے شارح مذکور کا منشا بھی صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ بوقت تبنیت چونکہ تبنیت گیرندہ کی جانب سے چند ایسے رسومات تکمیل کرائے جاتے ہیں۔ جو ہر شخص کو اپنے صلبی لڑکے کے ساتھ تکمیل کرنا لازم آتا ہے بلکہ تبنیت کی رسم سے مقصود صرف اسی قدر ہے کہ یہ لڑکا چونکہ اوس شخص کی زوجہ کو پیدا نہیں ہوا۔ اور اسی وجہ سے تبنیت لینے کے وقت تک جو جو رسومات اور امور اوس کے خاندان میں انجام نہ دئے گئے ہوں اون کو قبول تکمیل فرزندی انجام دنیا لازم ترین گردانا ہے اور اس کا منشا صرف اس تصور کی تکمیل کا ہے جو اس لڑکے کے بعد تکمیل رسومات صلبی فرزند کے عکس یا قائم مقام تسلیم کرنے میں ہے اور حقیقت میں تبنیت کی رسم محض اسی تصور کا نتیجہ ہے جس میں ایک غیر خاندان کے لڑکے کو اون رسومات کے ذریعہ سے ایسا بنایا جاتا ہے گویا وہ اوس کا صلبی بیٹا ہے چنانچہ روما میں بھی طریقہ تبنیت بالکل اسی طریق کا تھا۔ اور خیالات بھی اس قدر مشابہ تھے کہ تبنیت کی رسم کو وہ ایک تولد فرزند کے اصل کی نقل تصور کرتے تھے۔ گویا تبنیت ایک منقولی طریقہ تھا جس سے صلبی بیٹے کی نفی قائم مقامی

---

۱ دھرم شاستر مولفہ گھوش جلد (۱)، صفحہ (۶۵۲)

پیدا کیجاتی تھی۔ ایسی حالت میں دتک میمانسا کی تعبیر اس فقرہ کے نسبت غلط فہمی کی معلوم ہوتی ہے اس فقرہ کی یہ تعبیر کے لڑکا ایسا ہو جس کی ماں سے تبنیت گیرندہ بطور نیوگ یا اسکی کنواری ہونے کی صورت میں ازدواج کے ذریعہ سے جائز طور پر اس لڑکے کو پیدا کر سکتا تھا۔ اس قدر بعید ہے اور شارح کے تخیل کے بلند پروازی پر مبنی ہے کہ آج تک اس تعبیر کی نسبت اکثروں نے اعتراض کیا ہے مگر بڑی مجبوری یہ ہوی کہ دتک میمانسا میں جو تعبیر کی گئی تھی اور اوس کی تقلید دتک چندریکانے کی تھی۔ کسی پنڈت کی نظر میں اس کی تردید مناسب نہیں معلوم ہوی۔ نیز ابتدائی زمانہ میں جبکہ مسٹر سدرلینڈ نے ان کتابوں کے تراجم عجلت کے ساتھ فرمائے تھے اور عہد برطانیہ کے ابتدائی زمانہ میں شاستری مواد صرف انہی تراجم کے ذریعہ سے عدالتوں پر ظاہر ہوتا تھا۔ صحیح منشار شاستر کو مدنظر رکھکر اس ابہام کو رفع اور نند پنڈت کی غلطی کی تصحیح نہ ہوسکی۔ اور اب تو پریوی کونسل اور ہائیکورٹ ہائے برٹش انڈیا کے فیصلہ جات کی وجہ سے یہ بھی قانون کا اثر رکھتی ہے۔ باوجود اس امر کے نند پنڈت کی تعبیر نے مسئلہ تبنیت میں ایک بے وجہہ شرط پیدا کی اس کی تلافی اُس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ خود پریوی کونسل اپنی غلطی کی اصلاح پر آمادہ نہ ہو جائیں۔ چنانچہ مسٹر گھوش اپنی کتاب کے جلد اوّل میں فرماتے ہیں کہ عمر رشتہ انجام وہی رسومات وغیرہ کے جو شرایط اب رسم تبنیت کی انجام دہی کے لئے مقرر کئے گئے ہیں وہ کسی دھرم شاستر کے احکام کی بنا پر نہیں ہیں بلکہ صرف زمانہ حال کے مصنفین کے تخیل پر مبنی ہیں اور اوس وقت تک قابل پابندی نہیں ہیں۔ جب تک کہ کسی مقام کے رسم و رواج میں اوس کو لازم گردانا ہو[۲]۔

(۱۴۲) علاوہ اس کے شاکل کا ایک قول دتک چندریکا[۳]	توضیح بحوالہ دتک چندریکا

۱؎ صفحہ ۹۸۹ سطر ۱۲ - ۱۶ - گھوش ہندو کوڈ ۲؎ باب (۱) فقرہ (۱۱) + دتک چندریکا۔

میں مذکور ہے جس میں یہ ہدایت ہے کہ جس شخص کو لڑکا نہ ہو اوس کو چاہئے کہ وہ اپنے سپنڈ اور گوترجوں میں سے کسی ایک کے بیٹے کو اپنا بیٹا تصور کرکے اوسکو تبنیت میں لے "اس سے ظاہر ہوگا کہ رسم تبنیت ایک ایسے تصور پر مبنی ہے جسمیں بذریعۂ ادائی رسومات دوسرے کا لڑکا تبنیت گیرندہ کا صلبی فرزند بن جاتا ہے اور ان خیالات سے ذیتر رومن لوگوں کے اس مقولہ کے لحاظ سے کہ تبنیت ایک منقولی طریقہ فرزند صلبی حاصل کرنے کا ہے۔ ننذ پنڈت کا خیال صحیح نہ ہونا صاف طور پر ظاہر ہو جائیگا۔ اس میں شک نہیں ہے کہ شونک کا فقرہ کسی قدر مبہم ہے لیکن امرکوش کے لحاظ سے چھایہ کا ترجمہ (प्रतिबिम्ब .) ہے اس لفظی معنی کے لحاظ سے سنسکرت لفظ کا ترجمہ صحیح طور پر عکس ہوسکتا ہے۔ اور بجائے مشابہ کے لفظ عکس کا استعمال کیا جانا چاہئے تھا تو ظاہر ہوگا کہ شونک کا منشاء صرف اسی قدر تھا کہ ان رسومات کے بعد تبنیت گیرندہ اس لڑکے کو اپنے حقیقی بیٹے کا عکس یعنے مشابہ سمجھے اور چونکہ اسی قسم کے خیالات کا اعادہ دیگر رشیون نے کیا ہے اور رو ما کا تصور بھی اسی قسم کا تھا تو ننذ پنڈت کے غیر متعلق اور بعید ترین تعبیر کو تسلیم کرنا اصولاً غلطی ہے اور ممکن ہے کہ آئندہ اس کی تلافی ہوسکے۔

شاستر میں عمر کی قید نہیں ہے

(۱۱۵) تیسری شرط متبنیٰ لڑکے کے عمر کی ہے اور اس کی نسبت یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ متبنیٰ کی عمر اس قدر کم ہو کہ اوس کے کل رسوم مذہبی متبنیٰ گیرندہ کے پاس انجام پا سکتے ہوں۔ مگر سمرتیون میں اس بارہ میں کوئی احکام نہیں ہیں[۲] بلکہ بیٹوں کے جو اقسام تسلیم کئے گئے ہیں اون کے منجملہ کرتریم اور خود دادہ طریقہ کا بیٹا بلالحاظ عمر متبنیٰ ہوسکتا تھا۔ اور اس سے یہ نتیجہ صحیح طور پر نکالا جاسکتا ہے۔ کہ تبنیت میں لئے جانے کے وقت کسی خاص عمر کی شرط مقدم نہ تھی۔ بلکہ اوس کے

ع۱ دتک میمانسا باب ۲ فقرہ (۱۱)   ع۲ سنسکرت لغت مولفہ امرسنگھ   ع۳ بیجاتہ صفحہ (۶۷)

حقیقی اور اضافی صفات و مساوات مقدم تھے چنانچہ سونشیپ دیورت کے واقعہ
سے یہ ظاہر ہوگا کہ اوس لڑکے کو وشوامتر رشی نے ایسے وقت متبنی کیا جس وقت
وہ مذہبی رسومات میں شریک ہونے کے قابل تھا بلکہ اوسمیں یہ قابلیت بھی اور بدل
[illegible] ایسی قدرت تھی کہ وہ دیوتا متعلقہ کو بذریعۂ منتروں کے خوش کرسکا اور
[illegible] ہے کہ بغیر اپنین کے نہ ویدوں کی تعلیم دی جاسکتی ہے۔ نہ کوئی شخص
مذہبی رسومات میں حصہ لے سکتا ہے تو ظاہر ہوگا کہ عمر کی قید بھی بہ لحاظ مصلحت
جدید طور پر قایم کی گئی ہے جس کا وجود شاستر کاروں کے دل اور تحریر میں نہ تھا۔
تاہم شاستر کاروں کے سکوت سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ انھوں نے عمر کے نسبت
متبنیت گیرندہ کے مرضی کو مقدم رکھا[1]۔ کیونکہ عمر کی شرط سے ممکن ہے کہ مساوی اوصاف
اور ذوات کے لڑکے ہمدست ہونے میں دشواری ہو۔

جدید اضافہ قید کی کیا وجہ تھی

(۱۱۶) اس نوبت پر سوال یہ پیدا ہوگا کہ اگر فی الواقعی سمرتی کاروں
نے کوئی صراحت نہیں کی تھی تو ننڈپنڈت یا دیگر مصنفین نے اس شرط کو قایم کرنے کی
وجہ کیا تھی اولاً یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہ لحاظ مصلحت غیر لڑکے کو کم عمری سے ہی بطور
صلبی فرزند کی محبت کے ساتھ پرورش کرنا مناسب تصور کیا گیا۔ اوسکو متبنیت گیرندہ
کے خاندان سے مانوس کیا جائے تو وہ بڑی حد تک صلبی فرزند کے فطری محبت سے بھی
آراستہ ہوگا اور دوسری وجہ یہ ہوگی کہ چونکہ سولہ سال کی عمر کے بعد شاستراً بیٹے کا
درجہ کچھ مساوات کا ہوجاتا ہے اُس وقت متبنیت کا دینا ایک حد تک اُوس لڑکے
کی مرضی اور رضامندی پر منحصر ہوگا اور تیسری وجہ یہ ہوگی کہ بڑی عمر تک تعلیم و تربیت
سے آراستہ کرنے کے بعد کوئی شخص اپنے بیٹے کو دوسرے کو دینے پر رضامند نہ ہوگا
اور اگر جاہل مطلق رہے تو چونکہ اوس کے اصلاح کی کوئی امید باقی نہیں رہتی لینے والا

[1] قانون متبنیت ہنود صفحہ ۳۵۹ سطر ۲۶ - ۴۲۸

بھی ایسے لڑکے کے لینے میں تامل کریگا۔ بہرحال ان تینوں وجوہ سے اب عمر کی قید ایک اہم جز مانا گیا ہے۔ اور ایسا لڑکا جس کی اُپنین ہو چکی ہو دوسرے کی تبنیت میں دیا جاوے تو اوس تبنیت کو جائز نہیں قرار دیا جاتا ہے۔[۱] اور یہی وجہ ہے کہ باوجود اس کے کہ یہ قید سمرتیوں کے حوالہ پر نہیں ہے۔ اس بات کے دیکھنے کی ضرورت پیدا ہوی ہے کہ یہ شرط کب اور کیوں پیدا ہوی۔

اس قید کا موجد نند پنڈت ہے

(۱۱۷) فقرہ صدر میں یہ تبلایا ہے کہ یہ شرط ابتداءً نند پنڈت نے ہی قایم کی اور اس نے اپنی تائید میں کالکا پران کا اقتباس پیش ہی بلکہ اوس کا پورا دار و مدار اور اسی فقرہ پر ہے اور اس بارہ میں انھوں نے طول طویل بحث اپنی کتاب میں کی ہے۔[۲] اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ متبنیٰ لڑکا اس عمر کا چاہئے کہ رسم چول بھی متبنیٰ گیرندہ کے خاندان میں انجام پاسکے مگر اس عمر کی قید جس کا انحصار کاملاً کالکا پران پر ہے۔ اس کے نسبت یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ ایک ضمنی قسم کی کتاب تھی۔ اور خود دتک چندریکا کے مصنف نے اس کے مستند ہونے کے نسبت شبہ کیا ہے۔ گویا اس شرط کی بنا محض ایسے غیر مستند کتاب کے بھروسہ پر نند پنڈت نے قایم کی اور اوس کے مابعد کے مصنف نے اس شرط کو کچھ توسیع کے ساتھ تسلیم کر لیا۔ لیکن ساتھ ہی اوس کے اُس نے اس کتاب کے حوالہ کو ناقابل اعتبار قرار دیا اس لئے اولاً دتک میمانسا اور چندریکا وغیرہ کے آرا کا اقتباس درج کیا جاتا ہے۔

الف۔ دتک میمانسا[۳] عمر متبنیٰ کے نسبت حسب ذیل شرایط قایم کئے ہیں:۔

(۱) ایسے لڑکے کی عمر (۵) سال کی ہونا چاہئے۔ بالغرض اس کی رسم چول بھی انجام نہ دی گئی ہو تو بھی پانچسال سے زاید عمر کا لڑکا تبنیت میں نہ لیا جائیگا اور اوس کی عمر (۵) سال سے کم ہو اور چول کی رسم

---

[۱] دھرم شاستر ثڑیولین صفحہ ۱۴۶ سطر ۶-۸-۲ [۲] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۵۹ [۳] باب (۴)، فقرہ (۳۴)

انجام دی گئی ہو تو بھی اس لڑکے کا تبنیت میں لیا جانا مناسب ہے البتہ بوقت تبنیت پُترِاِشٹی ہوم انجام دینا لازم ہے۔

(۲) اور بعد انجام دہی رسوم چول اگر کوئی لڑکا تبنّی کیا جائے تو یہ لڑکا دواشائن تبنّی متصور ہوگا۔ کیونکہ اصلی خاندان میں اسکی چول کی رسم ادا ہونے سے اسکے تعلقات اوس خاندان سے ایسے متعلق ہو جاتے ہیں کہ اس کو بالعدم کرنا ناممکن ہے۔

(۳) اور اسی وجہ سے رتبۂ فرزندی کے پیدا کرنے کے لئے تبنّی گیرندہ پر اوس بچہ کے جملہ رسومات کا انجام دینا لازم گردانا ہے۔

(ب) دتک چندرکا کے مصنف نے اسمیں کچھ توسیع کی ہے اور چونکہ اسنے کالکاپُران کے حوالہ کو مستند نہیں پاتا ہے اس کی رائے میں اس کی مطابق ضرورت نہیں ہے کہ لڑکے کے جملہ ابتدائی رسومات تبنّی گیرندہ کے خاندان میں اور اس کی جانب سے ادا ہونی چاہیئے اور یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر تبنیت گیرندہ نے اس لڑکے کی رسم زناربندی بھی ادا کی تو کافی ہے مگر اوس نے ایک شرط قائم کی ہے کہ ایسی تبنیت ابتدائی عمر میں[۲] کرنی چاہیئے۔ برہمنوں کے لئے (۸) سال چھتریوں کیلئے اس عمر کے منقضی ہو جانے کے بعد جو تبنیت عمر مابعد[۳] میں کیجائے وہ اس وجہ سے جائز نہیں ہے کہ ابتدائی عمر کے ختم ہونے کے بعد رسم اُپنین تبنّی گیرندہ کے جانب سے انجام نہیں پاسکتا۔ اور اس نے ان عمروں کی صراحت حسب ذیل ہے:-

قوم	مدت عمر ابتدائی	مدت عمر مابعد
برہمن	۸ سال	۱۶ سال
کشتریہ	۱۱ سال	۲۲ سال

۱؎ باب (۲)، فقرہ (۲۳)

۲؎ Primary-Season   ۳؎ Secondary Season

قریشیہ	۱۲ سال	۲۴ سال

اور شودروں کے لئے چونکہ اوپنائن لازمی نہیں ہے۔ یہ قرار دیا ہے کہ تبنیت گیرندہ کے خاندان میں اوس کی شادی ہونا کافی ہے۔

(ج) جگناتھ نے بھی نند پنڈت کی رائے سے اتفاق کر کے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ پانچ سال کی عمر کے اختتام کے بعد جو تبنیت ہوگی وہ جائز متصور نہ ہوگی[1]۔

(د) مسٹر سدرلینڈ نے ذنک چندر کا کی رائے سے اتفاق کیا ہے اور اس کا منشا نکالا ہے کہ عمر مابعد میں کسی لڑکے کی تبنیت کیجائے پوتر یشٹی ہوم کے انجام دینے سے وہ تبنیت جائز ہوگی۔ جس لحاظ سے برہمن چھتری ویش (۱۶) و (۲۲) اور (۲۴) تک تبنیت کیجاسکتی ہے بشرطیکہ (۸) (۱۱) اور (۱۲) سال کی عمر کے بعد تبنیت کیجائے تو پتر یشٹی ہوم کا انجام دینا لازم ہوگا۔

(س) اسی طور پر مسٹر اسٹرنج اور مکناٹن نے اخیر میں یہ تصفیہ کیا ہے کہ کسی حالت میں اوپنین کے بعد تبنیت میں کوئی لڑکا نہیں لیا جاسکتا[2] اور اس کی وجہ بتائی ہے کہ تبنیت میں یہ تصور مقدم ہے کہ متبنیٰ لڑکا تبنیت گیرندہ کے خاندان میں از سر نو پیدا ہوا ہے۔ اور چونکہ اوپنین میں خود جدید پیدایش کا تصور موجود ہے۔ ایسی تبنیت اوپنین کے بعد جائز قرار دی جائے تو نا ممکن ہے،، مگر یہ خیال اس وجہ سے غلط ہے کہ اوپنن میں کسی جدید پیدایش کا تصور ہی نہیں ہے۔ صرف چونکہ لڑکے کی زندگی میں ایک عظیم تغیر واقع ہوتا ہے۔ اس لئے اشارتاً اس کو جدید پیدایش کہا گیا ہے۔

(س) چونکہ ذتک میمانسا اور ذتک چندر کا جن کا ترجمہ بزبان انگریزی مسٹر سدرلینڈ نے کیا تھا۔ ایک عرصہ تک ہندوستان کی عدالتوں میں مستند تصور کر کے فیصلہ لکھے گئے ہیں۔ اوس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جملہ عدالت میں نہ ایک اصول

---

[1] کو لبروک ڈائجسٹ جلد ۵ فقرہ (۲۷۳) ۴۲ [2] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۳۹۲ سطر ۴-۵

اختیار کیا گیا۔ نہ ایک ہی عدالت اپنی رائے پر چند مقدمات میں مقدم رکھا اور جا لائی
دتک چندر کا بنگالہ میں مستند مانی گئی ہے۔ اوس کے خلاف چند مقدمات فیصل ہائے
مگر پریوی کونسل نے اس رائے سے اختلاف کرکے یہ طے کیا چونکہ بنگال میں دتک چندر کا
مقدم رکھا گیا ہے۔ چول کی رسم کا انجام پانا مانع تبنیت نہیں ہے[۱] اور اس وجہہ
سے تبنیت کالعدم نہ ہوگی۔ البتہ بعد میں اس رائے میں تبدیلی واقع ہوی۔ اور بالآخر
یہ تسلیم کیا گیا کہ شودروں میں شادی کے قبل کی وقت اور برہمنوں میں کسی عمر میں زناربندی
کے قبل تبنیت میں لینا جائز ہے[۲] اور ایک بارہ سالہ برہمن کے لڑکے کی تبنیت
اس بناء پر جائز قرار دی گئی کہ بوقت تبنیت اسکی زناربندی انجام نہیں پای تھی[۳]
مدراس ہائیکورٹ نے ذرا وسیع دلی سے کام لیا ہے اور رسم ورواج کو مقدم رکھا حتی کہ
ایک ایسے مقدمہ میں جبکہ متبنیٰ لڑکے کی رسم زناربندی اصلی خاندان میں انجام پا چکی
تھی تبنیت کو محض اس بنا پر جائز رکھا کہ وہ لڑکا تبنیت گیرندہ کا ہم گوتر تھا[۴]
البتہ ایک تبنیت اس بنا پر نامنظور کی گئی کہ متبنیٰ لڑکے کی شادی اصلی خاندان میں
ہو چکی تھی حالانکہ وہ ہم گوتر تھا[۵]
بمبئی ہائیکورٹ نے اپنے وسیع طریقہ کے لحاظ سے اسپر بھی سبقت لے گیا اور یہ طے کیا
کہ شودروں میں ایسا لڑکا بھی متبنیٰ لیا جاسکتا ہے جس کی شادی ہوی ہو اور اوس کو بیوی
سے بچے بھی ہوے ہوں[۶] پنجاب اور الہ آباد نے بھی عمر کی پابندی میں رعایت کی
ہے۔ چنانچہ پنجاب کے صدر عدالت نے ایک ایسی تبنیت کو جائز رکھا جبکہ متبنیٰ لڑکے کی
عمر ۳۰ سال کی تھی[۷] اور الہ آباد ہائیکورٹ یہ نتیجہ نکالا ہے کہ کوی لڑکا متبنیٰ کیا جاسکتا
ہے بشرطیکہ اس کی رسم زناربندی نہیں ہوی ہو[۸]

---

[۱] کرت نارائن بنام سری متی شوبری بنگال سلیکٹڈ ریویوٹس جلد (۱) صفحہ ۲۱۳۔ [۲] جینتی جیدی بنام شیوسندری داسی صفحہ ۵۔ [۳] ولیم کانت چودہری بنام کرشن پریا داسی بنگال سلیکٹڈ ریوٹس جلد ۵ ص ۲۴۰۔ [۴] رام کشور بنام بھون ماہی بنگال صدر عدالت دیوانی ۔۔۔ ص ۲۲۹۔ [۵] ویرا راگھو بنام رام لنگم ۹ مدراس ۱۴۸۔ [۶] نجوندا راین بنام سیانن ۱۳ مدراس صفحہ ۴۸۔ [۷] دہرم بنام رام کرشنا بمبئی ص ۸۰ کلکشیا بنام کم راجوا ۱۲ بمبئی ہائیکورٹ آرتکلس ص ۳۶۴۔ [۸] ... بنام ... پنجاب کاؤ بنام ... ص ۹۶ [۹] گنگا سہائے بنام لکھراج سنگھ ۹ الہ آباد ص ۳۲۸۔ ... ص ۲۴۶

عدالتی فیصلہ جات کا ماحصل

(۱۰۸) ان مختلف آرار کو مدنظر رکھنے کے بعد یہ ظاہر ہوگا کہ ہندوستان کی عدالتوں نے چندرکا اور دتک میمانسا کے شرایط کی پابندی نہیں کی بلکہ اپنی انصافانہ نظر سے جو وسعت دی وہ قدرتاً دھرم شاستر کے اصلی احکام کے موافق ہوئے ایسی حالت میں اب اس قید کے قایم رکھنے کی ضرورت ہے کہ نہیں۔ غور طلب امر ہے اگر دتک چندرکا اور دتک میمانسا کو نظرانداز کیا جائیگا تو لازماً وہی نتیجہ اخذ کرنا چاہیئے۔ جو بمبئی ہائیکورٹ نے قایم کیا ہے کہ تبنیت بلاکسی شرط کے انجام دیجاسکتی ہے بشرطیکہ منو کے منشار کے موافق تبنیت گیرندہ اور متبنی لڑکا حقیقی اضافی اور ذاتی صفات میں مساوی ہوں[1] اب بحث یہی ہوگی کیا اصلی احکام شاستر کی متابعت کیجائے یا جدید مگر غلط اور غیر مستند آرا پر عمل کیا جائے۔ اور اس معاملہ میں پیچیدگی اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ ہائیکورٹوں نے ان غیر مستند آراء کو عملاً نافذ کرکے حالیہ اصولی قانون کے لحاظ سے قانون کی تعریف میں داخل کیا ہے کیونکہ فیصلہ جات عدالتی جو صحیح منشاء قانون کے اظہار کا تصور کیا ہے انہی فیصلہ جات کی وجہ سے شاستری منشار کی توضیح کا اثر رکھ سکتی ہیں لیکن اصول قانون حالیہ اور دھرم شاستر کے احکام میں جو بہت بڑا فرق ہے اس کا ذکر صراحت کے ساتھ حصہ اول کے دوسرے باب میں مذکور ہے اور اس لحاظ سے حالیہ اصول قانون کا تسلیم کردہ اثر فیصلہ جات عدالت دھرم شاستر کے نسبت موثر نہیں ہے۔ چونکہ وہ احکام پروردگار عالم کے تصور کئے گئے ہیں دھرم شاستر کے لحاظ سے اسکی توسیع اور بعید تعبیر ناممکنات سے ہے اور جملہ عملیات اصلی منشاء کے خلاف و مغائر ہوں۔ کسی حالت میں جائز نہیں قرار دئے جاسکتے۔ اور اس لحاظ سے اس بارہ میں یہ نتیجہ نکالنا نامناسب نہ ہوگا کہ تبنیت کے نسبت جو جدید شرایط قائم کئے گئے ہیں اونکو احکام کی حیثیت کے تصور نہ کئے جانے چاہیئے بلکہ اس کی حیثیت

---

[1] دھرم شاستر ڈیولن صفحہ ۱۳۸ صفحہ ۱۳۸ - سطر ۲ و ۳ -

سفارشی متصور ہونی چاہیے۔ اور اس کی پابندی تبنیت گیرندہ کی مرضی پر منحصر رہیگی۔ اور اس کی خلاف ورزی نفس تبنیت پر کوئی اثر نہ رکھے گی۔ چنانچہ مسٹر گلاب چندر شاستری نے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے۔

امکان ازدواج کی شرط پر بحث۔ (۱۱۹) اب شرائط کے منجملہ جس کا ذکر اس باب کے فقرہ اول میں ہے ایک ہی شرط کے نسبت غور کرنا باقی رہ جاتا ہے کہ متبنی بیٹے کی ماں سے متبنی گیرندہ بطور جائز ازدواج کر سکتا ہو۔ اس شرط میں یہی تصور ہے کہ بالمفروض اس لڑکے کی ماں کی نہ شادی ہوی ہے نہ بیٹا ہوا ہے یعنے بحالت ناکتخدائی ان دونوں کی شادی میں ممانعت شاستری تو موجود نہیں ہے اور اس شرط کے قایم کرنے کی بنیاد اسی فقرہ شونک پر ہے جسمیں متبنی بیٹا صلبی بیٹے کے مشابہ ہونا شرط قرار دی ہے اور چونکہ فقرہ (۱۲۱) میں اس جملہ کے صحیح منشاء کے نسبت تفصیل سے بحث کی گئی ہے اس بارہ میں مزید بحث کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ مسٹر سدرلینڈ نے بھی اسی بنا پر ممنوعات ازدواج کو تبنیت سے متعلق کر کے میلان خون کی اصول پر اس شرط کو جائز قرار دیتے ہیں تاہم اس بارہ میں گلاب چندر شاستری نے کافی وضاحت کے ساتھ یہ نتیجہ نکالا ہے کہ شونک کے قول کی جو شرح نند پنڈت نے کی ہے وہ خود غلط ہے[۱] بلکہ اس کے الفاظ کی ترتیب بھی ایسی مبہم ہے کہ اوس سے صحیح منشاء شارح کا اخذ نہیں کیا جا سکتا۔ باوجود اسی اقبال کے زمانہ حال میں نیوگ کا طریقہ ممنوع ہے۔ نند پنڈت نے فقرہ صدر دیعنے یہ کہ یہ لڑکا صلبی فرزند کے مشابہ ہو) کی یہ تعبیر کی ہے کہ ایسی مشابہت اس امر کے نسبت ہونی چاہیئے کہ تبنیت گیرندہ میں متبنی لڑکے کے اصلی ماں سے بہ لحاظ طریقہ نیوگ لڑکے کی پیدایش کا استحقاق ہو اور چونکہ نیوگ کا طریقہ نند پنڈت کے زمانہ میں موجود نہ تھا۔ مسٹر سدرلینڈ نے اس

---

[۱] قانون تبنیت ہنود صفحہ (۳۲۲)

اصول کو تعمیم کے ساتھ اون رشتہ جات سے متعلق کیا جو بغرض ازدواج ممنوع قرار دیئے گئے ہیں اور اس بارہ میں حسب ذیل قیود موجود ہیں کہ :-

(۱) دولہا اور دلہن زمرہ سپنڈوں میں شامل نہ ہوں (۲) وہ ہم گوتر بھی نہ ہوں۔

(۳) ان دونوں میں ورُدھ سمندھ نہ ہوں۔

گویا نند پنڈت نے نیوگ کے اصول کو تبنیت سے متعلق کیا تو سِنڈر لنڈ نے اُس سے بھی تجاوز کر کے اس کو اصول ازدواج سے متعلق کیا۔

نند پنڈت کے اصول کی غلطی (۱۲۰) نند پنڈت کی تعبیر ایسی عجب ہے کہ اس کو کسی صورت میں معقول تصور نہیں کیا جا سکتا۔ خود جب یہ تسلیم کرتا ہے کہ نیوگ کا طریقہ کالعدم ہو چکا تھا تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ اوس کے قیود تبنیت کے وقت مد نظر رکھے جائیں نیز نیوگ کا طریقہ زمانہ ماقبل ویدمیں ہی متروک ہو چکا تھا۔ ایسی حالت میں وہ شرایط بھی ظاہر نہیں ہوتے۔ جو تقریبہ طریق نیوگ کے لئے اوس وقت ملحوظ رکھے جاتے تھے ایسی حالت میں قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نند پنڈت کو تبنیت کے غیر محدود اختیارات مناسب معلوم نہیں ہوئے۔ اور اس لئے اُس نے چاہا کہ تبنیت میں ایسے شرایط قایم کئے جائیں جو معقول ہوں۔ چنانچہ اب تک جو بحث کی گئی ہے اس سے ظاہر ہے کہ زمانہ قدیم میں سوائے مساوات ذات و صفات کے تبنیت کے لئے کوئی شرط نہ تھی اور اس غیر محدود اختیارات کی وجہ سے بدنمائیاں دکھائی دینے کا اندیشہ نند پنڈت کو ہوا اور اسی وجہ سے اُس نے چاہا کہ تبنیت کی رسم کو زیادہ مہذب بنایا جائے۔ علاوہ اس کے چونکہ مسئلہ تبنیت پر اس قسم کی پہلی تصنیف میں مصروف تھا لازماً اس کے ذہن میں متعدد قسم کے شکوک پیدا ہوئے ہونگے اور چونکہ ایسے شکوک کو جب تک کسی شاستری حوالہ سے ثابت نہ کیا جائے واجب التسلیم نہیں ہو سکتے۔ اس لئے اوس نے اس بارہ میں جستجو کی کہ شاستروں سے کوئی ایسا حوالہ برآمد کیا جائے جو اوس کے خیالات کی

تائید کرتا ہوا اور چونکہ سوائے شونک اور شاکل کے اقوال متذکرہ کے کوئی حوالہ دستیاب نہیں ہوا۔ اوس نے مجبوراً انہی سے اپنا مطلب اخذ کرنا چاہا اور اس کشاکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ الفاظ سے بہت ہی بعید نتیجہ شارح نے نکالا۔ البتہ اخلاقاً شاستر اجن رشتوں میں تعلقات زن وشوہر کے قایم ہونا مناسب نہیں اوس رشتہ کا لڑکا تبنیت کرنا ایک مضحکہ آمیز امر ہے کیونکہ بقول مقنن روما کے تبنیت قدرت کی تقلید کے خلاف ہے اور اسی وجہ سے اوس نے یہ نتیجہ نکالنا چاہا کہ محض اس بنا پر کہ شاستر میں کوئی قیود نہیں ہیں تبنیت جیسی چاہیئے ویسی نہ کیجائے۔ بلکہ ایسی تبنیت کے وقت میں معقولیت اور مناسبت مد نظر رکھنا چاہیئے۔ مگر اس بے چارہ نے اپنے نتیجہ کو صاف الفاظ میں درج نہیں کیا۔ اور چونکہ وہ سابقہ اقوال کے حوالہ پر ایسا نتیجہ نکالنا چاہتا تھا۔ اپنی مافی الضمیر کو صاف سیدھے الفاظ میں لکھ نہ سکا۔ اور اس قدر پیچیدگی واقع ہوی اوسی طرح مسٹر سڈرلنڈ کی تعبیر کہ تبنیت میں مناسبت رشتہ پیش نظر رکھی جائے زمانہ حال کا اضافہ ہے چنانچہ شاستروں میں اس بارہ میں کوئی احکام صراحت کے ساتھ موجود نہیں ہیں البتہ شاکل اور شونک کے قول کے لحاظ سے نواسہ بھانجہ اور خلیرا بھائی کی تبنیت میں لیا جانا صراحتاً ممنوع تھا اور عدالتوں نے بھی یہی قرار دیا ہے کہ شرط صدر صرف انہی تین صورتوں سے متعلق ہے[1] اور مخصوص بہ برہمان ہے[2]

نواسہ۔ بھانجہ خلیرے بھائی کی تبنیت

(۱۲۱) اب تک جو بحث کی گئی اوس سے ظاہر ہوگا کہ سوائے شرط (۱) کے بقیہ شرایط اختراع زمانۂ حال کے ہیں اور اس کیلئے کوئی صریح احکام شاستر میں موجود نہیں ہیں۔ صرف نند پنڈت کے تخیل اور اوسکے شارح مسٹر سڈرلنڈ کے ترجمہ کا نتیجہ ہے کہ عہد برطانیہ کے قیام سے اتبک ان شرائط کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور ہائیکورٹوں میں اس بارہ میں پابندی کی ہے۔ صرف بمبئی

[1] رام چندر بنام گوپال ۳۲ بمبئی ۶۱۹ - ۳۶ بمبئی صفحہ ۵۳۳۔
[2] ۳۲ بمبئی جلد ۶۱۹ + ۱۵ الہ آباد صفحہ ۳۲۷۔

نے اس کو (۳) رشتہ جات (نواسہ - بھانجہ - خلیرا بھائی) کے لئے مخصوص تصور کیا ہے[1] بقیہ ہائیکورٹوں نے مسٹر سدرلینڈ کے رشتہ ازدواج کو تسلیم کرتے ہوے اس شرط کو نافذ کیا ہے[2] اور یہ لحاظ فیصلہ جات ہائے کورٹ ہائے ہندوستان حسب ذیل رشتہ تبنیت کے مانع تصور کئے گئے ہیں البتہ رواجاً ایسا رشتہ بھی جائز رکھا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ رواج ثابت ہو اور اس کا بار ثبوت اوس شخص پر ہوگا جو رسم رواج کا وجود بتلاتا ہو۔ اس لحاظ سے بیٹی کا بیٹا۔ بہن کا بیٹا۔ ماں کی بہن کا بیٹا بھائی سوتیلے بھائی یہ چچا اور ماموں اون کی تبنیت جائز نہیں ہے[3] چونکہ اعلےٰ بین اقوام کے لئے ایسے قیود جائز رکھے جاسکتے ہیں[4] اور یہ موانعات شودروں سے غیر متعلق ہیں[5] اور اون کی تبنیت کے صورت میں کوی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ ان رشتہ جات کے علاوہ سگوتر کی بیٹی کا بیٹا بھی مدراس میں ممنوع قرار دیا گیا ہے[6] اور برخلاف اس اصول کے بمبئی میں باپ کی بہن کے بیٹے کی تبنیت جائز قرار دی گئی ہے[7] بایں ہمہ ہائیکورٹوں نے حسب ذیل رشتوں کی تبنیت جائز قرار دی ہے

(۱) بیوی کا بھائی (۲) بیوی کے بھائی کا بیٹا

(۳) بیوی کی بہن کا بیٹا۔ (۴) ماموں کے بیٹے کا بیٹا

اور اسی طرح عدالتوں نے تبنیت از قسم ذیل اس شرط کے ساتھ جائز قرار دی ہے کہ اوس کے حقیقی ماں سے اوس کے ازدواج کے قبل متبنیٰ گیرندہ بطور جائز ازدواج کرسکتا ہو[9]

(۱) بھائی کا پوتا (۲) چچا کا بیٹا (۳) چچیرا پوتا و پڑپوتا (۴) نانا کے بھائی کی بیٹی

---

[1] گوپال نارائن سپرے بنام متموہن سپیرے ۳ بمبئی صفحہ ۲۷۳۔
[2] ۲ مدراس ہائیکورٹ رپورٹس ۲۹۴۔ ۷ الہ آباد ۲۹۴۔ ۹ کلکتہ ۳۱۔
[3] ۹ مدراس صفحہ ۴۵۔ ۲۴۔ الہ آباد ۲۰۵۔ [4] دکن لا رپورٹ جلد (۱۱) صفحہ ۳۸۲۔
[5] بیجنا تہ صفحہ ۸۹۔ [6] بیجنا تہ صفحہ ۸۶ [7] بیجنا تہ صفحہ (۹۱) [8] بمبئی
[5] مینا کشی بنام راماننا۔ ۱۱ مدراس ۴۹ [9] رام کرشن گوپال جوشی بنام جیناجی ایکشن
۱۵ بمبئی ۴۲۳+ .... [10] بیجنا تہ صفحہ (۹۰) [11] بیجنا تہ صفحہ (۹۱)

کے بیٹی کا بیٹا۔ (۵) بیوی کا بھائی (۶) بیوی کے بھائی کا بیٹا۔

بہرحال تبنیت کے وقت یہ لحاظ آرانند پنڈت اور سدر لنڈ اس امر کو ملحوظ رکھنا جائز تصور کیا گیا ہے کہ تبنی گیرندہ اور تبنی لڑکے کی حقیقی ماں کے مابین رشتہ ازدواج شاستراً پیدا ہو سکتا تھا کہ نہیں اور جب یہ ظاہر ہوا کہ دونوں کے درمیاں میں بہ لحاظ سگوتر سپنڈ اور سُودہ سمندھ کے ان کا زن و شوہر کا ناممکن تعلق ہے تو تبنیت ناجائز قرار دی گئی[1] اوسی طرح جب تبنی گیرندہ اور تبنی لڑکا ان دونوں میں نامناسب رشتہ موجود ہو تو بھی تبنیت کو ناجائز قرار دیا گیا ہے[2] کیونکہ ایسی تبنیت اصولاً جائز نہ ہوگی جسمیں اوس لڑکے کا درجہ قدرتاً تبنی گیرندہ سے اونچا ہو اور ایسا لڑکا جو بہ لحاظ درجہ کے باپ یا چچا کے سلسلہ میں قایم کیا جاسکتا ہو وہ باوجود کم عمری کے بھی تبنی نہیں لیا جاسکتا[3] اسی اصول پہ چچا اور ماموں کی تبنیت ناجائز قرار دیگئی اور چچا کے بیٹے یا چچا کے بیٹے کے بیٹے کی تبنیت جائز رکھی گئی[4]

بھائی کی تبنیت

(۱۲۲) اب غور طلب امر یہ ہوگا کہ بھائی کی تبنیت جائز ہے کہ نہیں۔ بڑا بھائی چونکہ شاستراً باپ کے بعد کا درجہ رکھتا ہے اور اوس کا رتبہ بھی چھوٹے بھائی سے اونچا ہے یہ تصفیہ بالکل صحیح طور پر کیا گیا ہے کہ بڑا بھائی چھوٹے بھائی کا تبنی نہیں ہوسکتا[5] لیکن چونکہ بڑا بھائی باپ کے بعد کا درجہ رکھتا ہے۔ چھوٹے بھائی کو تبنی کرسکتا ہے کہ نہیں اس اصول کے لحاظ سے تبنی لڑکا ایسا چاہئے جس کی ماں سے تبنیت گیرندہ بطور جائز ازدواج کرسکے۔ یہ صاف طور پر ظاہر ہے کہ ایسی تبنیت جائز نہیں ہے۔ مگر مناسبت رشتہ کے لحاظ سے چونکہ اوس کا درجہ تبنیت گیرندہ سے کم ہے۔ مثل چچا کے بیٹے کے اس کی تبنیت جائز قرار دیجاسکتی

---

[1] قانون تبنیت ہنود صفحہ (۳۱۵) + (۲،۱۶) [2] قانون تبنیت ہنود صفحہ (۳۱۸) سطر ۲ - ۱۰)
[3] قانون تبنیت ہنود صفحہ (۳۱۸) + ۲،۴ و ۲۵ - [4] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۳۱۸ سطر ۲۶ و ۲۷ - [5] بیجانتہ صفحہ (۸۹)

ہے۔ اور چونکہ شاستر میں کوئی صریح ممانعت نہیں ہے ہائیکورٹوں نے چند مقدمات میں اس کے مقید نتیجہ نکالا ہے[۱] شمالی و جنوب ہند میں ایسی تبنیت جائز رکھی گئی ہیں[۲] مگر دتک میمانسانے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ بھائی کی تبنیت جائز نہیں ہے لیکن کاشمیر میں اب تک چھوٹے بھائی کو تبنیت میں لینے کا رواج قایم ہے[۳] اور بمبئی ہائیکورٹ نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ چھوٹے بھائی کی تبنیت دکن میں جائز ہے[۴] اور مسٹر ٹرویلین نے بمبئی کی رائے سے بھی اتفاق کیا ہے[۵] مگر معلوم ہوتا ہے کہ فریقین برہمن نہ تھے۔ اوسی طرح مدراس میں اس کے خلاف رائے ظاہر کی ہے کہ چھوٹے بھائی کی تبنیت جائز نہیں ہے[۶]۔

عورت اگر تبنی گیرندہ ہو تو اوسکے اور تبنی دہندہ کے نسبت اصول امکان ازدواج و مناسبت رشتہ مدنظر رکھا جانا لازمی نہیں ہے۔

(۱۲۳) اب صرف یہ بھی غور طلب امر ہے کہ کیا تبنی گیرندہ عورت ہونے کی صورت میں تبنی گیرندہ کے اور تبنی لڑکے کے حقیقی باپ کے نسبت رشتہ ازدواج پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ نہیں۔ اور اگر ایسا رشتہ ناممکن ہو تو اس کا اثر تبنیت پر کچھ ہو سکتا ہے کہ نہیں لیکن ہائیکورٹوں نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ یہ موانعات قابل لحاظ نہیں ہیں۔ چنانچہ جملہ ہائیکورٹوں نے اس امر کو قطعاً نظرانداز کیا ہے۔

لڑکے کا انتخاب کس اصول پر ہوگا۔

(۱۲۴) اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ شاستروں نے انتخاب کے لئے کوئی طریقہ بھی تبلایا کہ نہیں۔ دتک میمانسانے شونک شاکل اور منو ان تینوں کے اقوال کو مدنظر رکھ کر جو نتیجہ نکالا ہے کہ اور جو سلسلہ قایم کیا ہے وہ سلسلہ وار ذیل میں درج ہے[۷]۔

(۱) گوترج سپنڈ (۲) بھنہ گوترج سپنڈ (۳) سمانودک و ہم گوترج رشتہ داران

---

[۱] میناکشی بنام رامناد ۳ مدراس ۱۵ [۲] گھوش جلد (۱) صفحہ ۴۹۲ نوٹ (۲)
[۳] قانون تبنیت ہنود صفحہ (۳۱۸) [۴] ہنمنت راؤ بنام گوبندراؤ بورڈیل رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۵
[۵] صفحہ ۳۲۴ سطر ۷-۸۔ دھرم شاستر مولفہ ٹرویلن [۶] سری رالمبہ بنام راسیا ۳ مدراس صفحہ (۱۶)
[۷] دھرم شاستر ٹرویلن صفحہ ۱۴۴ فٹ (۲) [۸] باب (۲) فقرہ ۱۱ و ۱۲

(۴) رشتہ دار لیے جائیں گو ... [illegible]
لیکن یوروپین مصنفین نے اس رائے سے اتفاق نہیں کیا ہے بلکہ ان کو
محض اخلاقی ہدایت تصور کیا ہے اور اگر سپنڈ کی موجودگی میں غیر شخص متبنیٰ لیا جائے
تو بھی تبنیت جائز قرار دی گئی ہے[1] اور اس سلسلہ کو بوقت تبنیت مطلق پیش نظر
نہیں رکھا جاتا ہے۔ اوسی طرح فقرہ (۱۲۰) میں بحث کے بعد جو نتیجہ نکالا گیا ہے۔
اوس سے ظاہر ہوگا کہ نند پنڈت کی رائے نسبت انتخاب متبنیٰ امتناع متبنیٰ عدالتوں اور
یوروپین شارحوں کی نظر میں زیادہ معتبر اور قابل تقلید معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ
ایک تو وہ کسی خاص احکام دھرم شاستر کی بنا پر پیش نہیں تھے۔ دوم یہ کہ اصول
متذکرۂ نند پنڈت عمل سے مطابق نہیں کئے جاسکتے ہیں۔ چنانچہ بہن کا بیٹا تبنیت
میں لئے جانے کا رواج موجود تھا۔ اور بہ لحاظ اس کے کہ متبنیٰ گیرندہ کی شادی کا
امکان شرط مقدم تھا اور صریحاً بیٹی سے شادی حاشیہ قیاس سے خارج تھا۔
اس لئے یوروپین شارحین نے نند پنڈت کے شرایط کو ایک ہدایتی حیثیت کے
تصور کیا اور اوس کی تعمیل محض تبنیت گیرندہ کی مرضی پر رکھی۔ تاہم یہ صحیح ہے کہ
نند پنڈت کی رائے سے یوروپین شارحین بڑی حد تک متاثر ہوئے۔ اور باوجود
اس انکار کے وہ مجبور تھے کہ نند پنڈت کے شرایط کے معاوضہ میں کوئی دوسری
شرط اختراع کیجائے چنانچہ امکان ازدواج اور مناسبت رشتہ یہ دونوں شرائط
انھوں نے قایم کیا۔ اور یہی تصفیہ کیا کہ ایسے شرائط خصوصاً برہمنوں کے لئے
پیش نظر رکھے جائیں۔ اور بتدریج جیسے جیسے دھرم شاستر کے اصلی احکام پر کافی
روشنی پڑتی گئی۔ اب ان شرایط کی بھی پابندی لازمی نہیں ہے۔ بلکہ یہ احکام
چونکہ ہدایتی ہیں ان کا نفاذ تبنیت گیرندہ کی مرضی پر منحصر ہے مگر چونکہ اصول

[1] بیجا بتہ صفحہ (۸۸)

کی پابندی ایک عرصہ تک ہوتی گئی ہے۔ اب ایک بہت پیچیدہ مسئلہ پیش ہے کہ کیا آیندہ اس اصول کو ہائکورٹ ہائے ہندوستان نے اختیار کیا تہا منسوخ تصور کیا جائے کہ نہیں ہائیکورٹ اور پریوی کونسل کے حکاموں کا رجحان عملاً ایسے تبنیتوں کو ناجائز قرار دینے کا نہیں ہے۔ تاہم وہ صریح الفاظ میں بھی اپنی اس آمادگی کا اظہار کرنا نہیں چاہتے کہ سابقہ غلطی کی اصلاح کیجائے[1] مگر چند سالوں سے اب یہ آمادگی بھی صرحًا اور عملاً بتلائی جارہی ہے[2]

(۱۲۵) اب تک جو بحث کی گئی اوس سے ظاہر ہوگا کہ شاستر اہر لڑکا متبنیٰ کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ ہم قوم ہو اور اوس کے نسبت جو شرایط بعد میں قایم ہوے ہیں وہ کسی احکام کی بنا پر نہیں قایم کیئے گئے اور یہی وجہ ہے کہ باوجود ان شرایط کے نواسہ کی تبنیت جائز تصور کی گئی ہے[3] البتہ اُس کو پتر کا پتر کی تعریف میں داخل کیا ہے حالانکہ ان دونوں میں عظیم فرق ہے پتر کا پتر کے لئے کسی رسومات کی تائید کی ضرورت نہ تھی۔ صرف بوقت ازدواج اس کا صریح اظہار کافی تھا۔ اب نواسہ کی تبنیت بلا انجام وہی رسومات جائز نہیں ہے۔ لیکن چونکہ اون کا نفاذ اب تک ہوتے رہا۔ یہ بھی ناممکن ہے کہ اب اوسمیں کوئی تغیر ہوسکے۔ تاہم جو رجحان ہائکورٹوں کا اب دکھائی دے رہاہے اور جس کے لحاظ سے یہ قرار دیا گیا کہ یہ جملہ شرایط اخلاقی ہدایت کے قسم کے ہیں اور اوس کا نفاذ تبنیت گیرندہ کی مرضی پر ہے۔ تو معلوم ہوگا کہ جو رکاوٹیں اس غلط فہمی کی وجہہ سے پیدا ہوے ہیں وہ اب باقی نہیں ہیں۔ اور نیز یہ احکام صرف اعلیٰ تین اقوام سے بھی متعلق ہیں۔ شودروں سے نہیں ہیں اس اصول کی سختی کو اور بھی نرم کیا ہے۔ تاہم یہ باور کرنا کہ تبنی کے انتخاب

شخصی ناقابلیت والدین کی غلطی سے ہو تو متبنیٰ لڑکے پر موثر نہ ہوگی۔

[1] سندری بنام پاروتی ۔ الہ آباد صفحہ ۵۱۶ (پریوی کونسل)
[2] گھوش جلد (۱) صفحہ ۱۹۵۔ [3] گھوش جلد (۱) صفحہ (۵۱۶)

کوئی قید نہیں ہے۔ غلط فہمی ہوگی۔ اور اس لئے لازم ہے کہ غرض تبنیت کو مد نظر رکھنا چاہیئے۔ اور اس کے بعد یہ ظاہر ہوگا کہ تبنی لڑکا اس قابلیت کا چاہیئے جو اوس کے تقرر کی غرض کو پورا کر سکے۔ اور اس وجہ سے لازم آیا کہ بوقت انتخاب اس امر کو پوری طرح سے جانچ لینا چاہیئے کہ کیا ایسا لڑکا شاستراً نا قابل ادائی رسومات مذہبی تو نہیں ہے۔ اس بارہ میں دھرم شاستر کے احکام ہمدست نہیں ہوتے بلکہ خود شارحین بھی ساکت ہیں۔ نند پنڈت نے صرف ایک مقام پر اس کا تذکرہ کیا ہے[1] البتہ مسٹر سدرلنڈ نے اس سوال کا جواب[2] دیا ہے کہ یہ ظاہر ہے کہ بوقت تبنیت ایسا لڑکا کا انتخاب کرنا چاہیئے جو غرض تبنیت کی تکمیل کر سکتا ہو اور جو ناقابلیت شاستری سے پاک وصاف ہو۔ اس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ احتیاطاً ایسے لڑکے کی تبنیت کالعدم تصور کی گئی ہے۔ جو بوجہ ناقابلیت شاستری رسومات مذہبی انجام نہ دے سکتا ہو۔ اور ایسی شرط ہے کہ قدرتاً ہر شخص عام طور پر ملحوظ رکھے گا۔ اور ایسے خاص اشکال شاذ ہی پیش آئینگے جن کا ذکر گلاب چندر شاستری کرتے ہیں[3] اور شاستری موصوف یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ چونکہ ناقابلیت کی صورت میں جو رسومات مذہبی کی انجام وہی سے رفع ہو سکتے ہیں اور جو اس[4] کے والدین کی غلطی کا نتیجہ ہو۔ اوس لڑکے کے تبنیت کے مانع نہیں ہو سکتے۔ اور عدالتوں نے ایسی تبنیت کو جائز بھی رکھا ہے[5] مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ شاستری موصوف کی یہ رائے ان مقدمات سے متعلق جو بوجہ تبدیل مذہب کے واقع ہوئی ہو مگر دیگر اقسام کے ناقابلیتیں موجود ہوں تو کیا عمل ہونا چاہیئے۔ اب تک نہیں تصفیہ پایا[6] اور سدرلینڈ کی رائے ہے کہ ایسی تبنیت جائز نہیں رکھی جائیگی

ع۱ دتک میماونسا باب (۲) فقرہ (۳۲) ع۲ قانون تبنیت ہنود صفحہ ۳۵۸ سطر ۲۶ - ۲۸-
ع۳ قانون تبنیت ہنود صفحہ ۳۵۸ سطر ۳۵ - ۳۸ ع۴ قانون تبنیت ہنود صفحہ ۳۵۹ سطر ۱۱ - ۱۴
ع۵ کسوم بنام سیلہ انجن واس ۳۰ کلکتہ صفحہ ۹۹۹ ع۶ دھرم شاستر مولفہ ٹرولین صفحہ ۱۴۸-

اور یہ رائے بڑی حد تک صحیح ہے۔ کیونکہ اس فعل سے باوجود تکمیل تبنیت کے بھی وہ اصلی غرض مفقود ہو جاتی ہے جس کے لئے تبنیت کی گئی ہے۔

اکلوتے اور بڑے بیٹے کی تبنیت جائز نہیں ہے

(۱۲۶) غرض تبنیت کے نظر سے بھی تبنیت ایسے لڑکے کی جو اکلوتا ہو اور کلاں ہو جائز نہیں قرار دی جاسکتی کیونکہ اوس سے وہ اصلی غرض مفقود ہو جاتی ہے اور جب لاولد شخص پر تبنی کرنا فرض ہے تو یہ لازم ہے کہ ایسے باپ کو جس کو ایک ہی لڑکا ہو تبنیت میں دینا بھی اوسی قدر فرض ہے مگر ہائیکورٹوں نے اس کے خلاف تصفیہ کیا ہے[1]۔ اور ایسی تبنیت کو جائز قرار دیا ہے اور ممنوعات شاستری کو محض اخلاقی ہدایت تصور کیا ہے[2]۔ تاہم اس بارہ میں جو شاستری احکام ہیں اون کو بھی نظر انداز نہ کرنا چاہیئے اولاً۔

اکلوتے بیٹے

کے نسبت دھرم شاستر کے احکام پر غور کیا جانا مناسب ہے اس بارہ میں وششٹھ اور بودھاین کے اقوال مشہور ہیں کہ کسی حالت میں اکلوتا بیٹا نہ دینا چاہیئے۔ نہ تبنیت میں لینا چاہیئے۔ اس امتناع کی وجہ یہ تبلائی ہے کہ کیونکہ اس لڑکے سے اوس خاندان کی بقاء نسل ممکن ہے۔ بہرحال شاستر کاروں نے یہ دیکھا کہ جب تبنیت کی غرض اس خاندان کی روحانی فائدہ پہونچانے کی ہے تو ایسا شخص تبنیت نہیں دیسکتا جس کو ایک ہی لڑکا ہو کیونکہ وہ لڑکا اس غرض کے لئے اپنے خاندان کے لئے مختص کیا گیا ہے اور ایسے اشخاص مختصہ سے اون کا مفوضہ ومختصہ کام نہیں نکالا جاسکتا۔ اور اسی وجہ سے شونک نے کہا ہے کہ[4] جس کو ایک ہی بیٹا ہو اوس کو

ع[1] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۳۵۸۔ ع[2] گردکنگ سوامی بنام رام لکشما ۱۸ مدراس صفحہ ۵۳ + دھرم شاستر ٹریولین صفحہ ۱۴۵ + وٹ ۱۰ ۔ ع[3] بیجا نہتہ صفحہ ۷۹)

ع[4] قانون تبنیت ہنود صفحہ (۲۸۴)

ہرگز اپنے لڑکے تبنیت میں نہ دینا چاہئے۔ البتہ جس کو ایک سے زاید لڑکے ہوں۔
وہ اوس کو تبنیت میں دینے کی اجازت ہے مگر وہ احتیاط سے دے مسٹر گلاب چندر
شاستری اس قول پر بڑی طول طویل بحث کے بعد یہ نتیجہ اخذ فرماتے ہیں کہ جو شخص
اس کی خلاف ورزی کریگا وہ گنہ گار ہوگا۔ لیکن تبنیت کے جواز کے نسبت
کوئی شبہ نہ ہوگا۔ سچ تو یہ ہے کہ جب دھرم کا مقصد گناہوں سے بچانے کا ہی
ہے اور اس گناہ سے بچنے اور جنت کے حصول کی غرض سے ہی تبنیت کرنا لازم
ہے تو یہ کہنا کہ جواز کے نسبت کوئی شبہ نہ ہوگا۔ سخت غلطی ہے کیونکہ ناجائز وہی
چیز ہے جو خلاف منشار دھرم ہو۔ دھرم کا منشا نیکی کا حصول اور گناہوں سے
بچنا ہے تو یہ امتناع یا یہ ہدایت کہ فلاں امر باعث گناہ ہے۔ ایک ایسا حکم
ہے جس کی پابندی ہر شخص پر جو دائرہ ہندو دھرم میں داخل ہو لازم تریں ہے
اوس کو اخلاقی ہدایت تصور کرنا سخت غلطی ہے اور یہ غلطی محض اس وجہ سے ہوئی
کہ ابتداءً جن یوروپین ججوں کے ہاتھ شاستری مسایل کے انفصال کا تھا وہ شاستری
اصول قانون کو مطلق نہ سمجھتے تھے۔ اور وہ اس امر سے بے خبر تھے کہ ہندو شاستر
میں مذہب اور اخلاق اس قدر مخلوط ہیں اون کو علیحدہ کرنا ناممکنات سے ہے
اور نیز اس سے بھی بے خبر تھے کہ اہل ہنود کی طبیعتوں کے واثر شاستر کے لحاظ سے
معمولی سے معمولی چیزیں بھی مذہب کی گھٹی میں دی جانی چاہئے تھی اس سے جو
نتیجہ ان لوگوں نے نکالا محض اپنے خیالات کے موافق نکالا۔ اور انھوں نے اس
چیز کو اصول قانون حالیہ کی معیار سے ہی دیکھا۔ اور اس لحاظ سے خود شاستری
موصوف کی بحث صدر کے یہ احکام ہدایتی ہیں اور یہ کہ یہ امتناع دینے والے
کے لئے ہے لینے والے کے لئے نہیں ہیں محض غلطی تعبیر اور غلط فہمی کے نتیجہ میں

عـا قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۸۵ سطر ۱۳-۱۴-

کیونکہ اوس بحث کے لحاظ سے جو شاستری موصوف نے اس بارہ میں کی ہے اور جو مصنفین اور شارحین کے حوالہ درج کئے ہیں[1] یہ صحیح اور قطعی نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ شاستراً اکلوتے بیٹے[2] کی تبنیت کرنا گناہ ہے۔ اور اس لحاظ سے اوس کا فرض ہے کہ وہ اکلوتے بیٹے کو تبنیت میں دے۔ اوس کو قطعی احکام تصور نہ کرنے کی وجہ انھوں نے یہ بیان کی ہے کہ ایسی صورت میں ہر شخص پر لازم ہوگا کہ اوس کو بیٹا کرنا چاہیئے۔ اور اس لئے لازم آئیگا کہ ہر شخص مجبور کیا جائے کہ وہ بیٹا کرے[3]۔ اور چونکہ ایسا جبر ممکن نہیں ہے اس لئے لازم آتا ہے کہ ان احکام کو اخلاقی ہدایت تصور کیجائے۔ بہرحال شاستری موصوف کا یہ نتیجہ محض اس خیال کی بنا پر مبنی ہے کہ تبنیت میں صرف دنیوی غرض شامل ہے۔ شاستری موصوف کا نتیجہ جس اصول پر مبنی ہے یہ اوس نکتہ نظر سے ایک حد تک صحیح ہوسکتا ہے لیکن چونکہ اس کتاب کے حصۂ اول میں غرض تبنیت کے بسنبت بحث کرتے ہوئے یہ ثابت کردیا گیا ہے کہ لڑکا خاص طور پر روحانی فایدہ کی غرض سے چاہا جاتا تو ظاہر ہوگا کہ شاستری موصوف کا نتیجہ صحیح نہیں ہے کیونکہ شاستراً اسلسلۂ وراثت ایسا وسیع ہے کہ کوئی ہندو خاندان بلا وارث کے رہ نہیں سکتا۔ اور اس لحاظ سے محض وارث کا حاصل کرنا تبنیت کی غرض ہوتی تو وہ کسی قسم کی جستجو نہ کرتا۔ نیز جب دھرم شاستر نے اس امر کو ممنوع قرار دیا ہے تو اس فعل کا کرنا نہ جائز ہوگا نہ اس کی خلاف ورزی کی صورت میں وہ فعل جائز متصور ہوگا کیونکہ خلاف ورزی اور عدم جواز مرادف الفاظ ہیں جو جائز ہے وہ خلاف نہیں ہے اور جو ناجائز ہے وہ خلاف ہے ایسی حالت میں کسی کا یہ استدلال کہ یہ خلاف ہے مگر جائز ہے۔ ایسے ناممکنات کا اجتماع

---

[1] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۸۲ لغایت ۲۹۵ - [2][3] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۹۵

ہے کہ نہ وہ تسلیم کیا جا سکتا ہے نہ ایسا تسلیم کرنا معقولیت کا فعل ہوگا۔ میرے خیال میں بھی شاستری موصوف کی یا دیگر یوروپین مصنفین کی یہ رائے کہ اکاؤتے بیٹے کی تبنیت شاستر کے خلاف نہیں ہے البتہ ایسا عمل کرنا گناہ میں داخل ہے اور اوس کو صرف بہ لحاظ اصول قانون حالیہ بھی ہدایتی احکام کی تعریف میں داخل کیا جا سکتا ہے کیونکہ حالیہ اصول قانون کے لحاظ سے ایسے احکام جو مذہب اور اخلاق سے متعلق ہوں وہ قانون کی تعریف میں داخل نہیں ہیں[۱]۔ بلکہ قانون سے ایسے احکام مراد ہیں جو حکومت اعلیٰ نے نافذ کئے ہوں۔ چونکہ اب اس وقت دھرم شاستر کے احکام کے نفاذ کا حق حکومت اعلیٰ کو نہیں ہے۔ اس لحاظ سے اون کو اخلاقی ہدایتیں کہنا بیجا نہ ہوگا۔ لیکن اوس کا یہ نتیجہ نکالنا کہ ایسی خلاف ورزی ناجائز نہیں ہے محض غلط ہے کیونکہ جب حکومت اعلیٰ نے دھرم شاستر کو اہل ہنود کیلئے واجب التعمیل قرار دیا تو یہ لازم ہے کہ یہ احکام بھی چونکہ حکومت اعلیٰ نے تسلیم کئے ہیں۔ قانون کی تعریف میں داخل ہیں[۲] اور جو التزام شاستر نے قایم کیا ہے وہ قانون کے لحاظ سے ہوگا اور اوس کی خلاف ورزی یا ترک فعل سے وہی نتیجہ مترتب ہوگا جو کسی قانون صریح کے احکام کے خلاف ورزی سے ہو سکتا ہو۔ اور اس خیال سے یہ کسی حالت میں حکومت اعلیٰ کے لئے جایز نہیں ہو سکتا کہ جن احکام شاستر کو انھوں نے واجب التعمیل قرار دیا اس کی خلاف ورزی کو جایز رکھے چنانچہ اس بارہ میں یہ امر خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں یہ صراحت کے ساتھ حکم ہے کہ اہل ہنود اور اسلام کے لئے دھرم شاستر اور شرع شریف کے موافق عمل ہوا کرے[۳]

---

[۱] اصول قانون مولفہ مانک شاہ صفحہ (۱۳۰)
[۲] " " " " " (۲۰۰)
[۳] گشتی نشان (۳۸) بابتہ ۱۲۹۹ف محکمہ مال۔

بڑے بیٹے کی تبنیت لینا جائز ہے

(۱۴۷) اسی طرح بڑے بیٹے کو تبنیت میں دینے کی ممانعت ایکورٹوں نے بھی طرز عمل جائز رکھا ہے۔ حالانکہ منو نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ بڑے بیٹے کے تولد کے ساتھ ہی ہر شخص اولاد نرینہ کا باپ ہو جاتا ہے اور اون قرضہ جات ثلاثہ کے منجملہ قرضہ بزرگان کو ادا کرتا ہے اور یہ لڑکا پیدا کرنا فرض اولین تصور کرنا چاہیے کیونکہ اس کی وجہ سے وہ اپنے بزرگوں کی قرضہ کی ادائگی کرتا ہے اور اپنے لئے حیات جاوید حاصل کرتا ہے فرزند کلاں اس دنیا میں بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور بڑے لوگوں نے اس کو ہمیشہ وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے[۱] اور اس سے نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ مذہبی نکتہ نظر سے بڑا بیٹا ایک نسبتاً غیر منتقلہ ہے اور باوجود اس کے کہ گلاب چند شاستری تبنیت کی غرض کو دنیوی قرار دی ہے اس فقرہ کے بارہ میں مجبوراً کہتے ہیں کہ مذہبی نکتہ نظر سے منو کا استدلال بہت قوی ہے[۲] تاہم محض اس بنا پر کہ اس بارہ میں کوئی صریح ممانعت نہیں ہے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ گو فرزند کلاں کا متبنیٰ کرنا خلاف شاستر اور عذاب میں داخل ہے لیکن ایسا فعل اگر واقع ہو جائے تو وہ کالعدم نہ ہوگا اور اس کے جواز کی اصلی بنا یہی ہے کہ ایسے خلاف ورزی کی کوئی سزا شاستر نے مقرر نہیں کی مگر چونکہ مذہبی احکام اس قدر قاطع ہوتے ہیں اور خصوصاً ایسے مذاہب کے احکام جنکو وہ لوگ پروردگار عالم کے احکام سمجھتے ہیں اس کی مطلق ضرورت نہیں تھی کہ کوئی سزا مقرر کیجائے۔ سزا کا تعین اس حکم کے لئے لازم ہے کہ جو انسانی قوت پر مبنی ہو اور جن کا استحکام بغیر جسمانی خوف کے پیدا نہ ہوتا ہو۔ لیکن احکام دھرم شاستر اور شرع شریف چونکہ پروردگار عالم کے احکام ہیں محض اون کی اتباع ایسی قطعی قوت رکھتی ہے کہ انسان لازماً اس کی پابندی کریگا ورنہ وہ دین و دنیا دونوں سے ہاتھ دھو گا۔ اور یہ سزا کسی با احساس اور مہذب پابند مذہب کے لئے کچھ کم نہیں ہے ایسی حالت میں یہ حجت کہ اس کی کوئی

[۱] منو باب (۹) فقرہ (۱۰۶ - ۱۰۹)

[۲] قانون تبنیت ہنود صفحہ (۲۰۳)

صریح ممانعت نہیں ہے بے اثر ہے جبکہ معلوم ہے کہ روحانی فائدہ مذہبی نکتہ نظر سے فرزند
کلاں کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے اور ایسا فائدہ حاصل کرنا اور قرضہ ثلاثہ کی ادائی کرنا
ہر شخص پر لازم ترین فرض ہے تو اس کے سوائے کوئی نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ ایسے
لڑکے کو کسی کو دیدینا سخت ترین اور امر ممنوعہ ہے۔ عـ۱

بڑے اور اکلوتے بیٹے کی تبنیت خلاف شاستر ہے مگر ہائیکورٹوں نے جائز تسلیم کیا ہے۔

(۱۲۸) بہ لحاظ احکام شاستر اکلوتا بیٹا اور فرزند کلاں تبنٰی نہیں کیا جا سکتا اور یہ ایسا
حکم ہے جو ہر حالت میں ہر ہندو شخص پر واجب التعظیم ہے مگر ہائیکورٹوں نے اس کو تسلیم نہیں
کیا ہے۔ عـ۲ لیکن جب یہ امر پیش نظر رکھا جائیگا کہ یہ مسئلہ پیچیدہ تھا۔ اصلی احکام شاستر کو شارحین
نے وضاحت سے بیان نہیں کیا اور ہندو اصول قانون اور اصول قانون حالیہ میں جو
حد امتیاز ہے اوس کو یوروپین لوگوں نے محسوس نہیں کیا تہا اوس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جبکہ
شاستری احکام کو انھوں نے اپنے اصول قانون کے معیار سے جانچنا شروع کیا اور
بالآخر وہ خود غلط تعبیر کے بانی ہوئے اور ایک عرصہ تک اس کا اثر باقی رہا حتی کہ گلاپ چندر
سرکار اور مسٹر منڈلک جیسے علما بھی تقلیداً اوسی قسم کی غلطی سے بچ نہ سکے مسٹر گھوش
نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ اس بارہ میں یوروپین مصنفین اور علماء متذکرہ صدر کے
خیالات غلط تھے عـ۳ ویرا متروودے سمرتی چندرکا پراشر مادہو اپرارک اور ویواد چنتامنی
میں اس قسم کے فعل کو یعنی بڑے اور اکلوتے بیٹے کی تبنیت کو ناجائز قرار دیا ہے اور ان
کا انحصار منو کے قول ذیل پر ہے کہ جو شخص ایسی چیز کو قبول کرے گا جس کا دینا ممنوع ہے
وہ مرتکب جرم سرقہ تصور کیا جا کر سزا کا مستوجب ہو جاتا ہے اور چونکہ ویرا متروودے
اور دتک میمانسا میں لفظ (दत्तक) جب کبھی [illegible] میں مستعمل ہو اوس سے

عـ۱ گھوش جلد (۱) صفحہ (۲۰۰)۔ بحوالہ دتک ودھی۔
عـ۲ گھوش جلد (۱) صفحہ (۶۵۲)
عـ۳ ٹریولین صفحہ (۱۴۵) نوٹ (۱۰)

اکلوتا فرزند مراد ہے اور اس لحاظ سے اکلوتے بیٹے کا اور بڑے بیٹے کا تبنیت میں دینا ناجائز ہے۔

تبنی بیٹے کی تبنیت صرف خاص صورت میں جائز ہے جبکہ اوس کو تبنیت کے بعد صلبی بیٹا پیدا ہوا ہو

(۱۲۹) اب یہ بحث پیدا ہو سکتی ہے کہ کوئی شخص اپنے تبنی بیٹے کو تبنیت میں دیسکتا ہے۔ دتک میمانسا اور گلاب چند رسرکار نے یہ رائے دی ہے کہ ایسی تبنیت ناجائز ہے اور اس بات کو عدالتوں نے بھی تسلیم کیا ہے[۳] اور یہ رائے اس لحاظ سے بھی صحیح ہے کہ تبنی لڑکا تبنیت گیرندہ کا اکلوتا اور بڑا بیٹا ہے ایسی حالت میں چونکہ ان دونوں کی بھی تبنیت شاستراً ناجائز ہے اس کا تبنیت میں لینا بھی ناجائز ہوگا۔ مگر بالفرض کسی شخص کو تبنی کرنے کے بعد صلبی فرزند تولد ہوا اور اوس نے اپنے تبنی بیٹے کو تبنیت میں دینا چاہا تو اوس فعل کے نسبت ایک حد تک اعتراض اس بنا پر کیا جاسکتا ہے کہ چونکہ اوس کا فرزند تبنی کلاں ہے اور فرزند کلاں کی تبنیت شاستراً ممنوع ہے اس کی تبنیت ناجائز قرار دی جاسکتی ہے لیکن ساتھ ہی اس کے بات یاد رکھنا چاہئے کہ تبنی لڑکے کے بعد صلبی بیٹا پیدا ہو جائے تو اوس کا صلبی بیٹے کا رتبہ قایم نہیں رہتا۔ اور وہ بہ مقابل صلبی لڑکے کے کم تر تصور کیا جاکر اوس کو شاستر نے پدری جائداد میں بہ مقابل صلبی بیٹے کے کم حصہ مقرر کیا ہے[۴] اور اس لحاظ سے اوس کا رتبہ گھٹ جاتا ہے اور اس کا فرزند کلاں کا لقب قایم نہیں رہ سکتا تو میری رائے میں ایسی تبنیت ناجائز نہ ہوگی۔ لیکن چونکہ کوئی مقدمہ اس قسم کا پیش نہیں ہے اور اس بارہ میں شارحین نے بھی سکوت اختیار کیا ہے۔ نتیجہ صدر ایک لئے ہی رائے ہے۔

---

[۱] دتک میمانسا باب (۲) فقرہ (۳۰) [۲] قانون تبنیت ہنود صفحہ (۲۸۱) ص ۲۸۔
[۳] دھرم شاستر ٹریولن صفحہ ۱۴۸ نوٹ (۷)
[۴] دتک میمانسا باب (۶) فقرہ (۴۳)

بھتیجہ کے موجودگی میں تبنیت کیجا سکتی ہے

(۱۳۰) اب اس مسئلہ کے نسبت ایک ہی امر پر غور کرنا باقی رہا وہ یہ کہ کیا بہ موجودگی بھتیجہ متبنیٰ کیا جا سکتا ہے؟ اس بارہ میں نند پنڈت نے بجا الم یہ رائے ظاہر کی ہے کہ بہ موجودگی بھتیجہ کے دوسرا غیر لڑکا متبنیٰ نہیں کیا جا سکتا[۱] کیونکہ منو کا قول ہے کہ حقیقی برادروں کے منجملہ کسی ایک کو بھی اولاد نرینہ ہو تو وہ تمام اشخاص کو وہ لڑکے کے باپ کا درجہ حاصل ہوتا ہے[۲] اور متاکشرہ کے مصنف بھی یہی رائے ظاہر کی کہ منو کا منشا یہی ہے کہ بہ موجودگی بھتیجے کے دوسرے لڑکے کی تبنیت کی ممانعت کی جائے[۳] دتک چندرکا نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا ہے[۴] مگر عدالتوں کے نظائر اس کے بالکل خلاف ہیں[۵] کیونکہ انھوں نے ان شرائط کو محض اخلاقی تصور کیا تھا[۶] صرف ابتدا میں ایک ہی مقدمہ میں باوجود موجودگی بھتیجہ کے دوسرے لڑکے کی تبنیت ناجائز قرار دی گئی تھی[۷] اور بعد میں یہ طے کیا کہ چونکہ نند پنڈت نے جو سلسلہ انتخاب فرزندان متبنیٰ بیان کیا ہے وہ محض سفارشی حیثیت کے ہیں اور اصولاً بوقت انتخاب کسی کو کسی بنا پر بھی ترجیح نہیں دیجا سکتی۔ اور اس لحاظ سے بہ موجودگی قریب ترین رشتہ دار کے ایک اجنبی لڑکا بھی متبنیٰ کیا جا سکتا ہے[۸] بہرحال یہ بات بالکل صاف ہے کہ پریوی کونسل اور ہائیکورٹہائے برٹش انڈیا اس بارہ میں صریحاً احکام شاستر کے خلاف رائے ظاہر کئے ہیں ایسی حالت میں عدالتوں کا اختیاری فعل ہے کہ یا شاستر کی تتبع کریں یا فیصلہ جات عدالت کی تقلید۔

کیا لڑکی متبنیٰ کی جا سکتی ہے

(۱۳۱) ایک آخری بحث کے بعد اس باب کو ختم کیا

---

[۱] دتک میمانسا باب ۲ فقرہ (۲۸) و (۲۹) [۲] منو باب ۹-۱۸۲۔ [۳] متاکشرا۔ گھوش جلد (۲) صفحہ ۱۴۲ [۴] دتک چندرکا باب ۲ فقرہ (۲۰)۔ (۲۸) [۵] باباجی جیوجی بنام بہاگیرتی بائی ۹ بمبئی ہائیکورٹ رپورٹس صفحہ (۷۰) ۳ کلکتہ ۷۰۸ ۵۔ پریوی کونسل [۶] گنگاٹن صفحہ ۸۰ جلد (۱) [۷] ۲ بنگال سلیکٹ رپورٹس صفحہ ۱۹۲۔ [۸] دھرم شاستر ٹریولن صفحہ ۱۳۸ - سطر ۱۱ تا ۱۳)

جاتا ہے کہ کیا لڑکی تبنیٰ کی جا سکتی ہے مگر جو احکام تبنیت کے اب موجود اور پیش نظر ہیں اسمیں صلبی بیٹے کی قایم مقام کے طور پر کسی لڑکے کا انتخاب کرنا لازم گردانا گیا ہے اور اس لحاظ سے یہ بالکل صاف طور پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ شاستر کاروں کا منشا لڑکیوں کے تبنیت کا تہا نہ غرض تبنیت اوس سے پوری ہو سکتی ہے اور اس لئے لڑکی کی تبنیت جائز نہیں ہے اور فی زمانا اون کو جائز نہیں رکھا گیا ہے چونکہ اس بارہ میں آئندہ باب میں بحث ہونے والی ہے اس پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

یتیم لڑکا تبنیٰ نہیں کیا جا سکتا۔ ایک صورت یہ لحاظ فیصلہ جات عدالتی پیدا ہوتی ہے وہ یہ کہ یتیم لڑکا خواہ وہ نابالغ ہو یا بالغ تبنیت میں نہیں لیا جا سکتا کیونکہ دینے کی رسم کی تکمیل کے لئے اوس کا کوئی شخص مجاز باقی نہیں رہتا۔ تاہم غور طلب امر ہے کہ جبکہ کرتیرم دسویم ذیک کے اقسام موجود تھے۔ محض اس بنا پر کہ کیوں تبنیت کا عدم تصور کیجاتی چاہئے۔ خصوصاً جبکہ وہ تبنیٰ بالغ ہو اور جبکہ اس قسم کی تبنیت زمانہ سابق میں موجود تھی۔

باب دہم

رسومات و ثبوت تبنیت

رسومات تبنیت کے نسبت شاستروں کے احکام (۱۴۲) حصہ اول میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ تبنیت کی تکمیل کے لئے چند رسومات انجام دینا اس وجہ سے لازم دیا گیا ہے۔ کہ تبنیٰ لڑکے اور غلام میں امتیاز رکھا جائے۔ بلکہ ان رسومات سے عام طور پر یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ وہ لڑکا غلام کے طور پر نہیں لیا گیا ہے بلکہ ان سومات

۱؎ دھرم شاستر نرلین صفحہ ۱۴۱۔ نوٹ (۵)

کے تخصیص سے اوس کو رتبہ صلبی فرزند کا ہوا۔ چونکہ صلبی فرزند کا قایم مقام کرنا منظور تھا اور صلبی بیٹے کی حیثیت معمولی طریقہ پر حاصل نہیں ہوسکتی تھی۔ چند رسومات مذہبی کا انجام دینا لازم ہوتا تھا۔ الغرض خواہ کسی وجہ سے کیوں نہ ہو یہ اقرباءت ہے کہ تبنیت کی تکمیل مذہبی رسومات کے انجام دئیے بغیر ہو نہیں سکتی۔ اس لئے اولاً یہ دیکھنا چاہئیے کہ اس بارہ میں دہرم شاستر کے کیا احکام ہیں۔ دتک میمانسا میں جو مسئلہ تبنیت پر پہلی تصنیف ہے۔ صرف وششٹھ بودہائن اور شونک کے اقوال درج کرکے اوس لحاظ سے ان رسومات کا تعین کیا ہے۔ وششٹھ کا قول ہے کہ جو شخص متبنیٰ کرنا چاہتا ہے اوس کو چاہئیے کہ اوس کا انتخاب قریب ترین رشتہ داران میں سے کرے اس کی اطلاع بادشاہِ وقت کو دے اور اپنے جملہ عزیز اقارب کو مدعو کرے۔ اور ہوم کو انجام دے۔ جو اس کے مسکونہ مکان کے بیچ میں ہی ہوگا اور "ویاہرتی" منتر کے ذریعہ سے انجام دیا جاے گا۔ وغیرہ

بودہائن بھی کہتا ہے کہ جو متبنیٰ کرنا چاہتا ہے اوسکو چاہئیے کہ کپڑے کان کے بالیوں کی جوڑ۔ ایک انگوٹھی۔ ایک برہمن جو ویدوں میں کمال رکھتا ہو کوشہ نامی گھانس کے دہرو، کاڑیاں اور پلاس کے لکڑیاں جلانے کے واسطے مہیا کرے اپنے مکان میں جو عزیز واقارب کو دعوت اور بادشاہ وقت کو اسکی اطلاع دے برہمن کی ہدایت کے موافق مکان ہی کے اندر پونیاہ واچن کے بعد (۱) (۲) وغیرہ منتر کے ساتھ رسومات ادا کرنے کے بعد اس کو حسب ذیل استدعا کرنی چاہئیے کہ مجھے یہ بیٹا دے اور دوسرا جواب دیگا کہ "میں دیتا ہوں" اور اس بناپر اس لڑکے کو لیکر حسب ذیل الفاظ کہنا چاہئیے کہ تجھے مذہبی فرائض کی غرض سے

۱؎ دتک میمانسا باب ۵ فقرہ ۱۳۔ دتک چندرکا باب (۲) فقرہ (۲۱)

۳ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۔ تبنیٰ دہندہ۔

بجائے اولاد کے قبول کر لیتا ہوں۔ اور اس کے بعد اوس کو پوشاک بادلیون
اور انگوٹھی سے آراستہ کر کے ہوم کرنا چاہئے۔ دو یگر منتروں کے پڑھنے اور گود
کے بعد) وہ بطور وکشنا دو کپڑے۔ کنڈل اور انگوٹھی دیدیتا ہے اسی طرح شونک
نے بھی اسی قسم کی ہدایت دی ہے اس لحاظ سے ظاہر ہو گا کہ رسم تبنیت کے لئے حسب
ذیل امور لازمی ہیں۔
(۱) لڑکے کا دینا (۲) لڑکے کا لینا (۳) انجام دہی ہوم وغیرہ (۴) یہ امور تبنیت گیرندہ
کے مکان میں ہی انجام پائے جائیں (۵) اس کی اطلاع بادشاہ کو بھی دینا چاہیے
(۶) اور عزیز و اقارب کو دعوت دینا چاہئے۔
اور سیوائے کرشن بجور ویدی کے جنکو بودہائن کے قول کی پابندی لازم ہے
بقیہ برہمنان حسب ہدایت وششٹھ یا شونک اس رسم کو انجام دیں بہرحال یہ ظاہر
ہے کہ ان امور کی تکمیل کے بغیر تبنیت واقع نہیں ہو سکتی۔ لیکن مسٹر گلاب چندر
شاستری نے ان امور کو دو اقسام پر تقسیم کیا ہے۔

(۱) مذہبی (۲) دنیوی

اور اس لئے مناسب یہی ہے کہ اسی طور پر اون کے نسبت بحث کیجائے۔

(۱۳۳) پہلے بودہائن اور شونک نے	یہ لحاظ دھرم شاستر رت ہوم کی تکمیل لازمی ہے

چند منتروں اور ہوم کو لازم قرار دیا ہے لیکن مسٹر گلاب چندر شاستری اس بنا پر کہ
اون منتروں میں بزبان سنسکرت وہی الفاظ کہے جاتے ہیں جو ایسے معاملات کے
وقت اس زمانہ میں زبان مروجہ میں کہا جاتا ہے۔ اور چونکہ شودروں اور عورتوں
کی صورت میں ان منتروں کے پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا
ہے کہ ان منتروں کا پڑھنا کوئی اہم چیز نہیں ہے[۲] ایسی حالت میں ان مذہبی امور

[۱] دتک میمانسا باب ۵ فقرہ ۵۰)
[۲] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۳۲۲۔
[الف] یعنے سگائی کا دان

کے منجملہ جو تبنیت کے لئے مقدم ہیں صرف ایک ہی امر کے نسبت غور کرنا ضروری ہے کہ آیا ہوم کی انجام دہی لازمی ہے۔ وتک میمانسا اور چندر کا نے نیز دیگر اقوال بودھائن شونک وغیرہ ہوم کی انجام دہی لازمی گردانی ہے۔ مگر منو سمرتی میں کسی خاص ہوم وغیرہ کی صراحت نہیں ہے۔ اوسمیں صرف پانی چھوڑنے کے فعل کو کافی تصور کیا ہے چنانچہ روزمرہ عمل میں بھی ہر طرح کی توثیق پانی چھوڑنے سے کیجاتی ہے اور اس بنا پر مسٹر گلاب چندر شاستری نے یہ نتیجہ نکالا کہ[1] معلوم ہوتا ہے کہ ہوم کی انجام دہی قانونی نکتہ نظر سے زیادہ لازمی نہ تھی لیکن مذہبی نکتہ نظر سے اسکو بنظر استحسان دیکھا گیا ہے اور ان خیالات کی تائید جکلنا تھ کے خیالات میں دیکھ کر انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ باوجود اس کے کہ دتک میمانسا اور چندر کا میں تبنیت کے لئے لازمی تصور کیا ہے لیکن اس کی توثیق کسی اور احکام سے نہیں ہوسکتی[2]۔ باوجود اس کے کہ چند مقدمات میں اس رائے کی بھی تتبع کی گئی ہے۔ لیکن عموماً ہندوستان کے ہائیکورٹوں نے یہ طے کیا ہے کہ اعلیٰ تین اقوام میں تکمیل وجواز تبنیت کے لئے دت ہوم بالکل لازمی امر ہے[3]۔ اور اس کے نسبت صرف حسب ذیل مستثنیات قایم کئے گئے ہیں۔

(۱)[4] ملک پنجاب میں اس کے پابندی کی ضرورت نہیں۔

(۲) جینن[5] لوگوں کے لئے اس کی ضرورت نہیں۔

(۳) جب بھای کا بیٹا تبنی لیا جائے تو ہوم کی ضرورت نہیں[6]۔

(۴) جب تبنی[7] گیرندہ اور تبنی دہندہ ہم گوتر ہوں تو ہوم کی ضرورت نہیں

---

[1] قانون تبنیت ہنو صفحہ ۳۷۹ سطر ۱۳ و ۱۴۔ [2] قانون تبنیت ہنو صفحہ (۳۸۰) سطر ۷ و ۸۔
[3] دیکھو رپورٹ سول رولنگ جلد ۱۶ صفحہ ۱۷۰ + شنکرم بنام کیشون ۱۵ مدراس صفحہ ۵ [4] دھرم شاستر ٹریولن صفحہ ۱۵۳ نوٹ (۵) [5] لچھمی چند بنام گٹو بای (۱) الہ آباد صفحہ ۳۱۹۔ [6] الہ آباد ۲۷۶ فل بنچ + ۲۴ بمبئی صفحہ ۲۱۹ (۱) بمبئی لا رپورٹ صفحہ ۷۷ [7] مدراس ص ۵ فل بنچ + ۱۷ بمبئی لا رپورٹ ۵۲۷ (پریوی کونسل)

(۵)[1] شودروں کو کسی مذہبی رسومات کی ادائیگی کی ضرورت نہیں۔

بہرحال اس سے ظاہر ہوا کہ دت ہوم کے بغیر تبنیت تکمیل نہیں پاسکتی لیکن اس کو حسب ذیل طریقوں پر محدود کیا گیا اولاً اس سے کہ یہ حکم صرف برہمن اور اعلیٰ تین اقوام سے متعلق ہے دوم یہ کہ صرف اس صورت میں جبکہ تبنی گیرندہ اور تبنی دہندہ ہم گوتر ہوں۔ اور چونکہ اصول مساوات ذات و قوم میں گوتر کا بھی زیادہ لحاظ ہے اس وجہ سے نتیجہ یہ ہوا کہ متعدد ایسے اشکال پیش ہوئے جسمیں دت ہوم کے بغیر بھی تبنیت جائز قرار دی گئی۔

دیگر رسومات کی تکمیل

(۱۳۴) اب رہی دنیوی رسومات کی بحث یعنے فقرہ ۱۳۱ میں جو لازمی امور بیان کئے گئے ہیں اون کے منجملہ صرف نمبر (۳) کے نسبت فقرہ صدر میں بحث کی گئی اب بقیہ امور حسب ذیل ہیں :-

(۱) لڑکے کا دینا (۲) لڑکے کا لینا (۳) مقام تبنیت (۴) اطلاع بادشاہ غیر ضروری ہے

اس سلسلہ پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ فوراً ظاہر ہوگا کہ لڑکے کا دینا اور لینا ہی اہم اجزا ہیں جب تک متبنیٰ لڑکا ایک سے خارج اور دوسرے میں شامل نہ ہو تو تبنیت کا فعل تکمیل نہیں پاتا۔ اور اوس کو عدالتوں نے بہ مقابل ہوم کے لازمی اور اہم چیز قرار دی ہے خواہ فریقین برہمن ہوں۔ یا شودر[2] اور چونکہ یہ لینا اور دینا عملاً چاہیے۔ ذہنی کافی نہیں ہے یہ طے کیا گیا ہے کہ جب تک کہ متبنیٰ لڑکا اس دینے اور لینے کے ساتھ حقیقتاً درست ہے متبنیٰ گیرندہ کے قبضہ میں نہ دیا جائے۔ اس کی تکمیل پاتا متصور نہ ہوگا[3]۔ البتہ مقام تبنیت کے نسبت باوجود اس کے کہ اقوال دہرم شاستر کے لحاظ سے تبنی گیرندہ کے مکان میں تکمیل ہونی چاہئے۔ یہ طے کیا گیا ہے۔ اس کی پابندی لازمی نہیں[4]

ع۱ دہرم شاستر ٹریولین صفحہ ۱۵۳ نوٹ (۳) ع۲ دہرم شاستر ٹریولین صفحہ ۱۴۹ نوٹ (۱)

ع۳ پرمیشور بنام رادھا۔ واکلکتہ صفحہ ۴۵۲ (پریوی کونسل-

ع۴ امراو سنگھ بنام مہتاب کنور (۳) آگرہ ہائیکورٹ (۱۰۳)

اوسی طرح بادشاہ کی اطلاع اور عزیز و اقارب کے موجودگی کی شرایط کے نسبت یہ طے کیا ہے وہ محض بطور گواہ کے طلب کئے جائیں۔ اور عزیز و اقارب کی ضرورت اس غرض سے محسوس کیجاتی ہے کہ اس تبنیت کا علم اون کو ہو[۱] اور اس لحاظ سے عدالتوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان شرایط کے تاتکمیل رہنے سے تبنیت کالعدم نہ ہوگی[۲] اور یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ پادشاہ کی اجازت[۳] و طبذا اون کے لئے بھی لازمی نہیں ہے اور دتک میمانسا میں صراحت سے حکم ہے کہ خاص بادشاہ کی حاضری ضروری نہیں۔ گاؤں کا افسر اعلیٰ موجود ہو تو بھی کافی ہے[۴]۔ اس بحث سے ظاہر ہوگا کہ اس باب میں جو امور بیان کئے گئے ہیں وہ جملہ ایسے امور ہیں جس سے وجود تبنیت ثابت کیا جا سکتا ہے اور باوجود اس کے کہ عموماً مذہبی امور مقدم رکھے جاتے ہیں لیکن عدالتوں نے دنیوی امور کے منجملہ صرف لینے اور دینے کو بھی مقدم رکھا ہے[۵] اور یہ محض اون خیالات کا نتیجہ ہے کہ خود تبنیت کو زیادہ تر دنیوی غرض پر مبنی تصور کیا گیا اور اس لحاظ سے ایک عجیب سلسلہ قایم کیا کہ ہوم کے قبل لینے اور دینے کے رسوم ادا ہو جانے چاہئیں اور اوسی طرح یہ بھی طے کیا گیا ہے کہ دینے اور لینے کے رسومات تکمیل ہو جانے کے بعد شودروں کے لئے کسی مذہبی رسومات کی انجام دہی کی ضرورت نہیں ہے[۶] اور اعلیٰ اقوام میں پہلے دنیوی مراتب یعنے دینے اور لینے کے رسومات کے بعد کسی وقت ہوم کی تکمیل ہو سکتی ہے[۷]

ثبوت تبنیت | (۱۳۵) الغرض تبنیت کے ثبوت میں اصولاً ایسے ہی امور کو پیش کرنا چاہئے۔ جس کے تکمیل کے بغیر تبنیت مکمل ہوگی و نہ جائز اور عدالتوں نے یہ طے کیا کہ

---

[۱] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۳۶۹ سطر ۳۳ تا ۳۶ [۲] دھرم شاستر مولفہ ٹریولین صفحہ ۱۵۰ نوٹ (۹)
[۳] نر ہرگوبند کلکرنی بنام نارائن وٹھل داہبیئی ص ۶۰ [۴] بالاجی بنام دتو ۴ بمبئی لا رپورٹ صفحہ ۲۳
[۵] دتک میمانسا باب (۵) فقرہ (۵) [۶] دھرم شاستر ٹریولین صفحہ ۱۴۹ نوٹ (۶)
[۷] بیجانتہ فقرہ (۹۷) صفحہ (۹۹)
[۸] دھرم شاستر ٹریولین صفحہ ۱۵۵ سطر ۱۰ تا ۱۶۔

الف :- تبنیت کو جائز قرار دینے کے لئے دینا اور لینا کافی ہے [۱]

ب :- اوسی طرح اگر جملہ رسومات ادا کئے جائیں لیکن دینا اور لینا ثابت نہ ہو تو تبنیت جائز نہ ہو گی [۲]

ج :- دینے اور لینے کے بعد اگر تبنیت گیرندہ فوت ہو تو اوسکی زوجہ دت ہوم کر سکتی ہے - اور یہ تبنیت جائز ہو گی [۳]

د - بلکہ ایک مقدمہ میں ثبوت تبنیت کی پیشی لازمی تصور نہیں کی گئی جبکہ متبنی اوس خاندان میں ایک عرصہ تک بہ حیثیت متبنیٰ لڑکے کے قابض و متصرف رہتا ہو [۴]

تبنیت کے لئے دستاویز لازمی نہیں ہے۔ (۱۳۶) اب ایک بحث باقی رہ جاتی ہے کیا تکمیل تبنیت کے لئے دستاویز ہیں - شاستراً ایسی کوئی قید نہیں ہے اس لئے یہ طے کیا گیا ہے کہ تبنیت کے جواز کے لئے کوی دستاویز یا تحریر لازمی نہیں ہے [۵] تاہم یہ بھی رائے ظاہر کی گئی ہے کہ اس کا عدم وجود امر تبنیت کو مشتبہ کر سکتا ہے [۶] اسی طرح ایسی دستاویز رجسٹر شدہ نہ ہو یا کافی کا غذ پر نہ ہو تو بھی شبہ کیا جا سکتا ہے [۷] لیکن محض اون کی عدم موجودگی تبنیت سے انکار بھی نہ کیا جائیگا [۸] اور نیز محض دستاویز جبکہ تبنیت کے دینے اور لینے کا فعل ناتکمیل رہا ہو تبنیت کو ثابت نہیں کر سکتے [۹]

شہادت دستاویزی و لسانی بھی پیش ہو سکتی ہے (۱۳۷) شہادت جیسی دستاویزی ہو سکتی ہے اوسی طرح لسانی بھی ہو سکتی ہے اور چونکہ شاستراً عزیز و اقارب و اعلیٰ افسر موضع کی موجودگی بطور شہادت کے لازمی گردانی گئی ہے یہ ظاہر ہوتا کہ تبنیت کے ثبوت میں

---

[۱] ویکلی رپورٹ سول رولنگ جلد ۱۸ ص ۷۷ [۲] ۱۹ کلکتہ صفحہ ۴۵۲ (پریوی کونسل)
[۳] مدراس صفحہ ۴۹۷ - [۴] ۲۲ بمبئی صفحہ ۴۷۳ -
[۵] بابا بای بنام بالا ، بمبئی ہائیکورٹ رولنگ ویکلی رپورٹس (پریوی کونسل ، جلد ۵ ، صفحہ ۱۰)
[۶] ۹ بمبئی صفحہ ۶۶۸ [۷] ویکلی رپورٹ سول رولنگ جلد (۶) ص ۱۳۳ -
[۸] ویکلی رپورٹ پریوی کونسل جلد (۱۵) ص (۱۲)
[۹] (۱) بمبئی لارپورٹ صفحہ ۸۴۲ -

لسانی شہادت پیش کیجا سکتی ہے بشرطیکہ وہ بوقت اجازت رسوم تبنیت موجود ہوں[1]۔ فریقین نے وجود عدم تبنیت کے نسبت شہادت لسانی پیش کی تھی۔ ابتدائی عدالت نے اس شہادت کو ناقابل اعتبار قرار دیا۔ ہائیکورٹ نے اس رائے تحت کو منسوخ کیا۔ مگر عند المرافعہ پریوی کونسل نے ابتدائی عدالت کی رائے کو ہی قایم رکھا[2]

وہ حالات جبکہ تبنیت کو تسلیم کیا جائیگا | (۱۳۸) اسی طرح زمانہ حال کے قانون کے لحاظ سے ثبوت تبنیت کے نسبت یہ طے کیا گیا ہے کہ

(۱) محض یہ امر کہ ۴۰ سال قبل تبنیت ہونا بیان کیا جاتا ہے نا قابل اعتبار تصور نہیں کیا گیا بلکہ یہ شخص بحیثیت متبنی ایک عرصہ تک اس سے مستفید ہوا[3]

(۱۱) کلکٹر کے رجسٹرات کے اندراجات کے بنا پر ایک شخص نے تبنیت کو ثابت کرنا چاہا لیکن اس رجسٹر کو عدالت نے ثبوت میں قبول کرنے سے انکار کیا[4]

(۱۱۱) البتہ مدرسہ کے رجسٹر حاضری میں جو ولدیت درج کی گئی تھی وہ کافی ثبوت تسلیم کیا گیا[5]

(۱۷) پنچوں کا فیصلہ پنچایت میں تبنیت کے واقعہ کا تسلیم کرنا کافی شہادت تصور کیگئی[6]

تکمیل تبنیت میں دو امور اہم ہیں | (۱۳۹) المختصر یہ کہ صرف تین امور ایسے ہیں جو ہر حالت میں وہ بغرض تکمیل تبنیت انجام دینا چاہیئے۔

(۱) دینا اور لینا[7] (۲) دت ہوم دیگر مذہبی رسومات۔

دیگر مذہبی رسومات کو گلاب چندر شاستری نے اس بنا پر اہم نہیں سمجھا روزمرہ مروجہ زبان میں اسی منشاء کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں تاہم کوئی شخص انکار نہ کریگا کہ جب شاستر نے اوس کے لئے مقررہ نمونہ بجویز کیا ہے تو خواہ مخواہ اوسیں

---

[1] انڈین کیسس جلد (۷)، صفحہ ۵۴۱ [2] ویکلی رپورٹ (پریوی کونسل)، جلد (۲۱)، صفحہ (۱۲۹) [3] ویکلی رپورٹر جلد (۱۵)، صفحہ (۱۴) [4] ۳۷ بمبئی ۵۱۳ [5] مدراس لا ٹایمس صفحہ ۲۰۲۔ انڈین کیسس جلد (۴)، صفحہ ۱۰۴۷ [6] کلکتہ ویکلی نوٹس جلد ۳ صفحہ ۱۳۰ (پریوی کونسل)۔

تبدیل کی ضرورت نہیں ہے اور جب ضوابط دیوانی و فوجداری میں مقررہ نمونہ جات کی
پابندی مقدم مانی جاتی ہے تو کوئی وجہ نہیں معلوم دیتی کہ شاستر کے مقررہ نمونہ میں
کوئی تبدیلی کیجائے یا اوس کو متروک کیا جائے۔

دوسری بات یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بودھائن اور شونک دونوں کے
اقوال کے لحاظ سے ہوم اور منتر کے بعد دینے اور لینے کی رسم تکمیل کیجاتی ہے اس کے برخلاف
اب ہائیکورٹوں نے ہوم کی تکمیل کے لئے ایسی آزادی دی ہے کہ اوس سے تبنیت کے
رسم کا احترام زایل و وقعت میں فرق آرہا ہے کیونکہ شاستری سلسلۂ رسومات کے لحاظ سے
اولاً پنیاہ واچن وغیرہ دوم اقرار لینے اور دینے کی نسبت سوم ہوم وکشتا وغیرہ
اسی ترتیب سے انجام پانا چاہیئے اور جب ایک طریقہ کارروائی۔ صراحت کے ساتھ
موجود ہے تو اوس کے لئے مستثنیات قایم کرنا یا ایسے رعایات کرنا جو منشار شاستر سے بھی
متجاوز ہوں غیر موزوں البتہ چند اشکال میں ایسی رعایت کیجاسکتی ہے جبکہ کل
جملہ امور تکمیل پا چکے تھے اور اثناء انجام دہی رسومات میں تبنیت گیرندہ فوت ہوجائے
بقیہ ناتکمیل رہ گئے تھے۔ جب ہر شخص اپنی زوجہ کو تبنیت لینے کی اجازت دیسکتا ہے
اور بستر مرگ پر بھی خود متبنی لے سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ ایک شخص صحیح و
سالم ہوکر مراتب رسومات کے منجملہ چند کو بے وجہ کسی موقعہ آیندہ پر ملتوی کرے الغرض
میری رائے میں ہائیکورٹوں نے جو وسعت تبنیت کے رسومات کے نسبت دی وہ محض
اس وجہ سے تھی کہ انھوں نے اس رسم کو ایک دنیوی فعل سمجھا حقیقتاً متبنی لڑکے
کے جوڑنے میں زیادہ تر روحانی فائدہ اور ادائی قرضہ جات ثلاثہ مقدم تھے تب لازمی
نتیجہ یہ ہوا کہ رسومات جو شاستر نے بیان کئے ہیں اوس کی پوری پابندی ہونی چاہیئے
خواہ برہمن ہوں یا شودر کیونکہ شودر بھی ذریعہ برہمنوں کے ہوم انجام دلا سکتے ہیں
بغیر ویدک منترونکے انجام دیسکتے ہیں اور یہ صاف طور پر ظاہر ہوگا کہ عدالتوں کی موجودہ رائے

ضرور قابل اصلاح ہے۔

باب یازدہم

عورتوں کے حقوق

عورتوں کے درجہ کے نسبت منو اور یاگیولک کے اقوال

(۱۴۰) اس کے قبل ہی شخص کی جو تعریف بیان کی گئی ہے اوس سے مرد عورت اور بچہ مراد ہونا بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لوازم تبنیت مثل مرد کے عورت بھی مکمل کرسکتی ہے یعنی عورت متبنّیٰ لے سکتی ہے اور دے بھی سکتی ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے رسومات مذہبی کے انجام دہی کا انتظام بھی کرسکتی ہے تاہم یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ عورتوں کے یہ اختیارات غیر محدود نہیں ہیں۔ شاستر اعورتوں کے نسبت جو حدود قایم کئے ہیں اوس لحاظ سے اختیارات متذکرہ صدر کا نفاذ خاص حالات میں اور خاص طور پر کرسکتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے عورتوں کے اختیارات کے نسبت خاص طور پر علیحدہ باب میں بحث کرنا مناسب تصور کیا گیا۔ عورتوں کے نسبت شاستر کاروں کا کیا خیال تھا وہ منو اور یاگیولک کے اقوال سے ظاہر ہوسکتا ہے۔ منو[۱] کہتا ہے کہ عورتوں کے لئے آزادی مناسب نہیں ہے اسلئے بحالت کنواری اوس کا باپ اوسکی حفاظت کرتا ہے جوانی میں شوہر حفاظت کرتا ہے اور ضعیفی میں اس کی اولاد اوسی طرح یاگیولک کا قول ہے[۲] کہ عورتوں کو زندگی بھر آزادی نہیں ہے۔ شادی ہونے کے قبل باپ کو حفاظت کرنا چاہیئے۔ ازدواج کے بعد شوہر کو اور ضعیفی میں اس کی اولاد کو اور اگر یہ تینوں نہ ہوں تو اوس کے رشتہ دار حفاظت کریں۔ انہی دو اقوال اور اون کے شارحین

ع۱ منو باب (۹) فقرۂ (۳)   ع۲ یاگیولک باب (۱) فقرۂ (۸۵)

نے تبدیج عورتوں کے اختیارات کو محدود کر دیا۔ لیکن بہ ظاہر ادہرم شاستروں کے
اقوال اس طرح سخت اور محدود نہیں معلوم دیتے کہ اوس سے عورتوں کے استحقاق
کے نسبت کوئی مضر نتیجہ نکالا جاسکے۔ اقوال صدر میں دو الفاظ اہم ہیں۔ اوّل
(न स्त्री स्वतन्त्र) یعنے آزادی دوم (रक्षति) یعنے حفاظت کرنا چاہیے بلکہ وششٹھ
اور بودہاین کے جو اقوال تبنیت کے دینے کے لئے عورتوں کے نسبت مشہور ہیں اس
سے خود ظاہر ہوتا ہے کہ اون کی نظر میں اور سابقہ دہرم شاستر کے احکام کے منشاء
کے لحاظ سے عورتوں کے استحقاق کے نسبت کوئی قید پیدا کرنے کا نہیں تھا۔ چنانچہ
مسٹر گلاب چندر شاستری فرماتے ہیں کہ ان اقوال نے عورتوں کو صریحاً تبنیت میں
لینے کا مجاز قرار دیا ہے[1]۔ شاستروں نے عورتوں کی آزادی سے انکار کرکے اوس کو
نامناسب قرار دیا ہے اور اون کی حفاظت کا ذمہ دار اون کے ہر درجہ زندگی کیلئے
(یعنے کنواری۔ ازدواج۔ بیوہ گی کے لئے) علیحدہ علیحدہ اشخاص متقرر کئے ہیں
البتہ بحالت کنواری ہونے کے جبکہ اوس کی حفاظت کرنے والا باپ ہے ممکن ہے
عورتوں کے اختیارات محدود ہوں لیکن بقیہ دو مدارج میں کوئی حدود نہیں قائم
کئے جاسکتے۔ بحالت ازدواج چونکہ اوس کا درجہ (पत्नी) یعنے زوجہ کا ہوتا
ہے اور اوس درجہ کے لحاظ سے وہ اپنے شوہر کی ایک ناقابل تفریق مدد و معاون
ہوتی ہے اوس کے استحقاق کو محدود قرار دینا محض منشار دھرم شاستر کے لاعلمی کا
نتیجہ ہے اوسی طرح ایام ضعیفی میں اولاد ذمہ دار حفاظت قرار دینے سے یہ منشاء
ہرگز نہیں نکالا جاسکتا کہ اس کے اختیارات محدود ہوے کیونکہ شاستر اوسے اپنے
اولاد کی ولیہ ہے۔ اس لحاظ سے ولیہ اپنی اولاد کے زیر ولایت تسلیم کرنا ایک سخت تریں
غلطی ہے اور عملاً ناممکنات سے ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے دھرم شاستر نے

---

[1] قانون تبنیت ہنود صفحہ (۲۲۰) سطر ۲۴-۲۵۔

لفظ (جیہ؟) کے استعمال سے یہ ظاہر کیا کہ ان تینوں حالتوں میں عورتوں
کے پرورش کی ذمہ داری ان تینوں قسم کے لوگوں پر عاید ہوتی ہے۔ کوئی شخص
جو اس قسم کے رشتہ کا ہو عورتوں کے پرورش سے انکار نہیں کرسکتا۔ پرورش
اور ولایت ان دونوں الفاظ کے معنوں میں ایک عظیم فرق ہے اور ہر شخص جو
ان دونوں الفاظ کے معنوں پر سرسری نظر ڈالیگا وہ ضرور حیران و پریشان ہوگا
کہ پرورش سے ولایت کا مطلب کس بنا پر نکالا گیا۔ بلکہ یاگیولک کا قول مذکور
باب ازدواج میں مذکور ہے اوس سے یقیناً ظاہر ہوگا کہ اس قول سے مطلب صرف
اسی قدر ہے کہ کوئی عورت بلا ازدواج کے منفرد زندگی بسر کرنے کے لئے آزاد نہیں ہے

ہندو متنظم خاندان کی وضاحت

(۱۴۱) حقیقتاً یہ غلط تعبیر اون شارحین کی تھی
جو منو اور یاگیولک کے بنا پر اپنی شخصی رائے کو قائم کرنا چاہتے ہے۔ اس کے قبل ہی
ان شارحین کے غلط تعبیر کا نمونہ بتلایا گیا ہے اور یہ ایک جدید مثال ہے اچونکہ
شارحین مرد تھے انھوں نے بتدریج علم و عمل میں عورتوں کے حقوق محدود کئے اور
یہ اون کی حرکت مبنی بہ خود غرضی ہونے کا شبہ کیا جا سکتا ہے۔ البتہ یہ صحیح ہے
منو وغیرہ نے عورتوں کو (...) یعنے آزاد تصور نہیں کیا۔ ہندو طرز زندگی
کے نسبت یہ یاد رکھنا چاہئے کہ خاندان ایک جزو اعظم ہے اور ابتدائے زمانہ
سے اب تک ہندو شاستر کاروں نے ہندو خاندان کو ایک عجیب حرمت کی نگاہ سے
دیکھا ہے اور اس وجہ سے انھوں نے ہر امکانی کوشش سے خاندان کے وجود
اور تسلسل کو مد نظر رکھا۔ چنانچہ اسی بنا پر ہندو خاندان کے نسبت یہ اصول اختیار
کیا گیا ہے کہ ہندو خاندان ہمیشہ مشترک ہوگا اور اس انتظام خاندان جو مائل
اصول (Famoi Lia -) ہے[۱] اس کے نسبت زمانہ حال کی کوٹھی شراکتی کی

؎۱ انگوش جلد (۱) صفحہ (۳۸۸) سطر (۱۳)

تمثیل دی جاسکتی ہے[1]۔ باوجود اس کے کہ کوٹھی شراکتی میں کارندہ ایک شخص ہی ہوتا
ہے لیکن اوس کے حقوق کسی حالت میں شراکت دار سے زیادہ نہیں ہوتے۔ کارندگی
کے وجود سے شراکت داروں کے حقوق محدود ہوتے ہیں۔ چنانچہ بزرگ خاندان کو دفعہ
سابق میں لفظ (Manager) مستعمل تہا اور اس کا صحیح ترجمہ کارندہ ہوسکتا تہا۔ [illegible]
کو مدنظر رکھ کر زمانہ حال میں دو امور طے پا چکے ہیں کہ بزرگ خاندان یعنی (باپ) کو بیٹیا آزاد
ہونے کی صورت میں بروئے احکام متاکشرا اوس کے حقوق جائداد کی نسبت محدود
ہوجاتے ہیں اور بغیر رضامندی بیٹوں کے جائداد کو منتقل کرتا ہے نہ اوسپر بار عائد
کرسکتا ہے[2] بلکہ یہ بلحاظ ضرورت بیٹوں کو اختیار ہے کہ وہ اس سے حساب طلب
کریں[3]۔ اب تک عدالتوں نے ہندو خاندان کو قریب قریب شراکتی کے تصور کیا اور
لفظ (coparcener) اسی تصور کی وجہ سے مستعمل ہوا ہے لیکن مسٹر گھوش
اس تصور کو غلط بیان کرتے ہوئے ان دونوں میں اختلاف تبلانے کی کوشش
کرتے ہیں[4]۔ لیکن یہ اختلاف ضمنی قواعد کا ہے اصل اصول دونوں میں ایک ہی ہے
البتہ یہ صحیح ہے کہ شارحین نے جو مرد تھے حتی الامکان اصلی منشا کو مردوں کے لئے
مخصوص تصور کیا اور چونکہ اون کے ہاتھ میں تدوین نفاذ تھا حتی الامکان عورتوں
کو اون کے شاستری حقوق سے بیدخل کیا اور جملہ مفید امور مردوں سے بھی متعلق
کیا۔ اب زمانہ آیا ہے کہ عورتوں کی جانب سے ان شارحین سے محاسبہ کیا جائے
اور عورتوں کے دادرسی کا تصفیہ کیا جائے۔

کوٹھی شراکتی کے اصول پر ہر عورت مرد کے مساوی درجہ رکھتی ہے

(۱۴۲) فقرہ صدر میں یہ بھی تبلانے کی کوشش ہے کہ ترتیب خاندان ہندو مثل

[1] ہندو کوڈ مولفہ ڈاکٹر گور صفحہ ۲۶۲ – فقرہ (۱۰۳)
[2] دھرم شاستر ٹریلن صفحہ ۲۲۵ سطر ۱۲ – ۱۰ ۔ [3] دھرم شاستر گھوش جلد (۱) صفحہ ۳۴۰
[4] گھوش جلد (۱) صفحہ ۴۱۳ (و ۴۱۴)

کو ٹھی شراکتی تھی اور اسی اصول کی بنا پر مردوں کے جملہ حقوق کے نسبت تصفیہ ہو کر اب تک بھی وہی عمل جاری ہے تو کوئی وجہ نہیں معلوم دیتی کہ عورتوں کے نسبت اوس معیار سے غور نہ کیا جائے۔ مثل کو ٹھی شراکت کے ہندو خاندان میں شریک ہونے کے دو طریقے ہیں ایک تولد دوسرا شرکت۔ اور جس طور پر کو ٹھی شراکتی میں حصہ داری انہی دو طریقہ سے ہوتی ہے اوسی قسم سے خاندان میں بھی عمل ہوتا ہے تولد لڑکی سے اور ازدواج کے ذریعہ کسی عورت کو اوس خاندان میں کسی شخص کے ساتھ داخل کرانے سے لڑکی اپنے باپ کے حصہ متعلقہ سے اور بیوی اپنے شوہر کے حصہ میں شریک ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس عمل کی تائید موجودہ سلسلہ وراثت میں حسب ذیل اصول کے قایم رہنے سے ظاہر ہو سکتی ہے کہ سلسلہ وراثت میں بیٹے کے اور پوتے وغیرہ کے بعد بیٹی کا درجہ قایم کیا گیا ہے[1] اور جملہ ستیندوں کے بیوگان اپنے شوہر کے جانشین قرار دئے گئے ہیں[2]۔ المختصر یہ کہ تنظیم خاندان کو اب تک بھی مثل کو ٹھی شراکتی کے تصور کیا جا رہا ہے۔

(۱۴۳) اس لحاظ سے یاگیولک نے	یہ امتناع مماثل امتناع قانون معاہدہ ہے۔

خود مختاری سے جو محروم قرار دیا ہے وہ انہی عورتوں سے متعلق ہے جو ان دو طریقہ پر شریک خاندان ہوئے ہوں اور اقوال مذکور کا اثر قریب قریب قانون معاہدہ ہند دفعہ (۱۵ و ۲۵۳) کے مماثل ہے اور جس میں شریک کو منفرداً کسی ذمہ داری یا بلا رضامندی دیگر شرکا کے کسی فعل کے خود مختاری کے عمل سے ممانعت کی ہے اور اس بنا پر میں اس سنسکرت لفظ کا ترجمہ (خود مختاری) کرتا ہوں اور معلوم ہوتا ہے کہ دھرم شاستر کا منشا بھی یہیں تک تھا۔ چونکہ اس کی حیثیت بحالت کنواری وارڈ کی تھی۔ بحالت ازدواج شراکت کی تھی اور بحالت ضعیفی ولی کی تھی ان تینوں

[1] دھرم شاستر ٹریولین صفحہ ۳۸۷ ۔ [2] بیجا نتہ فقرہ (۳۶۴) متن (۲)

مدارج میں اس کو خود مختاری کا عمل محدود معنی میں ممنوع قرار دیا گیا تھا۔

عورتوں کے استحقاق نسبت لوازم تبنیت

(۱۴۴) اس قدر وضاحت کے بعد اب عورتوں کے استحقاق تبنیت کے فقرہ جات ذیل میں غور کیا جائیگا اور سلسلہ وار ان لوازم تبنیت کے نسبت جن کا ذکر باب (۲) میں کیا گیا ہے تفصیل کے ساتھ بحث ہوگی اور اون لوازم کے منجملہ حسب ذیل صورتوں میں فاصل کی ضرورت ہے اور مرد کے استحقاق کے نسبت تو بحث ہو ہی چکی ہے۔ صرف عورتوں کے استحقاق اس باب کا موضوع رہیگا۔

الف تبنیت کے لینے کی نسبت (ب) تبنیت میں دینے کی نسبت (ج) متبنیٰ ہونیکی نسبت

(د) ادائی رسومات کے نسبت

(الف) تبنیت میں لینے کی نسبت

(۱۴۵)[1] اتری کے قول کے لحاظ سے صرف ایسا شخص ہی متبنیٰ لے سکتا ہے جسکو بیٹا موجود نہ ہو۔ اس لئے یہ صاف طور پر ظاہر ہے کہ مرد ہر حالت میں متبنیٰ لیسکتا ہے اب غور طلب امر یہ ہے کہ کیا عورت متبنیٰ لے سکتی ہے؟

(۱) کنواری متبنیٰ نہیں لے سکتی اس وجہ سے کہ وہ نابالغ ہوتی ہے اور اوس کو کوئی فعل خود مختاری سے کرنا جائز نہیں ہے نیز وہ متبنیٰ کرنے کی مجاز اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ بحالت کنواری تولد اولاد سے مایوس نہیں ہوسکتی اور ایسی مایوسی سیوقت ناممکن ہے جبکہ وہ شادی کرنے کے بعد عرصہ تک انتظار کرے اور بعد از ازدواج کے چونکہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ شریک لاینفک ہوتی ہے اور اوسکی خود مختاری محدود ہو جاتی ہے اوس کو تبنیت کی اجازت اوس صورت میں ہے جس کا بیان

[1] فقرہ (۵۲) کتاب ھذا۔

تحت عنوان منکوحہ کیا جائیگا۔ کنواری کے تبنیت نہ لینے کی تیسری وجہ یہ ہے کہ شاستراً ایسا بچہ جس کی رسم زنار بندی نہوی ہو اور ایسی لڑکی جس کی شادی نہ ہوی ہو شخص کی تعریف میں داخل نہیں ہوتے بلکہ شادی شاستراً لوازمات زندگی تصور کیا گیا ہے[1] اور یہ دونوں امور ایسے ناقابلیت کے باعث ہیں کہ جس سے نہ وہ تبنی لے سکتے نہ اوس کی تکمیل مذہبی یا دنیاوی نکتہ نظر سے کر سکتے ہیں۔ چنانچہ دینے اور لینے کی رسم میں عورتیں اس وقت تک حصہ نہ لیں گے جب تک وہ بعد ازدواج شخص کی تعریف میں داخل نہ ہوں اور چونکہ ازدواج کے ساتھ اون کے حقوق دوسرا پہلو اختیار کرتے ہیں۔ ہر حالت میں یہ طے شدہ امر ہے کہ کنواری تبنی نہیں لے سکتی۔ اور گلاب چندر سرکار نے اس بارہ میں زمانہ قدیم کے امور سے اتفاق کرتے ہوے کہ کنواری لڑکیاں تبنی لے سکتی ہیں یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ہندو کنواری کا تبنی لینا بہ لحاظ اس کے کہ وہ بلا شادی کے نہیں رہ سکتے۔ ایک محض اصولی بحث ہے اور اوس کے نسبت مزید غور کرنا بے سود ہے[2] تاہم اون کا ذاتی رجحان کنواریوں کو تبنیت کی اجازت دینے کی طرف ہے[3] مگر اس سے اتفاق نہیں کیا جاتا کہ انھوں نے اس امر کو نظر انداز کیا کہ شاستراً کنواری اور نابالغ کو بغیر ازدواج کے شخصیت ہی حاصل نہیں ہوتی۔

(۱۴۶) اب منکوحہ عورتوں کے نسبت بحث کیجائیگی۔ بحوالہ اقوال منو یاگیولک کے وششٹھ	منکوحہ عورت شوہر کے رضامندی کے بغیر متبنی نہیں کر سکتی۔

اور بودھائن نے منکوحہ عورتوں کے نسبت یہ طے کیا ہے کہ وہ اپنے شوہر کے رضامندی کے بغیر تبنی نہیں لے سکتے[5] اور اس بارہ میں کم و بیشی کے ساتھ جملہ شارحین نے یہی

[1] ہندو کوڈ مولفہ ڈاکٹر گور صفحہ ۲۲۳ فقرہ ۱۲۴۔ نوٹ (۱۱)
[2] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۲۹ سطر ۹-۱۰-۱۱۔ [3] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۲۶ سطر ۸ تا ۲۰۔
[4] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۲۶ سطر ۱۹ تا ۲۱ [5] قانون " " ۲۲۰ سطر ۶ و ۷۔

اصول اختیار کیا ہے لیکن لفظی تعبیر کی وجہ سے اس فقرہ کے دو معنی دو مختلف مکاتب میں اختیار کئے گئے ہیں جس کی نسبت آئندہ بحث ہوگی۔ اب دیکھنا یہی ہے کہ اصول صدر کس حد تک صحیح ہے۔ اصولاً جب زن و شوہر ایک دوسرے کے مساوی اور شریک لاینفک ہیں تو یہ لازم ہے کہ کوئی شخص خود مختاری سے یا دوسرے کے مرضی کے خلاف تبنیٰ نہ کرے۔ چنانچہ اس کے قبل یہی رائے ظاہر کردی گئی ہے کہ مرد یا عورت ایک دوسرے کے مرضی کے خلاف تبنیٰ نہیں لے سکتے[1]۔ اور اس اصول سے کوئی عورت بہ حیات شوہر اس کی اجازت و رضامندی کے بغیر تبنیٰ نہیں لے سکتی اور قول صدر کے لحاظ سے جملہ مکاتب دھرم شاستر میں یہ تسلیم کیا گیا ہے اور نند پنڈت نے بھی اقوال صدر کا یہی نتیجہ نکالا ہے لیکن چونکہ وہ عورتوں کے حقوق محدود کرنے والے شارحین کے خیالات کے زیر اثر تھا اوس نے اس بنا پر کہ شوہر کو بہ مقابلہ عورت کے فوقیت حاصل ہے یہ خیال کر کے کہ شوہر کا فعل تکمیل ہونے کی وجہ سے عورت پر ہی لازم ہو جاتا ہے۔ اور ایسا تبنیٰ لڑکا اوس عورت کا بھی بلا اوس کے رضامندی کے و شرکت کے بیٹا ہو سکتا ہے۔ تبنیت میں عورت کی ناراضی و اختلاف نظر انداز کیا گیا ہے اور چونکہ یہ کتاب بالکلیہ حالیہ زمانہ کی ہے اور اس کتاب کا انگریزی ترجمہ ابتدائی عہد حکومت برطانیہ میں موجود تھا۔ ان ہی خیالات کی تتبع انگریزی ججوں نے کئے اور یہ طے کیا مرد بغیر رضامندی زوجہ کے تبنیٰ کر سکتا ہے[2] اور عورت بغیر رضامندی و اجازت شوہر تبنیٰ نہیں کر سکتی[3] حتیٰ کہ شوہر کے مرنے کے بعد بھی عورت کو تبنیت لینے کی اجازت کے بغیر تبنیٰ کرنا ناممکن ہے۔ صرف بمبئی ہائیکورٹ نے ہی اس قول کا صحیح اور معقول نتیجہ نکالا کہ منکوحہ عورت بہ موجودگی حیات شوہر کے تبنیٰ لے نہیں سکتی[4]۔ البتہ اسکے

ع۱ کتاب ہذا فقرہ (۴۹) ع۲ ٹریولین صفحہ ۱۱۱ سطر ۲۷-۲۸ و صفحہ ۱۱۲ نوٹ (۱) ع۳ فقرہ ۱۴۶ کتاب ہذا۔ ٹریولین صفحہ ۱۱۹ سطر ۳-۴-۵۔ ع۴ ٹریولین صفحہ ۱۱۹ سطر ۳-۴-۵۔

وفات کے بعد اوس کو اختیار کیا ہے کہ وہ تبنّیٰ کرے [1] کیونکہ اجازت کی شرط صرف شوہر کی موجودگی سے متعلق تھی لیکن دیگر ہائیکورٹوں نے عورتوں کے درجہ کے بنسبت اور اون کے اختیارات کے بنسبت غلط فہمی مروجہ کے بنا پر یہ طے کیا کہ شوہر کے حیات میں تو تبنیت کا فعل عورت کے لئے جائز نہیں ہے نہ اوس کی ضرورت ہے کہ اوس کی رضامندی یا شرکت سے مرد تبنّیٰ کرے بلکہ اوس کی وفات کے بعد بھی بلا رضامندی اس کی تبنیت نہیں کرسکتی ہے بنابر اقوال متذکرہ ماسبق چونکہ ان لوگوں نے اس بچاری کا وجود ہی تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ کنواری ازدواج اور ضعیفی ان تینوں حالتوں میں اوس کا مالک کامل باپ۔ شوہر اور اولاد یا دیگر رشتہ دار کو قرار دیا تھا۔ انھوں نے شوہر کی وفات کے بعد بھی بغیر اجازت شوہر یا سپنڈوں کے اوس کی تبنیت کو ناجائز قرار دیا ہے۔

بیوگان کی حقوق تبنیت کے بارہ میں

(۱۴۷) الغرض یہ ظاہر ہوا کہ شوہر کی موجودگی میں تبنّیٰ کرنے کے اختیارات اوس کی رضامندی و اجازت پر منحصر ہیں۔ دونوں متفق ہوں تو بلا وقت تبنیت واقع ہو جاتی ہے اور رضامندی نہ ہونے کی صورت میں چونکہ ایک شریک اعظم مخالف ہے تبنیت واقع نہیں ہوتی اور عورتوں کے بنسبت یہ اصول جملہ ہائیکورٹوں نے وجملہ مکاتب دھرم شاستر والے نے تسلیم کیا ہے۔ لیکن سب سے بڑی بحث اون تبنیتوں کے بنسبت باقی رہی جو بعد وفات شوہر کے بیوہ کرتی ہے اور اس کے بنسبت حسب ذیل امور غور طلب ہو جاتے ہیں

اولاً کیا شوہر کی اجازت لازمی ہے

دوم اس کی حیثیت کیا ہے۔

بہرحال یہ دونوں پہلوئیں ایک دوسرے میں ایسے شامل ہیں کہ اون کو علیحدہ علیحدہ کرکے اون کے بنسبت بحث کرنا ناممکن ہے۔

مکتب بمبئی میں اجازت شوہری

(۱۴۸) اجازت شوہری کے نسبت مکتب بمبئی اور دیگر مکاتب ہندوستان میں ایک عظیم فرق ہے بمبئی میں یہ تسلیم کیا ہے کہ بیوگان بغیر اجازت شوہر کے تبنی لے سکتے ہیں کیونکہ انھوں نے دتاک چندرکا کے اصول کو اختیار کیا ہے کہ صریح ممانعت کے عدم موجودگی میں رضامندی تصور کیجائے[۱] اور سکوت بمنزلہ اقبال کے بنا پر بیوگان کو تبنی کرنے کی اجازت دی ہے اور دوسری وجہ یہ تھی بمبئی ہائیکورٹ نے عورت کو شوہر کا کارندہ تصور نہیں کیا بلکہ ایک شریک مساوی کا درجہ اوس کو عطا کیا جسکی وجہ سے جو فعل شوہر نے ناتکمیل چھوڑا تھا عام فائدہ خاندان دزن وشوہر کو مدنظر رکھکر اپنے شوہر کے روحانی فائدہ کے غرض سے کیا۔ بلکہ مسٹر مین[۲] نے اسی کو بدیں الفاظ ظاہر کیا ہے کہ عورت محض کارندہ متصور نہیں کی گئی بلکہ متوفی شوہر کا بقیہ نصف ہے اور اس لحاظ سے اس کو اختیار ہے کہ اپنی خود مختاری کی عمل میں لاکر تبنی کرے۔ جو کسی دوسرے شخص کے جانب سے تکمیل نہیں پا سکتی تھی۔"

الغرض یہ ظاہر ہے کہ بیوگان بروئے مکتب بمبئی بغیر رضامندی اور اجازت شوہر کے تبنی لے سکتی ہے لیکن ہائیکورٹوں کے متضاد آرا نے ایسا پریشان کیا کہ انھوں نے اس اصول کو بھی حسب ذیل قیود سے محدود کردیا۔

(۱) صریح ممانعت شوہر کی صورت میں زوجہ تبنی نہیں کرسکتی[۳]

(۲) اگر بیوہ کا شوہر خاندان مشترکہ کا رکن ہو تو تبنیت نہیں لے سکتی[۴]

مکتب مدراس میں شوہر یا اوس کے سپنڈوں کی اجازت لازمی ہے

(۱۴۹) مدراس دیگر ہائیکورٹوں نے زوجہ کو ایک کارندہ تصور کیا ہے اور اس لحاظ سے

---

[۱] چندرکا باب (۱) فقرہ (۳۲)   [۲] دھرم شاستر صفحہ ۱۰۷

[۳] دھرم شاستر مولفہ ٹریولین صفحہ ۱۲۰   [۴] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۱۵(۱)۔ ٹریولین صفحہ ۱۲۵ نوٹ (۲)

انہوں نے یہ لازم قرار دیا کہ بیوہ تبنّیٰ کرنے کے لئے اُس وقت تک مجاز نہیں ہے جب تک کہ اوس کے شوہر نے اس کو صریح اجازت نہ دی ہو۔ اور یہ صحیح ہے کہ کوئی کارندہ اپنی اصل کے ہدایت یا اجازت کے بغیر یا اوس سے متجاوز کام نہیں کرسکتا۔ لیکن یہ اصول بھی غلط ہے کیونکہ کارندگی اصل کے وفات کے بعد باقی نہیں رہتی تو ایسی حالت میں اجازت شوہری کا نفاذ اس اصول کے لحاظ سے بہ حیات و بہ موجودگی شوہری ہونا چاہئے۔ کارندگی کا اصل اصول کے وفات کے بعد نافذ رکھنا ایک ایسا امر ہے جو صریحًا اصول قانون حالیہ ودھرم شاستر کے خلاف ہے۔ باوجود اس کے یہ بھی صحیح ہے کہ مدراس اور پنجاب کے ہائیکورٹوں نے یہ طے کیا ہے کہ بیوگان باجازت شوہر یا سپنڈوں کے تبنّیٰ کرسکتی ہیں اور اجازت کے جز کو بہت سختی کے ساتھ جانچی جاتی ہے۔ یعنے اگر شوہر نے کسی مخصوص لڑکے کو تبنیت میں لینے کی اجازت دی ہو تو اوس کی اجازت کے خلاف دوسرے لڑکے کی تبنیت جائز قرار نہیں دی ہے باوجود اس کے کہ نامزد شدہ لڑکا تبنیت میں لیا جانا ممکن نہ تھا[1] بایں ہمہ یہ بات اب فیصلہ جات ہائیکورٹوں سے ظہور پذیر ہو رہی ہے کہ اجازت شوہری کے جز کو سختی سے بچنے کا عمل اصلاح پایا ہے۔ چنانچہ چند مقدمات میں اسی بنا پر کہ شوہر نے صریح طور پر ممانعت نہیں کی تھی۔ سپنڈوں کی اجازت سے تبنیت کو انجام دینا جائز تصور کیا گیا[2]۔

طریقہ بنگال و بنارس میں اجازت شوہری بالکلیہ لازمی ہے

(۱۵۰) بنگال کا طریقہ مدراس اور بمبئی سے مختلف ہے مگر ان میں فرق یہی ہے کہ برخلاف

ع۱ گورو ناتھ چودھری بنام اپنورتا بنگال صدر دیوانی عدالت بابتہ ۱۸۵۳ء صفحہ (۳۳۲)
ع۲ کلکٹر آف مدرا بنام رام بیگ سوامی۔ ۱۲ مورس انڈین اپیلس صفحہ ۴۴۲-۴۴۵

مدراس کے انھوں نے عورتوں کو کارندہ تصور نہیں کیا ہے۔ بہ حیثیت شریک کے انکو اپنے شوہر کے روحانی فائدہ کے لئے تبنّی کرنے کا مجاز گردانا ہے۔ البتہ مثل مدراس کے اجازت شوہری لازمی امر گردانا۔ ادھر بمبئی کے اصول کے خلاف انھوں نے اجازت کو مقدم سمجھا۔ حالانکہ اصول شراکت کے لحاظ سے اوس کو بھی شراکتی کی ملک اس عورت پر منتقل ہو چکی تھی۔ اور اس لحاظ سے کسی شخص کی اجازت کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ کسی لحاظ سے بھی متوفی کے زوجہ سے مرجح حقوق و درجہ مافوق کسی کو حاصل نہیں تھے بہرحال مکتب بنگال کے لحاظ سے بھی اجازت کی شرط مقدم ہے البتہ سپنڈوں کی اجازت بے ضرورت قرار دی گئی ہے۔ مکتب بنارس میں بھی زوجہ کو تبنیت کے لئے اجازت شوہری مقدم مانی گئی ہے۔ خواہ اس کی حیات میں ہو یا بعد اور بالآخر یہ طے کیا گیا ہے کہ عورت صرف اپنے شوہر کے اجازت کے بنا پر ہی تبنّی لے سکتی ہے[1]

خلاصہ بحث

(۱۵۱) بہرحال اس بحث سے جو فقرہ جات صدر میں کی گئی ظاہر ہوگا کہ مختلف مکاتب میں وشسٹھ کے قول کے مختلف تعبیرات کے بنا پر مختلف عملیات ہو رہے ہیں۔ کسی نے زوجہ کو کارندہ قرار دیا۔ مگر ساتھ ہی اوس کے اصل کے وفات کے بعد بھی اوس کا نفاذ قایم رکھا۔ کسی نے زوجہ کو شریک لاینفک قرار دیکر اوسکو اپنے متوفی شوہر کے روحانی فایدہ کے لئے تبنیت کرنا جائز قرار دیا۔ اور سوائے بمبئی کے بنگال جیسے وسیع دل مکتب[2] نے بھی اجازت شوہری شرط قرار دی۔ مدراس میں زوجہ کو عمر بھر تک نابالغ تصور کر کے اجازت شوہری کے ساتھ سپنڈون کی اجازت بھی کافی تصور کی ہے۔ الغرض یہ یوروپین ججوں کے وسیع دلی کا نتیجہ ہے کہ باوجود ان قیود کے، جو درمیانی شارحوں نے قایم کئے تھے۔ امکانی وسعت پیدا کی۔ مگر ان تمام مکاتب کے عمل کو اصلی اصول و رتبہ زوجہ کو مدنظر رکھنے کے بعد یہ ظاہر ہوگا کہ

[1] ۱۲ - الہ آباد صفحہ ۳۲۸ -

[2] دھرم شاستر مولفہ ٹریولن صفحہ ۱۱۹ سطر ۱۲-۱۳ -

زن وشوہر کے تعلقات کے لحاظ سے یہ لازمی امر ہے کہ اگر شوہر احیاناً اپنے روحانی فائدہ کے لئے متبنیٰ کرنے یا اجازت دینے میں تساہل کرے تو بہ لحاظ رتبہ زوجگی بیوہ اوس فعل تاکمیل کو بطور خود کر سکتی ہے اور چونکہ زن وشوہر کے منضمہ شخصیت کی وجہہ سے شوہر کی وفات کے بعد بیوی پر لازم تریں فرض ہے کہ وہ تبنیٰ کرے۔ اور بادی النظر میں منجملہ متعدد مکاتب کے مکتب بمبئی کا عمل اصول اور وسیع دلی شاستراً وانصافاً درست ہے اور اب چونکہ دہرم شاستر کے اصل منشاء کو دریافت کرنا آسان ہوگیا ہے یہ توقع بیجا نہ ہوگی کہ بتدریج تمام ہندوستان کے لئے ایک ہی اصول اختیار کئے جائینگے۔ کیونکہ درمیانی تفریقات ایک حد تک پنڈتوں کی لاعلمی اور یوروپین ججوں کی غلط فہمی کے نتیجے ہیں۔

(۱۵۲) ایک اور سوال بھی پیدا ہوسکتا ہے کہ کیا عورت اپنے لئے متبنیٰ کر سکتی ہے؟ کیونکہ مثل مردوں کے اوسکو بھی روحانی فائدہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ لیکن انضمام

عورت اپنے لئے تبنیٰ نہیں کر سکتی مگر شوہر کے روحانی فائدہ کی غرض سے کر سکتی ہے اور کوئی سپنڈ ایسی راجازت دینے کے لئے موجود نہ بھی ہو تو تبنیت جائز ہوگی۔

شخصیت زن وشوہر کے مدنظر رکھنے کے بعد یہہ سوال بیکار ثابت ہوگا۔ کیونکہ شاستر نے ان دونوں کو دین اور دنیا میں ایسا شریک قرار دیا ہے کہ ایک دوسرے کو ترک کر کے کسی فعل کو انجام دینا اوس فعل کو کالعدم قرار دینے کے علاوہ زن وشوہر کے اس عمل کو منو نے بے وفائی کے لقب سے ملقب کیا ہے اور خاص طور پر تنبیہ کیا ہے کہ کسی حالت میں زن وشوہر کو ایک دوسرے کے ساتھ بے وفائی نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ ایسی بے وفائی شادی کے وقت جو اقرارات حلفی کئے جاتے ہیں۔ اوس کے خلاف ہونے کی وجہہ سے بے وفائی کے عمل کو مذہب اور اخلاق کا ایک عظیم گناہ تصور کیا ہے۔ ایسی گہری وابستگی زن وشوہر کے پیش نظر رکھنے کے بعد مرد یا عورت کا ایک

دوسری کی مرضی کے خلاف یا منفرداً تبنیت کا کرنا شاستراً کالعدم ہوگا۔ لیکن
مردوں کی حکومت میں یہ شاستری احکام نظر انداز کئے گئے ہیں اور شوہر کو
خلاف منشا شاستر یہ وسیع اختیارات دئے گئے کہ وہ اپنی زوجہ کی مرضی کے
خلاف بھی متبنیٰ کرسکتا ہے اور ایسی صورت میں بھی زوجہ اپنے لئے بیٹا نہیں لے سکتی
مگر یہ تصفیہ اون صورتوں کے نسبت ہوا جبکہ زن وشوہر زندہ اور موجود ہوں بالفرض
ایک ایسی عورت ہے جس کے شوہر نے بوقت وفات اجازت دینا بھول گیا یعنی
میں ایسی صورتوں میں ممانعت نہ کرنے سے یہ تصور کیا جاتا ہے کہ اوسکی معنوی اجازت
بھی تھی مگر مدراس نے اس صورت میں سپنڈون کی اجازت لازم گردانا ہے مگر بالفرض
کوئی سپنڈ بھی نہ ہو تو ایسی صورتوں میں کیا اجازت کے نہ ہونے سے اوس کے استحقاق
زایل ہونگے؟ اور کیا وہ اپنے شوہر کی شریک لاینفک ہونے کے باوجود بھی اوسکو
پُت نامی دوزخ سے بچانے کی کوشش نہیں کرسکتی۔ اصولاً ایسی امتناع درست
نہیں ہے اور مسٹر گلاب چندر شاستری نے جملہ شاستروں کے اقوال کے موازنہ کے
بعد یہ رائے ظاہر فرمائی ہے کہ[1] زمانہ قدیم میں تبنیت کا طریقہ مماثل طریقہ وصیت
و انتقال جائداد تھا۔ اور کسی عورت کا کیا ہوا متبنیٰ اوس اصول کے لحاظ سے اپنی
ماں کی جائداد کا مستحق قرار دیا جاسکتا ہے۔ باوجود اس کے کہ کسی خاص وجہ سے
وہ اس کے متبنیٰ ماں کے شوہری جائداد سے محروم کیا گیا ہو۔ بلکہ اون تصانیف
کے منجملہ دتک[2] درپن میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ بیوہ اپنے شوہر کے سپنڈون کے
اجازت کے بغیر بھی متبنیٰ کرسکتی ہے۔ اس لحاظ سے اون صورتوں میں جبکہ اجازت
شوہری حاصل کرنا ممکن نہ ہوا ہو اور اپنے شوہر کے روحانی فائدہ کی غرض سے
تبنیت کرنے کی اجازت عدم موجودگی سپنڈون کی وجہ اون سے حاصل کرنا

ع[1] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۱۹۔ ع[2] ملاحظہ ہو مقنن دکن جلد (۲)، نمبر (۲)، صفحہ ۱۸۴ و قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۲۴ سطر ۹ و ۵

ناممکن ہو۔ یہ صاف طور پر ظاہر ہے کہ عورت اوس کے رتبہ زوجگی و اختیارات نیابتی کے لحاظ سے ضرور تبنیت کر سکتی ہے۔ کیونکہ ایسی اجازت رضامندی محض اس اطمینان کے غرض سے مشروط قرار دی گئی ہے کہ تبنیت محض روحانی فائدہ کے انجام مذہبی فرائض کی غرض سے تکمیل کی گئی ہو۔ اور جب کوئی عورت اپنے شوہر کے روحانی فائدہ کے غرض سے تبنیت کرے تو وہ قابل منظوری ہے بلکہ ایک مقدمہ میں یہ طے کیا گیا ہے کہ بیوہ کا استحقاق تبنیت شوہر سے جائداد اور اثاثا حاصل کرنے پر منحصر نہیں ہے اور کوئی شوہری جائداد اوسکو نہ ملے بھی تو وہ مجاز تبنیت ہے[1] اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر عورت اپنے شوہر کی جائداد کے واسطے تبنی نہ کر سکے تو اپنے ستری دھن کے واسطے کر سکتی ہے[2]

دو بیوگان کی تبنیت (۱۵۳) لیکن ایسے اختلافات عملاً شاذ ہی پیش آتے ہیں جبکہ کسی مرد کو ایک ہی عورت ہو مگر جس نے دو بیویوں کا لطف بہ طیب خاطر قبول کر لیا ہے اس کی شکل کچھ پیچیدہ ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے قبل باب ہفتم میں ڈبل تبنیت (بوقت واحد یا یکے بعد دیگرے) ناجائز ہونا قرار دیا گیا ہے۔ مگر عملاً اس قسم کے پیچیدہ مقدمات عدالتوں کے سامنے متعدد مرتبہ پیش ہو چکے ہیں۔ شوہروں نے بستر مرگ پر بھی اپنی ڈبل بیبیوں سے بے مروتی سے کام نہیں لیا۔ اور مروتاً یکے بعد دیگرے دونوں کو علیحدہ علیحدہ تبنیت کی اجازت دی اور ایسی صورتوں میں دونوں نے تبنیت کی فیصلہ جات میں ہر مقدمہ کی علیحدہ نوعیت کو مدنظر رکھ کر فیصلہ فرمایا جس وجہ سے ان جملہ مقدمات کو کسی ایک اصول سے مطابقت نہیں کیا جا سکتا ہے۔

---

[1] ہندو کوڈ مولفہ ڈاکٹر گور ضمیمہ۔ صفحہ (۹۱۱) پرتاپ سنگھ بنام اگر سنگھ ۴۳ مدراس لاجرنل صفحہ ۵۱۱
[2] امبیکا چندر نرائین بنام وشینو گوبند سنگھ موزہ انڈین اپلیس جلد ۲، صفحہ ۱۷، مقنن دکن جلد ۲ نمبر ۱ صفحہ ۱۸۸
[3] فقرہ جات (۷۷)، لغایت (۸۱) کتاب ھذا۔

کونسی زوجہ مستحق تبنیت ہے (۱۵۲) باوجود اس کے کہ سوائے مخصوص صورتوں کے ڈبل تبنیت بوقت واحد قطعاً کالعدم قرار دی گئی۔ اور یکے بعد دیگرے کے صورت میں تبنیت مابعد کو کالعدم قرار دیا گیا۔ چند ایسے مقدمات پیش ہوئے تھے جنمیں یہ بحث پیش تھی کہ دونوں بیویوں کی صورت میں اور دونوں کو اجازت کی صورت میں کونسی بیوی تبنی لے سکتی ہے؟ کیونکہ ڈبل تبنیت اس وجہ سے کالعدم ہوگئی کہ وقت واحد میں دو تبنی لڑکے نہیں ہوسکتے۔ شاستر نے صرف ایک ہی لڑکا تبنی کرنے کا اختیار دیا ہے۔ اوس سے تجاوز نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہئے کہ ایسی تبنیت کالعدم ہونے سے بھی عورتوں کے استحقاق نسبت تبنیت لینے کے زایل ہوئے۔ زوجہ کو بہ اجازت شوہر تبنیت کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اب صرف دیکھنا یہ ہے کہ ایسا اختیار کس زوجہ کو حاصل ہے۔ جس کو ایک ہی بیوی ہو۔ اوس کے نسبت تو کوئی بحث پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن جو شخص دو بیویوں کی مروت میں مبتلا ہے اوس کے نسبت ہی یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے بستر مرگ پر وہ بے مروتی تو نہیں کرسکتا۔ اور دونوں بیویاں اجازت شوہری کے بنا پر تبنی کر لیتے ہیں اور اس بے مروتی کا بار عدالت پر عاید ہوتا ہے کہ وہ شاستر اور اصول کے موافق فیصلہ کرے۔ لیکن یہ امر بھی درج کرنے کے قابل ہے کہ پریوی کونسل بھی ایسی مروت کے زد میں آئی۔ اور بہ مقدمہ رنگما بنام اچا ایک عجیب اصول اختراع کیا گیا کہ ڈبل تبنیت یکے بعد دیگرے میں تبنیت مابعد کالعدم ہے لیکن تبنی اولے کی رضامندی تبنیت مابعد جائز قرار دی جا سکتی ہے۔ مگر جب اوس کے بعد دھرم شاستر کا اصلی منشا پریوی کونسل کے حکاموں پر ظاہر ہوا تو انھوں نے شاستری اصول کی پابندی سختی کے ساتھ آغاز کی۔

شاستر۔ چونکہ زوجہ کلاں کو درجہ تبنیت حاصل ہے اسکی شرکت کے بغیر مذہبی رسومات انجام نہیں پاسکتے اوس کو حق ترجیح حاصل ہے۔
زوجہ خورد ... تبنیت کرنے کی صورت میں یا اوسکی اجازت سے کرسکتی ہے۔

(۱۵۵) اب بحث یہی ہے کہ منجملہ دو اجازت یافتہ بیوگان کے تبنیٰ کون کرسکتی ہے اور اوس کا جواب یہی ہوسکتا ہے کہ جو پہلے تبنیٰ کرے جائز ہے کیونکہ ڈبل تبنیت یکے بعد دیگرے میں تبنیت مابعد کالعدم ہے۔ اب چونکہ ڈبل تبنیت بوقت واحد کالعدم ہے اور یکے بعد دیگرے میں تبنیت مابعد کالعدم ہے۔ ڈبل بیوگان کی صورت میں ہر وقت ہر بیوہ اس امر کے ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ اس کی تبنیت پہلے ہونا ثابت کیجائے اور ایک ایسا پیچیدہ مسئلہ ہے کہ اوس کے لئے ہر عدالت ہر مقدمہ کے خاص حالات کے لحاظ سے علیحدہ فیصلہ کرسکتی ہے۔ بلکہ ایک ہی مقدمہ کے نسبت مختلف حکام مختلف آرار کا اظہار کرسکتے ہیں۔ اس لئے چند مقدمات میں اس پیچیدگی کو حل کرنے کی کوشش اس بحث سے کی گئی ہے کہ شاستراً منجملہ دو بیوگان کے تبنیت لینے کی مجاز کون ہے۔ اور اس کا انحصار محض اس نتیجہ پر رکھا گیا ہے کہ اجازت دہندہ کی نیت کیا تھی۔ کیا وہ یہ چاہتا تھا کہ دونوں بیوگان مشترکاً تبنیت کریں یا یہ چاہتا تھا کہ وہ علیحدہ علیحدہ دو تبنیٰ کریں۔ مگر ایسے منشار کا لگان ایک بہت پیچیدہ امر ہے کیونکہ عموماً ایسی اجازتیں بستر مرگ پر دی جاتی ہیں شوہر اگر بیوگان سے کام لینا چاہتا تو اپنی حیات میں ہی ایک تبنیٰ لے لیتا۔ جس کو شاستراً دونوں بیوگان اپنا بیٹا کہہ سکتے تھے۔ لیکن جب دونوں کو اجازت دی گئی ہو تو اوسکو مشترکہ اجازت تصور کرنا اصولاً غلط ہے کیونکہ پریوی کونسل نے یہی اصول اختیار فرمایا ہے[۱]۔ اور کلکتہ اور مدراس نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ جب دو بیوگان

[۱] ۲۷ مدراس صفحہ ۱۹۹۔ وینکٹ نرسیمہوان بنام بارتہ سارتہی۔ انڈین اپیلس جلد (۱) صفحہ (۵۱)

کو اجازت دی جائے تو منفرداً اجازت متصور ہوگی[1] البتہ ان دونوں کے منجملہ ایک فوت ہو جانے کی صورت میں پسماندہ زوجہ مجاز تبنیت قرار دی گئی ہے[2] لیکن عام طور پر زوجہ کلاں کو ایسی صورت میں ترجیح دی گئی ہے۔ اور زوجہ خورد کو اوس صورت میں اختیار دیا گیا ہے۔ جبکہ زوجہ کلاں انکار کرے[3] اور یہ طے کیا گیا ہے کہ زوجہ خورد صرف یہ اجازت و رضامندی زوجہ کلاں تبنیت کر سکتی ہے[4]۔ اور مدراس ہائیکورٹ نے زوجہ کلاں کے نسبت یہ طے کیا ہے کہ اوس کو زوجہ خورد کی رضامندی یا شرکت کے انتظار کی ضرورت نہیں ہے[5] اور ہائیکورٹوں نے زوجہ کلاں کو بھی اس بارہ میں جو ترجیح ہونا تسلیم کر کے یہ طے فرمایا ہے کہ منجملہ دو بیوگان اجازت یافتہ کے چھوٹی زوجہ نے پہلے تبنی کیا ہوا اور بڑی زوجہ نے بعد میں کیا ہو تب بھی زوجہ کلاں کی تبنیت (ما بعد) کی وجہ چھوٹی بیوہ کی (ما قبل بھی) کالعدم ہو جاتی ہے[6] اور مصنفین نے بھی اس تصفیہ کو معقول قرار دیا ہے[7] اور اس کی اصلی وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ مذہبی رسومات کی انجام دہی بغیر شرکت زوجہ کلاں کے نہیں ہو سکتی[8]

(ب) تبنیت دینے کے نسبت

(۱۵۶) اس بارہ میں اتری اور منو کے قول کے بنا پر جو بحث باب ہشتم میں کی گئی ہے اس سے ظاہر ہوگا کہ تبنیت میں دینے کا کام عام طور پر نہیں دیا گیا ہے اور یہ حق صرف باپ اور ماں کے لئے ہی مخصوص کیا گیا ہے۔ اس بارہ میں وششٹھ کا قول یہی مقدم ہے کہ بلا اجازت شوہر وہ

عورت بلا اجازت شوہر تبنیت میں دیسکتی ہے۔

---

[1] مشرت پرشادیال بنام رام نہی۔ کلکتہ ویکلی نوٹس جلد (۱۷) صفحہ ۳۱۹ [2] انڈین کیسس جلد ۳ صفحہ ۱۶۰ [3] بجیہ کرشنا بنام ریجنیت ۳۸ کلکتہ صفحہ ۶۹۴ (۵۵ بمبئی ہائیکورٹ صفحہ (۱۸۱) [4] انڈین کیسس جلد (۲۷) صفحہ ۵۷۵، [5] نارائن سوامی بنام منگل مدراس جلد ۲۶ (پریوی کونسل) صفحہ ۳۱۵۔ [6] قانون تبنیت منو صفحہ $\frac{267}{8}$ نوٹ [1] صدر [7] گھوش جلد (۱) صفحہ ۶۸۱۔ [8] گھوش جلد (۱) صفحہ (۶۸۰)

اپنے بیٹے کو تبنیت میں دے نہیں سکتی۔ اور یہ حکم اوس صورت سے متعلق ہوگا جبکہ اوس کا شوہر فوت ہو چکا ہو۔ اور چونکہ اس بارہ میں صراحت کے ساتھ ماں کا درجہ باپ کے مساوی قرار دیا گیا ہے اور سوائے ان دونوں کے کسی کو اختیار نہ دینے کے علاوہ صراحت کے ساتھ یہ حکم درج ہے کہ یہ اختیار کسی پر منتقل نہیں کیا جاسکتا۔ ایسی حالت میں یہ بات ظاہر ہے کہ بہ حیات وبموجودگی شوہر بقیہ جملہ حالتوں میں ماں اپنے بیٹے کو تبنی دے سکتی ہے اور اس اصول فوقیت ذکور کی بنا پر شاستر کار اور یوروپین ججوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ جب تبنیت کے نسبت ماں اور باپ میں اختلاف ہو یا دونوں علیحدہ علیحدہ اشخاص کو دینا چاہتے ہوں تو مرد کی رائے ہی غالب رہے گی[1]۔ حالانکہ بہت طول طویل بحث کے بعد میں نے فقرہ (۹۸) میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ ایسی صورت میں تبنیت کالعدم قرار دی جائے۔ کیونکہ اولاد کے نکتہ نظر سے شاستر کاروں نے ماں کا درجہ بہ مقابلہ باپ کے ارفع رکھا ہے۔

(ج) تبنیت میں لئے جانے کے نسبت

یعنے یہ کہ کیا لڑکی تبنی کیجا سکتی ہے اتری اور منو کے قول کے لحاظ سے بیٹے کا قایم مقام بیٹا کرنا مقصود ہے اور اس بارہ میں صراحت کے ساتھ احکام موجود ہیں لیکن قدیم زمانہ میں لڑکیوں کی تبنیت بھی جائز تھی۔ چنانچہ پانڈوں کی ماں کنتی تبنی لڑکی تھی۔ اور روشر تھ راجہ کی بیٹی شانتا کو لوم پاد راجہ نے تبنیت میں لیا تھا[2]۔ اور اسی بنا پر دتک میمانسا نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ لڑکی کی تبنیت جائز ہے[3] کیونکہ وہ حجت پیش کرتا ہے کہ جو ثواب اور روحانی فائدہ بیٹا پہونچا سکتا ہے وہ بذریعہ کنیادان یا تولد نواسہ سے حاصل ہو سکتے ہیں اور جب یہ غرض ذریعہ

---

[1] نارائن سوامی بنام کپوسوامی (۱۱) مدراس صفحہ (۴۷) [2] گھوش جلد (۱) صفحہ (۶۵۱)
[3] دتک میمانسا باب (۷) فقرہ ۱۷ و ۱۶۔

بیٹی کے حاصل ہوسکتی ہے تو کوئی وجہہ معلوم نہیں دیتی لڑکی کی تبنیت میں تامل کیا جائے۔
بلکہ وہ لڑکیوں کی تبنیت ایسا حامی معلوم دیتا ہے کہ اوس نے اپنی کتاب میں
ایک سالم باب میں اس کے نسبت بحث کی ہے۔لیکن گلاب چند رشاستری جیسے وسیع
دل شخص بھی نند پنڈت کے اس حجت کو مانتے نہیں اور بالآخر یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ
ایسی تبنیت نہ جائز ہوگی نہ اوس کا بیٹا پُتریکا پُتر کہلائیگا[۱] البتہ بر بنا رواج مدراس
میں دیوداسی یعنے طوائف تبنّی کرسکتی ہے[۲] اور ایسی لڑکی اپنی تبنّی ماں کی جائداد کی
وارث ہوسکتی ہے۔ لیکن اس کا بیان آئندہ باب (۱۳) میں کیا گیا ہے۔

خلاصہ بحث سابقہ (۱۵۶) بہر حال اب تک جو بحث کی گئی اوس سے ظاہر ہوگا کہ
عورتوں کے حقوق تبنیت کے نسبت اس قدر محدود نہیں ہیں جیسا کہ عام طور پر سمجھے گئے
ہیں زوجہ شاستراً اوس کے شوہر کے وفات کے بعد بھی تبنّی کرسکتی ہے صرف اس کیلئے
باستثناء بمبئی کے شوہری اجازت لازمی قرار دی گئی ہے اور شاستراً منجملہ زوجگان
کے حق ترجیح دینے اور لینے کے نسبت زوجہ کلاں کو حاصل ہے۔ البتہ لڑکیوں کی تبنیت
شاستر اور رواج میں جائز نہیں ہے۔ صرف مدراس میں دیوداسیوں کو ایسی اجازت
دی گئی ہے الغرض عورتوں کے استحقاق کے بحث میں تبنیت کا لینا ایک اہم ترین جز
معلوم دیتا ہے۔ اور خواہ شارحین کے خیالات کا نتیجہ ہو یا عورتوں کا لیکن اب
وہ ایک اہم اور پیچیدہ مسئلہ بنگیا ہے۔ کیونکہ عورتیں شوہر کی زندگی میں تو اوسکی
رضامندی اور اجازت کے بغیر تبنّی نہیں کرسکتے اور اوس کی وفات کے بعد بھی سوائے
بمبئی کے بقیہ ہندوستان بھر میں اس وقت تک تبنّی نہیں کرسکتی۔ جب تک کہ اوس
کے لئے شوہر یا اوس کے سپنڈوں نے اجازت نہ دی ہو ایسی حالت میں لازم آیا کہ
(الف) اجازت شوہری (ب) اجازت سپنڈون۔ کے نسبت صراحت سے بحث کیجائے

[۱] قانون تبنیت ہنود صفحہ (۱۴۴) [۲] دھرم شاستر تریپن صفحہ (۱۶۳) نوٹ [۱]

اجازت شوہری کے نفاذ کے لئے شاستر نے جس مفہوم میں قید لگائی ہے اوس کے خلاف اب عمل ہو رہا ہے۔ اس لئے اس بارہ میں جو کچھ بحث ہوگی وہ مختصراً بجوالہ مقدمات درج کیجائیگی۔

اجازت زوجہ کو ہی چاہیئے۔ | (۱۵۸) فقرہ اجازت شوہری خود بہ خود اس بات کو ظاہر کریگا کہ ایسی اجازت زوجہ کو ہی ملنی چاہیئے۔ کسی دوسرے شخص کو دی نہیں جاسکتی[1] ایسی اجازت میں زوجہ کے ساتھ کسی شخص ثالث کو شریک نہیں رکھا جاسکتا[2] البتہ عدالت نے اس بات کو جائز قرار دیا ہے کہ زوجہ کو کسی شخص سے مشورہ کرنے کی اجازت دیجائے[3] بلکہ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اجازت کے لئے کوئی خاص نمونہ شاستر نے مقرر نہیں کیا شاستراً یہ جائز ہے کہ اجازت تحریری[4] دی جائے یا زبانی[5] اوسی طرح زوجہ اگر باوجود اجازت کے اگر متبنیٰ نہ لے تو یہ اوس کا اختیاری فعل ہے[6] نیز جب چاہے لے سکتی ہے[7] ایسی اجازت کسی خاص مدت کے گزرنے سے ناقابل نفاذ نہیں ہوسکتی[8] لیکن ساتھ ہی اوس کے یہ بھی طے ہوا ہے کہ ایسی اجازت قبل نفاذ جب چاہے۔ جب شوہر منسوخ کرسکتا ہے[9] بلکہ ایک مقدمہ میں بلا صریح تنسیخ کے اجازت کے بعد خود شوہر نے تبنیت کو انجام دیا تو قرار دیا گیا کہ اوس نے اپنے عمل سے اجازت کو منسوخ کیا تھا[10]

مسٹر محمد علی مقنن دکن نے اپنی تبنیت کے لکچر کے ضمن[11] میں یہ عنوان قایم فرمایا ہے کہ بہ حالت نہ ہونے زوجہ کے ماں کو بھی متبنیٰ کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ اور اوس کے تحت میں فقرۂ ذیل درج ہے کہ

جس ملک میں کہ بیوہ شوہر کے رشتہ داروں کی اجازت سے شوہر کے لئے لڑکا

---

[1] امرت لال بنام سوست سنی داسی انڈین اپیلس ۲۷ صفحہ ۱۳۴ [2] ۲۷ کلکتہ ۹۹۶ بمبئی لارپورٹر جلد ۲ صفحہ ۴۲۶ [3] بیندرابن داس بنام شیلیجہ کانت داس انڈین لارپورٹ کلکتہ سیریز بابتہ ۱۸۹۱ء [4] پرمتم سندری چودہری بنام آنندکاری ویکلی رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۱۳۴ [5] سند ربلی دیوی بنام گداد ھر پرشاد سورس انڈین اپیلس جلد ۲ صفحہ ۱۴ [6] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۲۶ [7] دھرم شاستر جورین صفحہ ۱۳۳ نوٹ (۹) [8] دھرم شاستر ٹریولن صفحہ ۲۲۶ [9] دھرم شاستر ٹریولن صفحہ ۱۱۴ سطر ۱۳ [10] گوری پرشاد بنام جیمالا جلد ۲ بنگال سیلکٹڈ رپورٹ صفحہ ۳۴ [11] مقنن دکن حصہ (۱) جلد (۳) نمبر (۱) صفحہ (۲)

متبنی کر سکتی ہے یعنے جہاں متاکشرہ اور میوکھ اور دوسری کتابیں اسی مت کی جاری ہیں وہاں بیوہ اپنے لڑکے کی اجازت سے تبنی کر سکتی ہے جو قریب البلوغ ہونیکی حالت میں اجازت دے۔

اور اپنی اس رائے کے لئے انھوں نے مسٹر کولبرک کے ترجمہ متاکشرہ باب دو حصہ ۱۱ فقرہ (۹) کا حوالہ دیا ہے مگر اس مضمون کا کوئی نوٹ کولبرک کے ڈائجسٹ میں مجھے دستیاب نہیں ہوا اور یہ رائے مذکور صریحاً وششٹھ کے قول کے خلاف ہے۔ وششٹھ وبودھاین کے اقوال ہیں کہ۔

کسی عورت کو بغیر اجازت شوہر کے تبنی لینا یا دینا نہ چاہیے[1]۔

اور اسی وجہہ سے اجازت شوہری لوازمات تبنیات بیوگان کا رکن اعظم ہے۔

بہر حال مولوی صاحب موصوف کی رائے غلط ہے اور انھوں نے جو [illegible] دیا ہے وہ بھی صحیح نہیں ہے اور اسی وجہہ سے بہ لحاظ قول وششٹھ یہ ظاہر ہے یہ اجازت صرف شوہر کی ہی چاہیے۔ دوسرے شخص کی کافی نہیں ہے بلکہ آئندہ[2] جو بحث کیگئی ہے اوس سے صاف طور پر ظاہر ہوگا کہ یہ خیال وعمل شاستراً غلط ہے۔

تبنیات فرزند صلبی آئندہ کے لئے شوہر اجازت دیکتا ہو	(۱۵۹) اوسی طرح یہ بھی تسلیم کیا

گیا ہے کہ شوہر اپنے بیٹے کی زندگی میں بھی اپنی زوجہ کو ہدایت کر سکتا ہے کہ بصورت وفات فرزند مذکور تبنی کیا جائے[3] لیکن ایسی اجازت اوسی صورت میں قابل نفاذ ہے کہ جب وہ لڑکا لاولد وبلا وارث احق کے فوت ہوجائے اور اوسکی ماں اوس کی وفات کے بعد وارث ہو[4]۔ کیونکہ جب متوفی فرزند کے وارث ہوں تو بموجودگی ورثاء کے متوفی کی ماں کو حق وراثت نہیں ہے لیکن بالفرض ایک متوفی نے دو وارث چھوڑے ایک زوجہ دوسری ماں اور متوفی کی زوجہ بھی اوس کے بعد مرجائے

[1] ہندو کوڈ مولفہ ڈاکٹر صفحہ ۲۹۴ - فقرہ ۵۸۷ [2] کتاب ہذا فقرہ (۱۶۰)
[3] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۳۲ [4] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۴۴ -

اور جائداد بالآخر ماں کو ملے تو ایسی حالت میں ماں تبنّی کر سکتی ہے[۱] اور اس اصول پر یہ بھی طے کیا گیا ہے کہ بہو اور ساس دونوں تبنیت کے خواہاں ہو تو ترجیح بہو کو دیجائیگی[۲] اور یہ رائے ظاہر کرائی گئی ہے کہ بہو اگر پہلے تبنّی کرے تو ساس کے اقتدارات کالعدم ہوجاتے ہیں نیز ساس پہلے تبنّی لے بھی تو بہو کے اختیارات محدود نہیں ہوسکتے[۳]۔ بہرحال ایسی صورتوں میں جبکہ ساس اور بہو دونوں خواہاں تبنیت ہوں تو ایک عام اصول یہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ عورت مجاز تبنیت ہے جو اس وقت ورثتاً جائداد پاتی ہو۔ اس لحاظ سے جب متوفی اپنے زوجہ اور ماں کو چھوڑکر مرے اور زوجہ وارث ہو تو ماں تبنیت نہیں کرسکتی[۴] بالفرض یہ بیٹا اپنے باپ کے حیات میں بھی فوت ہو جائے تو چونکہ جائداد کی وارث ماں ہوگی۔ موجودگی بہو ساس کے اختیارات تبنیت کو محدود نہیں کرسکتی[۵] یا اوسی طرح ایسی بہو۔ جو بیٹے کے بعد وارث ہوچکی ہو فوت ہو جائے اور ساس پر جائداد ورثتاً عود کرے تو وہ تبنیت کرسکتی ہے[۶] نیز بہو بھی کرسکتی ہے بشرطیکہ ساس اجازت دے[۷] مسٹر گلاب چندر شاستری نے یہ بھی رائے ظاہر فرمائی ہے کہ اگر بہو پہلے تبنیت کرے تو بعد میں ساس تبنّی نہیں کرسکتی۔ کیونکہ بہو کا بیٹا (پوترہ) کی موجودگی میں ساس اپتر نہیں کہلائیگی البتہ اگر ساس پہلے تبنیت کرے تو بہو کے اقتدارات تبنیت موثر نہیں ہونگے[۸] محکمہ سرکار صیغہ مال میں ایک تبنیت ساس کی جائز تصور اور منظور کرلی گئی۔ جبکہ باپ کے بعد بیٹا فوت ہوا تھا اور اوس کی زوجہ خواہان تبنیت تھی جو اصول شاستر سے مغائر معلوم دیتا ہے۔

اجازت سپنڈاں	(۱۹۰) اب اجازت رشتہ داران وسپنڈوں کی بحث

[۱] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۴۳ [۲] لکشمی بنام سرسوتی بمبئی ۷۸۹ [۳] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۴۴

[۴] قانون تبنیت ہنود ۲۳۹ [۵] بہون بای بنام رام کنور بوا انڈین اپیلس صفحہ ۲۷۹ [۶]

[۷] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۴۴ ونکہ بنام کشتو ویکلی رپورٹ صفحہ ۲۹۲ [۸] سریا بنام جگن گوندا ۳۸ بمبئی صفحہ ۶۲۴ [۹] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۴۴

باقی رہی۔ یہ شرط مدراس بمبئی اور پنجاب ہائیکورٹوں نے عملاً نافذ کیا ہے اور یہ شرط محض اون اقوال منو اور یاگیولک کے بنا پر ہیں۔ جن کا تذکرہ اس باب کے ابتدا میں کیا گیا ہے اور اوس کا نتیجہ یہ نکالا گیا ہے کہ عورت ہر حالت و درجۂ زندگی میں باپ و شوہر اور بیٹے یا کسی رشتہ دار کے زیر ولایت ہے جس کی وجہہ وہ جب تک اسمیں سے کسی ایک کی اجازت حاصل نہ کرے بعد وفات شوہر بھی تبنیت کو انجام نہیں دیسکتی اس لئے یہ دیکھنا لازم ہوگا کہ کس قسم کے رشتہ داروں کی اجازت و رضامندی کافی ہے کیونکہ اصولاً اجازت اونھیں لوگوں کو چاہئے کہ جن کے زیر ولایت عورت ہے اور چونکہ یہ قریب ترین رشتہ دار ہونگے اور ایسی عورت کے متبنیٰ کرنے سے اون کے حقوق پر مضر اثر پڑیگا۔ اس لئے یہ ناممکن ہے کہ یہ لوگ بہ طیب خاطر رضامندی ظاہر کرینگے اور جو ظاہر کرینگے وہ ضرور ایسے ہونگے جو قریب ترین نہیں ہیں شاستروں نے اس بارہ میں کامل سکوت اختیار کیا ہے البتہ صرف خسر[۱] کا نام درج کیا ہے۔ بقیہ رشتہ داروں کے نسبت جو مجاز اجازت تصور کئے گئے ہیں اون کے دو اشکال ہیں۔

الف جبکہ بیوہ خاندان مشترکہ کی رکن ہو ایک مقدمہ میں پریوی کونسل نے اس بارہ[۲] میں یہ طے فرمایا کہ جبکہ خاندان مشترکہ ہو تو شوہر کا باپ اگر موجود ہو تو بہ حیثیت بزرگ خاندان ایسی اجازت دیسکتا ہے[۱] اور اوس کی عدم موجودگی میں شوہر کے برادروں کی اجازت اس اصول پر مقدم قرار دی گئی ہے کہ اصولاً یہ درست ہوگا کہ ایسے ورثاء کے رضامندی کے بغیر جدید شریک ذریعہ تبنیت قایم کرنے کے اختیارات بیوہ کو دئے جائیں جن کے حقوق اس تبنیت سے متاثر ہوتے ہیں[۳] مگر اسکی مطلق ضرورت نہیں ہے کہ جملہ ارکان خاندان کی اجازت حاصل کیجائے

---

[۱] دھرم شاستر مترجمۂ بولین صفحہ (۲۱) سطر ۱۳-۱۶ نوٹ (۶) [۲] کلکٹر مدورا بنام متورام لنگ سوامی۔ مورنہ انڈین اپلیس جلد (۱۲) صفحہ ۴۴۲۔ [۳] رگھونندنیام برج کشور انڈین اپلیس جلد (۳) صفحہ ۱۹۱

نیز یہ بھی صراحت کی گئی ہے کہ اگر کسی خاندان میں متعدد شاخ ہوں تو اون کے منجملہ
کسی ایک شاخ کے رکن کی اجازت کافی ہے[۱]۔ المختصر یہ کہ خاندان مشترکہ کے بیوہ
کو اگر تبنیت کی ضرورت ہے تو وہ بغیر اجازت اون لوگوں کے یا اون میں سے
کسی ایک کے تبنیت نہیں کر سکتی جو اسی خاندان کے ممبر ہوں۔ اجازت کیلئے
خاندان کے ارکان کے بغیر دوسرے لوگوں کی اجازت نہ ضروری ہے نہ کافی[۲]
اور اسی لحاظ سے ساس کی اجازت کافی تصور کی گئی ہے[۳]۔ تاہم یہ اعتراض کیا جا سکتا
ہے کہ ایسی اجازت حاصل نہ ہو تو کیا کرنا چاہئے۔ اس بارہ میں مدراس ہائیکورٹ
نے ابتداء میں یہ طے کیا تھا کہ قریب ترین سپنڈوں کی اجازت کے بغیر تبنیت جائز
نہیں ہو سکتی[۴]۔ مگر حال میں اوسی عدالت نے اس کے خلاف رائے ظاہر کی ہے کہ
اصولاً ان لوگوں کی رضامندی لازمی نہیں ہے[۵]۔ یہ امر لحاظ رکھنے کے قابل ہے کہ جملہ
تصفیہ جات خلاف منشاء شاستر ہیں۔ کیونکہ شاستروں کا منشاء ہرگز یہ نہ تھا کہ
عورتوں کے حقوق اس طور پر محدود کئے جائیں۔ و نیز صریحاً اس شرط کو تبنیت سے
متعلق کرنے کا نہ تھا[۶]

(ب) جبکہ بیوہ خاندان منقسمہ کی رکن ہو تو

ایسی پیچیدگی پیش نہیں نہ جملہ سپنڈوں
کے یا اوس شخص کی اجازت درکار ہوتی ہے۔ جن کو حق ولایت ہونا تسلیم کیا گیا ہے[۷]
البتہ اس بارہ میں طے کیا گیا ہے کہ صرف کسی قریب ترین رشتہ دار کی اجازت
اس وجہ سے لازم قرار دی گئی ہے کہ اس سے ظاہر ہو کہ عورت نے بلا کسی نیت
فاسد کے متبنیٰ کیا ہے[۸] اور اس غرض سے یہ لازمی گردانا ہے کہ عورت جملہ سپنڈوں
سے مشورہ کرے۔ خواہ موافق رائے دیں یا مخالف[۹] اور ایسی صورت میں اس کا

---

[۱] وینکٹ کرشنی بنام انپورکا ۲۳ مدراس صفحہ ۴۸۶ - [۲] قانون تبنیت ہنو صفحہ ۲۵۹ - [۳] رام سوامی ائر بنام
بھاگاتی امل ۸ مدراس جوریسٹ صفحہ ۵۸ [۴] نوٹ نمبر (۱) صدر [۵] سوریہ نارائن بنام وینکٹا رامنا ۲۶ مدراس ۶۸۱
[۶] سوبرہنیم بنام وینکٹا ۲ مدراس صفحہ ۶۳ - [۷] گھوش جلد (۱) صفحہ ۲۶۷ [۸] دھرم شاستر ٹریولن صفحہ ۱۲۱ نوٹ (۶)
[۹] دھرم شاستر ٹریولن صفحہ ۱۲۳ نوٹ (۶) دیکھو وینکٹ کرشنا راؤ بنام وینکٹا لکشمی تر سیا انڈین اپلیس
جلد (۴) صفحہ ۱۴ [۱۰] وینکٹا بنام سبرہنیم انڈین اپلیس جلد ۳۴ صفحہ ۲۲ -

تصفیہ بتغلب آرا ہوگا[1] البتہ قریب ترین سپنڈوں نے اختلاف کیا ہو تو بعید سپنڈوں کی اجازت سے تبنیت کیجا سکتی ہے[2]

اب یہ قیود بتدریج رفع ہو رہے ہیں (۱۶۱) باوجود ان قیود کے اب بتدریج ان کو رفع کیا جانے کی کوشش کیجا رہی ہے کیونکہ یہ جملہ قیود شاستر کے منشاء کے مطابق نہ تھے۔ نہ دھرم شاستر کے مطابق تھے نہ دھرم شاستر ایسے قیود پیدا کرنا چاہتا تھا۔ اور جس اصول ولایت پر ان قیود کا دار و مدار ہے وہ خود ایسا ناقص ہے کہ اوس کو قایم رکھنا مناسب نہیں ہے ورنہ اس اصول کے موافق اگر کوئی عورت اپنے بیٹے کی اجازت سے تبنیت کرے تو اوس کا فعل جائز قرار دیا جا سکے گا[3] اور فی الحقیقت ایک مقدمہ میں ایسا عمل کیا گیا تھا۔ حالانکہ بہو موجود تھی۔ لیکن اب اوس کو ناجائز قرار دیا گیا ہے کیونکہ ایسی عورت تبنیت اوسی وقت کر سکتی ہے جبکہ وہ جائداد کی مالک ہو جاوے اور اس لحاظ سے چند مقدمات میں یہ طے کیا گیا ہے کہ بیوہ صلبی بیٹے یا لطفی بیٹے کے (بلا ازدواج و لاولد) فوت ہونے پر سپنڈوں کی اجازت سے دوسرا تبنیٰ کر سکتی ہے[4] و نیز اوس صورت میں تبنیٰ کر سکتی ہے جبکہ بیٹے (صلبی یا لطفی) کے وفات کے بعد اوس کی بیوی بھی فوت ہوی ہو یا کسی اور طرح جائداد بیوہ (تبنیٰ گیرندہ) کو پہونچی ہو[5]

بے عصمت تبنیٰ نہیں کر سکتی (۱۶۲) تاہم یہ یاد رکھنا چاہئے کہ عورتیں ہر حالت میں ان اختیارات کے استعمال کے مجاز نہیں گردانے گئے ہیں۔ مردوں کے نسبت قابلیت انجام دہی رسومات جیسی شرط مقدم رکھی گئی ہے۔ اوسی

[1] ونکٹ کشتما بنام اپنورما ۲۳ مدراس صفحہ ۴۸۸ [2] ونکٹ رام راج بنام پاپیا ۲۹ مدراس صفحہ ۴
[3] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۵۵۔ [4] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۶۴ - دھرم شاستر ٹرولین صفحہ ۱۲۱ - نوٹ (۱ و ۲) [5] قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۴۵۔

طرح عورتوں کے نسبت عصمت کا خیال مقدم رکھا گیا ہے اور چونکہ بے عصمت عورت مذہبی رسومات کی انجام دہی کی قابلیت نہیں رکھتی ہے[1]۔ اس لئے یہ طے کیا گیا ہے کہ جب تک وہ پرائشچت (کفارہ) کے بعد اپنے گناہوں سے پاک نہ ہو وہ مجاز تبنیت نہیں ہے[2] البتہ دوسرے ایک مقدمہ میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اگر عورت بے عصمتی سے حاملہ ہوی ہو تو وہ کفارہ سے بھی پاک نہیں ہوسکتی[3] تاہم یہ شرط غالباً شودروں سے متعلق نہیں ہے کیونکہ یہ شرط محض اس بنا پر قایم کی گئی ہے کہ بے عصمتی کی وجہ سے مذہبی رسومات کی انجام دہی ناممکن ہوجاتی ہے اور جب شودروں کے لئے مذہبی رسومات ہی لازم نہیں ہیں تو یہ شرط بھی بیکار ہے[4] اس کے خلاف بمبئی ہائیکورٹ نے جواز تبنیت کے نسبت بحث کرتے ہوے یہ طے فرمایا ہے کہ اس تحقیقات کے ضمن میں عورت کے بدچلنی پر غور کرنے کی ضرورت نہیں[5]۔ اور جب عورت اپنے شوہر کے لئے تبنیت لیتی ہے۔ اور ذریعہ برہمنوں کے رسم انجام دلاسکتی ہے تو اوس کو غیر مجاز قرار دینا سختی کا عمل ہے[6] اور اسی بنا پر یہ طے کیا گیا ہے کہ اگر ایسی عورت نے تبنیت کی ہو جس نے بیوہ ہونے کے بعد بال نہیں منڈوائے تو وہ تبنیت کالعدم نہ ہوگی[7] تاہم ایسی عورت کو مجاز تبنیت قرار نہیں دیا جس نے ازدواج ثانی کیا ہو[8] اور یہ اصولاً درست بھی ہے کہ جب وہ اس شخص کی زوجہ ہی باقی نہیں رہی تو اوس کے فائدہ کے لیے کوی فعل نہیں کرسکتی لیکن بالفرض اگر وہ متبنیٰ کرے اور اس کے بعد ازدواج ثانی کرے یا تبنیت کے بعد بدچلن ہو تو اس کا اثر کچھہ نہ ہوگا۔ کیونکہ تو

عہ۱ شام لال دت بنام سوداسنی داسی بنگال لا رپورٹ جلد ۵، صفحہ ۲۳۶ - عہ۲ ۱۳ بنگال لا رپورٹ صفحہ ۱۴۱
عہ۳ دھرم شاستر ٹریلین صفحہ ۱۳۲ مقدمہ (۲) محمود صدر عہ۴ ۲۲ کلکتہ صفحہ ۳۴۷ - عہ۵ ۹ بمبئی صفحہ ۹۲
عہ۶ دھرم شاستر ٹریلین صفحہ ۱۳۲ نوٹ ۵ عہ۷ ۲۴ بمبئی صفحہ ۵۹ - ۱۱ بمبئی صفحہ ۱۰ عہ۸ پنچیا بنام سنگ بسواہ ۲۴ بمبئی ۹۶

انجام دہی رسومات وتکمیل تبنیت وہ ناقابل نہ تھی۔ علاوہ اس کے تبنیت میں دینے کا فعل جب ہر ایک کے لئے بعد تبدیل مذہب بھی جائز ہے تو لازماً بدچلن عورت ہر حالت میں بطور خود ہی اپنے بیٹے کو تبنیٰ دیسکتی ہے۔

باب دوازدہم

متفرق

(۱۶۴۳) اس کے قبل لوازم تبنیت کے نسبت جو بحث کی گئی اوس وقت جملہ لوازم کو (۷) عنوان میں تقسیم کردیا گیا تھا اوس کے منجملہ نمبر (۱) تا (۴) کی بحث بابہائے ماسبق میں کی گئی اب صرف غرض نیت حالت ان تینوں کی بحث باقی ہے لیکن چونکہ یہ اہم امور نہیں ہیں بعنوان متفرق ایک ہی باب میں بیان کئے جائینگے

غرض تبنیت | (۱۶۴۴) غرض تبنیت کے نسبت اس کے قبل کافی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور یہ تبلایا گیا ہے کہ تبنیت میں روحانی فائدہ اور ادائی قرضہ جات ثلاثہ مقدم ہیں اس کے ساتھ دنیوی اغراض بھی شامل ہوے ہیں اور اب عملاً اثر کے لحاظ سے تبنیت میں دینی اور دنیوی دونوں اغراض شامل ہیں روحانی فائدہ کے ساتھ اس بات کا ضرور خیال رکھا گیا ہے کہ بقاء نسل ونام خاندان بھی اس سے مقصود ہے[۱]۔ روحانی فائدہ کی غرض اتری کے قول کے فقرہ میں جو الفاظ "تاکہ وہ پنڈ دوک وغیرہ انجام دے" درج ہیں اوس سے صاف طور پر ظاہر ہوسکتا ہے اور اوس کی وضاحت اس کے قبل ہی اس طور پر کی گئی ہے کہ اس سے جملہ رسومات مراد ہیں جو مذہباً ہر بیٹے کو انجام دینا لازم گردانا گیا ہے کیونکہ

[۱] ۳۵ بمبئی ۱۹۹۔

اتری کے قول میں اس لڑکے کا تقرر بطور قایم مقام کے کیا گیا ہے۔

فریقین تبنیت | (۱۶۵) تبنیت میں چونکہ تین فریق ہوتے ہیں اب یہ دیکھنا مقصود ہے کہ ان تینوں کے نسبت کیا احکام موجود ہیں شاستر میں جو احکام جو ہیں وہ صرف اس قدر ہے کہ

(۱) تبنیت بوقت احتیاج کیجانی چاہیئے۔

(۲) لڑکا محبت کے ساتھ عطا کیا جانا چاہیئے۔

اس میں سے حکم اول صرف تبنٰی دہندہ سے متعلق ہے اور حکم ثانی صرف تبنٰی لڑکے سے متعلق ہے اور اسی بنا پر یہ شرط قرار دی گئی ہے کہ تبنٰی بیٹا تبنٰی گیرندہ کے خاندان میں محبت اور خوشی کے ساتھ داخل ہونا چاہیئے۔ نہ کہ کسی لالچ سے[1] اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ چونکہ تبنیت میں جو شخص دیا جائیگا وہ محض اسی وجہ سے آمادہ تبنیت نہ ہو کہ اس رسم سے وہ فائدہ حاصل کرے اور جب یہ رسم مذہبی قسم کی ہے اور اس کی غرض روحانی فایدہ کی تھی تو یہ لازم تھا کہ اسمیں حتی الامکان ایسے شرایط و قیود قایم کئے جائیں جس سے جہاں تک ہو سکے دنیوی اغراض شامل نہ کئے جا سکیں۔ مگر اس سے تبنیت میں دینے والے کے نسبت کوئی امتناع نہیں ہے۔ کہ وہ کسی مالی افادہ کو مد نظر رکھ کر اپنے بیٹے کو تبنٰی کرے بلکہ بوقت احتیاج تبنٰی کرنے کی شرط قایم کی گئی ہے اوس سے خود بخود ظاہر ہوتا ہے کہ سوائے احتیاج کے کسی حالت میں تبنٰی نہ دینا چاہیئے۔ یعنی لڑکے کو ایسے شخص کی تبنیت میں دینا چاہیئے۔ جو خود مفلوک ہو اور اس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ تبنٰی دہندہ ضرور اس بات کو دیکھے کہ اس تبنیت سے لڑکے کی تکالیف مالی رفع ہو جاتے ہیں کہ نہیں۔ نیز یہ قرین قیاس بھی نہیں ہے کہ

---

[1] بیجیا نیتہ صفحہ (۶۶)

ایک مفلوک شخص تبنیت میں آمادہ ہونے کی صورت میں کوئی شخص اوسکو اپنا بیٹا تبنیت میں دے۔

الغرض یہ ظاہر ہے کہ شاستراً صرف تبنیٰ وہندہ ہی کو اجازت ہے کہ تبنیت کے دیتے وقت مالی حالت کو مد نظر رکھہ سکے۔ تبنیٰ لڑکا اور تبنیٰ گیرندہ ان دونوں کے لئے مالی نکتہ نظر مقدم نہیں ہیں۔ بلکہ تبنیٰ لڑکے کو اس کی امتناع ہے کہ وہ بوقت تبنیت مالی اور دنیوی لالچ سے کسی کا بیٹا ہونا قبول کرے یعنے سوائے تبنیٰ لڑکے کے کسی اور فریق تبنیت کے نیت کو دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے خواہ انہوں نے اپنے بیٹے کو لالچ سے دیا ہو یا۔ اوس شخص نے محض اس غرض سے تبنیٰ کیا ہو کہ اپنی جائداد کسی شخص یا اشخاص کو نہ ملے۔ یعنے قدرتی حقداروں کو محروم رکھنے کی غرض سے کسی شخص کو ذریعہ تبنیت اپنی جائداد کا مالک بنائے اور چونکہ ان جملہ فریقین تبنیت کے منجملہ تبنیت گیرندہ کے افعال سے ہی جائداد کی تملیک سلسلہ وراثت متاثر ہوتی ہے ہمیشہ یہ حجتیں اور نزاعات بوقت تصفیہ مقدمات عدالت کے روبرو پیش ہوتے گئے ہیں۔ لیکن مردوں کو جو قدرتاً حقوق ہونا تصور کیا گیا ہے اس وجہہ سے کوئی شخص اوس کے فعل تبنیت کے نسبت اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جب اوس کو اور طور پر بڑی حد تک جائداد منتقل کرنے کا اختیار ہے تو انتقال جائداد بذریعہ تبنیت ایک ایسا واجب اور جائز فعل متصور ہوگا کہ کسی کو اس کے نسبت اعتراض نہیں ہو سکتا۔ لیکن عورتیں جب تبنیت کرتی ہیں تو علیحدہ صورتیں پیش آتی ہیں۔

(۱) سلسلہ وراثت کے لحاظ سے عورت کی وفات کے بعد اوسکے شوہر کے ورثاء مستحق ہونگے۔

(۲) عورت کو قطعی اختیارات جائداد کے نسبت نہیں ہوتے اوس کا صرف

حین حیاتی استحقاق ہے۔

(۳) اور اکثر عورت اپنے انتخاب میں اس لڑکے کو زیادہ ترجیح دی ہے جو اوس کے مادری خاندان سے متعلق اور شاستراً جائز ہوں۔

اور انہی وجوہ سے اوس کے شوہر کے خاندان کے اراکین اس کی تبنیت میں مانع اور مزاحم ہوتے ہیں کہ اس عورت نے بدنیتی سے تبنیت کی۔ اور چونکہ اجازت شوہری ایک ایسی شرط اس زمانہ میں قایم کی گئی ہے کہ ہر حالت میں عورتوں کے کئے ہوئے تبنیتوں میں انواع واقسام کے رخنہ پیدا کئے جا سکتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب علے التوتیں اس بارہ میں متضاد فیصلہ ہو چکے ہیں اور یہ یاد رکھنے کے بعد کہ یہ شرط یعنے اجازت شوہری درحقیقت احکام شاستر کے مغائر ہے اور تبنیت کے نسبت جس قدر شرائط ہیں وہ سب عدالتوں اور حکاموں کی اختراع ہیں اس بحث کا پورا دار و مدار فیصلہ جات عدالتی پر ہی کیا جا سکتا ہے۔

نیت تبنیت

(۱۶۶) سابقہ باب میں بہ ضمن مباحثہ حقوق بیوگان یہ درج کیا گیا ہے کہ اجازت اس وجہ سے لازم قرار دی گئی کہ اوس سے ظاہر ہوا کہ عورت نے کسی نیت فاسد سے تبنّی نہیں کیا ہے[1] اور اس کے پڑھنے کے بعد یہ خیال پیدا ہوگا کہ عورتیں اکثر نیت فاسد سے تبنیت کریں تو وہ جائز نہیں ہے اور یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس کے نسبت عدالت نے کوئی صراحت نہیں کی اور چونکہ یہ بات قبل ہی درج کی گئی ہے کہ اس بارہ میں کوئی شاستری احکام موجود نہیں ہیں تو شبہ یہ پیدا ہوگا کہ ایسی بات جو شاستر کے احکام کے بنا پر نہیں ہے اوس کا رواج کیوں پیدا ہوا سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ ججوں نے منشار تبنیت کو محض دنیوی قرار دیا۔ اور جو شرایط معاہدات کیلئے تسلیم کئے گئے ہیں کہ اون کو حتی الامکان مسئلہ تبنیت سے متعلق کیا گیا اور جیسے معاہدے

[1] دھرم شاستر ٹریولین صفحہ (۱۲۲) نوٹ (۶)

جس میں بدل نہ ہو یا بدل ناجائز ہو۔ کالعدم ہیں اوسی طرح تبنیت جو کسی فاسد نیت سے
کیجائے فاسد قرار دی گئی مگر رفتہ رفتہ دہرم شاستر کا اصلی منشاء ظاہر ہونے کی وجہ
اب وہ شرط باقی نہیں ہے اور یہ طے کیا گیا ہے کہ تبنیت کے جواز کے لئے متبنی کنندہ
کے نیت کو دیکھنے کی مطلق ضرورت نہیں[1]

عدالتوں کے فیصلہ

(۱۶۷) نظائر کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس بارہ میں بمبئی
ہائیکورٹ نے اپنی عادتی وسیع دلی سے کام لیا ہے اور چونکہ تبنیت شوہر متوفی کے
روحانی فائدہ کے لئے کیجاتی ہے اور ایسی حالت میں اس کی نیت پر غور کرنے کی ضرورت
نہیں ہے[2] اور ایک عورت نے اپنی شریک بیوہ یعنی سوکن کو نقصان پہنچانے کی
غرض سے تبنیت کیا تہا تاہم عدالت مذکور نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ تبنیت جائز
ہے[3]۔ البتہ اس ہائیکورٹ نے ایسی تبنیت ناجائز قرار دی جسمیں کسی معاوضہ پر زوجہ
تبنیت لینے کے لئے آمادہ ہوی تہی[4]۔ کیونکہ عدالت مذکور نے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ یہ تبنیت
اوس عورت کو قیمی معاوضہ دینے کا نتیجہ تہا اور چونکہ یہ ابہ الاحتطاط کی تعریف میں داخل
ہے اور ایسا معاوضہ دہرم شاستر کے لحاظ سے ممنوع ہے لہذا تبنیت مذکور ناجائز
قرار دیجائے[5]۔ حالانکہ اسی عدالت نے اس کے قبل ایک ایسی تبنیت کو جائز قرار دیا
تہا جو عورت نے بہ معاوضہ (...) لیا تہا[6]

نظائر ہائیکورٹ مدراس

(۱۶۸) مدراس ہائیکورٹ کے خیالات دوسرے نہج کے ہیں اس ہائیکورٹ
نے وجہ تحریک پر مطلق توجہ نہیں کی اور یہ قرار دیا تہا کسی نیت سے کیوں نہ ہو
عورت باضابطہ تبنیت کرے تو وہ نیت موثر تبنیت نہ ہوگی[7]۔ البتہ اسی ہائیکورٹ
نے بدل تبنیت کے نسبت مختلف آرا ظاہر فرمائے ہیں اور قرار دیا کہ جب تبنیت بلا
رضامندی کیجائے یعنے رضامندی داب ناجائز فریب وغیرہ کے ذریعہ سے حاصل

[1] دہرم شاستر ٹریولین صفحہ (۱۱۴) نوٹ (۵) پنچیا نتہ ص ۸۲ ف ۱۸ [2] ۲۲ بمبئی ص ۵۵۸ فل بنچ [3] ۲۲ بمبئی
[4] ۱۲ بمبئی لا رپورٹ ص ۹ [5] ۲۲ بمبئی ص ۱۹۹ [6] مدراس جلد (۱) ص ۱۹ [7] ٹریولین ص ۱۸۱ نوٹ ۵

کیجائے تو ایسی حالت میں تبنیت کالعدم نہ ہوگی۔ لیکن ممکن الانفساخ ہوسکتی ہے مگر کلکتہ اور بمبئی نے اس قسم کی تبنیت کو کالعدم قرار دیا ہے اور مدراس نے ایک مقدمہ میں اس بات کو کہ متبنی دہندہ بہ معاوضہ نقد کسی لڑکے کو متبنی دیا۔ موثر تبنیت قرار نہیں دیا اور تبنیت کو جائز رکھا۔ مگر سپنڈ کی اجازت نقد قسم دیگر حاصل کرلی گئی ہو تو اس اجازت و تبنیت کو کالعدم تصور کیا۔

پریوی کونسل کے متضاد فیصلہ جات

(۱۶۹) پریوی کونسل نے بھی متضاد فیصلہ جات صادر فرمائے ہیں۔ ایک مقدمہ میں یہ طے ہوا تھا کہ عورت بلا نیت فاسد کے تبنیت کرے اور اسکی تائید دوسرے مقدمہ میں بھی کی گئی۔ بعد میں اس رائے میں تبدیلی واقع ہوکر بحالت موجودہ کسی نیت یا وجہ تحریک پر نظر نہیں ڈالا جاتا ہے البتہ بدل تبنیت کے نسبت پریوی کونسل نے یہ طے فرمایا ہے کہ وہ جائز ہونا چاہئے۔ اور انھوں نے وہی اصول متعلق کیا جو زمانہ حال میں معاہدات سے متعلق کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک عورت نے یہ غلط باور کرا کر کہ اوسکو اجازت شوہری تھی سپنڈوں کی رضامندی حاصل کی۔ پریوی کونسل نے اس تبنیت کو کالعدم قرار دیا حالانکہ یہ فیصلہ اصولاً غلط ہے۔ کیونکہ جب صرف شوہر کی رضامندی پر تبنیت ہوسکتی ہے تو شوہری اجازت کے نسبت غلط باور کرانا موثر نہیں ہے۔

اس سے کوئی نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا

(۱۷۰) بہرحال یہ فیصلہ جات ایسے باہم مخالف ہیں کہ ان سے کوئی ایک اصول اختیار و اخذ نہیں کیا جاسکتا یہ فیصلہ جات محض اس وجہ سے باہم مخالف ہیں کہ ان سے اصول معاہدہ متعلق کئے گئے تھے اور فی نفسہ اس عمل نے بہت پیچیدگی اور پریشانی پیدا کی ہے۔ چونکہ جب شاستراً تبنیت کرنا فرض ہے تو اوس سے باز رہنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اسی طرح متبنی دہندہ یا گیرندہ کوئی معاوضہ لیا ہو تو بھی نظرانداز کرنے کے قابل ہے کیونکہ جب زمانہ قدیم میں لڑکا خریدا جاسکتا تھا تو متبنی لڑکے کے حقیقی باپ کو کچھ معاوضہ دیا جانا نفس تبنیت کو ناجائز قرار نہ دینا چاہئے۔ کیونکہ اسمیں بدل ناجائز نہیں ہے

ہ ۲۹ مدراس صفحہ ۹ و ۳۴ ، ۲ ، بنگال لا رپورٹس سول رولنگ جلد ۲ ص ۸۱ ... ۱۲ بمبئی لا رپورٹ ...
ہ ۲۹ مدراس صفحہ ۱۶ ... ۱ مدراس لا جرنل ص ... بنام بالا ... ۳۶ مدراس ... امور ... انڈین اپیلیس ص ۲ ... ۱ مدراس ... بنام ...

... جاتے ہو ... یقین ہے کہ آئندہ یہ عارضی موانعات رفع ہوجائینگے فقط

حصہ سوم

متفرق

باب (۱۳) دیگر اقسام تبنیت

دیگر اقسام تبنیت۔

(۱۷۰) حصہ دوم مین اوس طریقہ کے نسبت وضاحت کے ساتھہ بحث کی گئی ہے جس کے مطابق تبنیت کیا جانا شاستر نے مقرر کیا ہے اور فقرہ (۲۷ و ۵) مین یہ بتلایا گیا تہا کہ کلجگ مین سوائے دتک کے دوسرے قسم کے مصنوعی فرزندون کو ممنوع قرار دیا ہے۔ تاہم یہہ بہی ضمناً درج کیا گیا تہا کہ چند شاذ مخصوص قسم کے فرزندان بہی اب موجود ہین۔ اون کو تفصیل کے ساتھہ اس باب مین بیان کرنا مناسب سمجہا گیا ہے۔ اور فی زماننا خواہ احکام شاستر کی بنا پر ہو یا رواج کے بنا پر حسب ذیل اقسام تبنیت ہندوستان مین مروج اور عدالتون مین مقبول ہین۔

(۱) دوامشاین۔ (۲) کرتبرم (مخصوص بہ متھلا) (۳) پتر کا پتر (۴) الاٹم (مخصوص رڈی قوم میں) (۵) تبنیت دختران (۶) طریقہ مروجہ ملیبار۔

دوامشاین۔

(۱۷۱) تبنیت کی یہ بہی ایک قسم ہے سمرتیون مین اوسکو اوس لڑکے سے متعلق کیا تہا جو ذریعہ نیوگ کے پیدا ہوئے ہون۔[۱] لیکن زمانہ ماقبل ویدمین اس کا وجود نہ تہا اور چونکہ اس کا سب سے پہلا حوالہ بودہاین

(۱) دہرم شاستر مولفہ گہوش جلد (۱) صفحہ ۳۲ --

ونار دہرم شاستر تی مین ہے یہہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اوسکو رواج پاکر ڈہائی ہزار سال سے زاید عرصہ نہین گذرا[1]۔ البتہ ایک عرصہ بعد دکت میمانسا اور دکت چندرکا نے اسکو مکرر رواج دیا۔ مگر ساتہہ ہی اوس کے اوہنون نے اسکا اطلاق اصلی مفہوم سے مغایر تشکل سے کیا۔ اور چونکہ ان کتابون کی تدوین کے زمانہ مین نیوگ کا طریقہ منسوخ العمل تہا۔ لازم آیا کہ اوس کے اصلی معنی ترک کئے جائین اور یہ لفظ اوس قسم کے تبنیت سے متعلق کیا گیا جس مین کوئی لڑکا اس طور پر متبنیٰ لیا جائے کہ وہ اپنی اصلی باپ اور متبنیٰ باپ دونون سے تعلقات رکہہ سکے[2] اور اوس پر دونون والدین کے نسبت دنیوی و دینی فرایض واجب و لازم آتے ہین اور یہہ اونہی صورتون سے متعلق ہے جبکہ ایسا لڑکا متبنیٰ گیرندہ کا بہتیجہ ہو۔ یا اگر دوسرے خاندان کا ہو تو ایسی صورت مین وہ چوڑ کے بعد متبنیٰ لیا جائے[3]۔ اور اس قسم کے تبنیت کو دوامشاین تبنیت نام رکہا گیا ہے۔ جسکے لفظی معنی صرف دو باپ کا بیٹا ہے[4] اور بربناء دتک میمانسا اور چندرکا اب یہہ طریقہ رایج ہے اور عدالت ہائے برٹش انڈیا نے اس کو تسلیم کیا ہے۔

موجودہ شرایط تبنیت کے خلاف اصول۔

(۲۷۲) تاہم یہہ یاد رکہنا چاہئے کہ موجودہ عمل احکام شاستر کے صریحاً خلاف ہے۔ کیونکہ شرایط تبنیت کے منجملہ ایک اہم شرط یہ ہے کہ تبنیت کے بعد متبنیٰ کے جملہ تعلقات اصلی خاندان سے کاملاً منقطع ہوجاتے ہین اور جب یہ عمل خلاف منشار تبنیت ہے تو ضرور اسکا لعدم تصور کرنا چاہئے۔ اور نیز سمرتیون مین اس کو صرف نیوگ سے ہی متعلق کیا تہا تو اوس سے متجاوز کرنا لازم نہ تہا چنانچہ منو مین

(۱) مگوش جلد (۱) صفحہ (۵) تمہید۔
(۲) دہرم شاستر ٹریون صفحہ ۱۹۰۔
(۳) منڈلن
(۴) دہرم شاستر مگوش جلد (۱) صفحہ ۷۳۲۔
(۵) دہرم شاستر ٹریون صفحہ ۱۹۰۔ نوٹ ۷۔

اور مسٹر منڈلک کے نظر مین دو اشاین خواہ زمانہ سمرتی مین ہو یا زمانہ حال کے لحاظ سے قطعًا کالعدم ہین[1]

اسکی ابتدار۔

(۱۷۳) ڈتک میانسا اور چندرکا نے اسکو کسی سمرتی کے بنا پر درج نہین کیا بلکہ کالیکا پُران کے مندرجہ واقعہ کے بنا پر رواج[2] دیا۔ نندی کے اشارہ پر بھیرو نے ارونتی سے ایک بیٹا پیدا کیا۔ جس کا نام سُوئیشا تھا اور ایسے لڑکے کو بھیرو کے بھائی۔ وتال نے اپنا بیٹا تسلیم کیا۔ اور ان دو کتابون کے بنا پر ہی عدالت ہائے برٹش انڈیا نے اسکو جائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ مسٹر گلاب چندر سرکار نے بر بنا فقرات متاکشرہ[3] یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگر اکلوتا بیٹا تبنیت مین دیا جائے تو وہ لڑکا اس قسم کا تصور کرنا چاہیے۔ خواہ وہ ایسی صاف شرط بوقت تبنیت طے نہ پائی ہو[4] ڈتک میانسا نے ایسی تبنیت کو بھائی کے بیٹے تک ہی محدود کیا ہے[5] لیکن ڈتک چندرکا نے اوسکو تعمیم کے ساتھہ بیان کیا ہے[6]۔ اور بر بنا رواج یا خاص معاہدہ ایسی تبنیت کی جاسکتی ہے[7] اور ایسے متبنےٰ کے تعلقات وحقوق جائداد دونون خاندان سے قایم رہین گے[8]

یہہ طریقہ عدالتون نے تسلیم کیا ہے

(۱۷۴) الحاصل اب اس قسم کی تبنیت عدالت نے تسلیم کی ہے اور اوس کے دو اقسام بیان کئے ہین۔ اور

(۱) گھوش جلد ۱ صفحہ ۲۳۲۔

(۲) ڈتک میانسا باب (۲) فقرہ (۴۵) ڈتک چندرکا۔ باب (۱) فقرہ (۲۸)۔

(۳) متاکشرا باب (۱) فقرہ (۱۵)

(۴) قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۶۷

(۵) ڈتک میمانسا باب ۳ فقرہ (۳۸)۔

(۶) ڈتک چندرکا باب (۱) فقرہ (۲۸)۔

(۷) ٹریولن صفحہ ۱۹۱ سطر ۱ تا ۴۔

(۸) بیجاتہہ صفحہ ۱۱ فقرہ (۱۰۸)۔

اور ایک وہ جس مین بوقت تبنیت یہہ صاف طور پر قرار دیا گیا ہو کہ یہہ لڑکا دونون کا بیٹا
رہیگا۔ اور اوسکو (نت) دوامی دوامشاین کہتے ہین۔ (नित्यद्व्यामुष्यायण)[1]
اور دوسرے کو (انتیہ یعنی) عارضی دوامشاین (अनित्यद्व्यामुष्यायण)
کہتے ہین[2]۔ جس مین دیگر گوتر کا لڑکا چول کے رسم کے ادائی کے بعد تبنیت مین لیا جاتا ہے
اور رسم زنار بندی تبنی باپ انجام دیتا ہے اور چونکہ یہہ رسم متبنی لڑکے کی اصلی خاندان
مین انجام دئے جاتے ہین اس لئے اوس کا تعلق اصلی خاندان سے منقطع نہین ہو سکتا۔
اور وہ دونون خاندانون سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ مسٹر مین نے[3] اپنی کتاب مین یہ درج
فرمایا ہے کہ عارضی دوامشاین دہرم شاستر حالیہ مین تسلیم نہین کیا گیا ہے۔

نظایر۔ (۱۷۵) ایا مختصراً فیصلہ جات عدالت ہاے برٹش انڈیا پر یہ سرسری نظر ڈالی جاتی ہے مگر اس سے یہہ مطلب نہ نکالنا چاہئے
کہ یہہ طریقہ عام طور پر رائج ہے۔ البتہ اس طریقہ کو زیادہ ترغیب بمبئی ہائیکورٹ نے دی[4]
اور یہ طے کیا گیا ہے کہ یہہ ایک واجبی طریقہ ہے[5]۔ اسکو نہ محض مابین برادران ہی جائز
قرار دینا چاہئے بلکہ مابین اشخاص غیر رشتہ دارون مین بہی اوسکو جائز تصور کیا جا سکتا ہے۔
ہندوستان کے چند مقامات مین یہہ طریقہ کالعدم ہے۔ علاقہ مدراس مین صرف ملیبار
اور نمبودری برہمنون مین اس کا رواج ہے۔ لیکن مشرقی ساحل مین اسکو تسلیم نہین کیا
گیا ہے[6] اور بمبئی مین لنگایتون مین بہی اس کو جائز قرار دیا ہے خواہ برادران مشترکہ

---

(۱) ٹریولن صفحہ ۱۹۱۔ نوٹ (۱)　(۲) ٹریولن صفحہ ۱۹۲۔ نوٹ ۸۔
(۳) بار ہشتم صفحہ ۱۳۱۔　(۴) گھوش جلد ۱ صفحہ ۳۳۷۔
(۵) لسوا بنام لنگن گوڑا۔ ۹ بمبئی صفحہ ۵۸۔ دہرم شاستر مسٹر سیچ بار دوم صفحہ ۹۴۔
(۶) وامدیون بنام سکریٹری اف اسٹیٹ ۱۱۔ مدراس صفحہ ۱۵۷۔

ہون یا منقسمہ[1] نیز بمبئی کے جنوبی اضلاع مین اس رواج کے وجود کو تسلیم کیا ہے[2]
جوڈیشل کمیٹی نے بھی دو بنگال کے مقدمات مین اس طریقہ کو جائز قرار دیا ہے[3]
اور الہ آباد نے بریلی کے ایک مقدمہ مین اسکو قابل تسلیم کہا ہے[4]
البتہ اسکے لئے سب سے اہم چیز یہہ قرار دی گئی ہے کہ بوقت تبنیت متبنی گیرندہ اور دہندہ کے
مابین اس امر کا صریح اقرار چاہئے کہ یہہ لڑکا دونون کا بیٹا ہوگا[5] اور ایسے متبنے کے
لینے اور دینے کی نسبت مثل مردون کے عورتون کو بھی اقتدار دیا گیا ہے ۔ اور
شوہر کے وفات کے بعد بیوگان بھی ایسا متبنی کر سکتے مین[6] اس قسم کے تبنیت کے
انجام دہی کے لئے وہی رسومات لازمی ہین ۔ جو خاص تبنیت کے لئے ہین لیکن حقیقی
اور متبنی والدون مین اس امر کا صریح اقرار چاہئے کہ یہہ لڑکا مشترکہ فرزند رہیگا[7]
مگر الہ آباد ہائیکورٹ نے یہہ راے ظاہر کی ہے کہ دوامی دو اماین کا کسی مذہبی
رسومات کی انجام دہی پر انحصار نہین ہے بلکہ اوس اقرار پر کہ یہہ لڑکا مشترکہ فرزند
ہوگا[8] ۔ اور اسی وجہ سے بمبئی ہائیکورٹ نے یہہ طئے فرمایا ہے کہ اس قسم کے تبنیت

(۱) جیوا بنام سون گوڈا ۔ ۲۱ بمبئی صفحہ ۱۰۵ ۔
(۲) ۹ بمبئی صفحہ ۴۴۴ ۔ ۳ بمبئی لا رپورٹ صفحہ ۷۳ ۔ ۵ ۔ ۲ بمبئی صفحہ ۳۴۵ ۔
(۳) بنی ماہو داس بنام شیو داس ۱۳ مورز انڈین اپیلس صفحہ (۱۰۰) ٹریولن صفحہ ۱۹۲ ۔ نوٹ (۴)
(۴) (۴) بہاری لال بنام شیو لال ۲۶ ۔ الہ آباد صفحہ ۴۷۲ ۔
(۵) ونک میاسا باب (۶) فقرہ (۴۸) دتک چندریکا باب (۲) فقرہ (۲۴) ۔
(۶) کرشتا بنام پرمیشوری ۲۵ بمبئی صفحہ ۵۳۷ ۔
(۷) ۲۵ بمبئی صفحہ ۵۳۷ ۔
(۸) ۱۹ بمبئی لا رپورٹ صفحہ ۶۳ ۔

مین خاص طور پر یہہ بات ثابت کر دینی چاہیے کہ حقیقی اور متبنیٰ والدون نے ایسا اقرار کیا تہا۔ اور یہہ ثبوت اوس صورت مین بہی پیش ہونی چاہیے جبکہ کسی شخص نے اپنے بہتیجہ کو متبنیٰ لیا ہو۔

دوامشاین کے نسبت دو امور پر غور۔

(۱۷۶) تاہم دو امور غور طلب رہجاتے ہین اولاً جس واقعہ کے بنا پر دتک ممانسا اور چندرکا نے اس طریقہ کو تسلیم کیا اوس لحاظ سے صرف بہائی کا بیٹا اس طریقہ پر متبنیٰ کیا جا سکتا ہے۔

(۱) فیصلہ جات عدالت کے لحاظ سے اس قسم کے تبنیت کے لئے سب سے مقدم چیز یہہ تصور کی گئی ہے کہ بوقت تبنیت اوس کے والدین اس قسم کا اقرار کرین۔ مگر امر اول کے نسبت عدالتون نے دتک چندرکا کی راے کے موافق تبنیت بطور دوامشاین بلا لحاظ چچا و بہتیجہ کے عام طور پر جائز رکہا ہے۔ البتہ چچا اپنے بہتیجہ کو متبنیٰ بطور دوامشاین کرے تو یہہ تصور کیا گیا ہے کہ ان مخصوص حالتون مین اقرار نسبت اشتراک فرزندی معاً موجود ہے۔ مگر یہہ صاف طور پر ظاہر نہین ہو سکتا کہ یہہ اصول آیا عام طور پر اکلوتے بیٹون سے متعلق ہوگا۔ یا بہائی کے اکلوتے بیٹے سے ہی مخصوص ہے[2]۔

البتہ بہائی کی زوجہ نے تبنیت کی ہو تو یہہ اصول متعلق ہوگا[3]۔

امر دوم کے نسبت مسٹر گلاب چندر شاستری نے خیال ظاہر فرمایا ہے کہ دوامشاین سب کے لئے اشتراک فرزندی کے نسبت کسی خاص اقرار کی ضرورت نہین ہے[4]۔ کیونکہ

---

(۱) ۱۹۔ ببمبئی صفحہ ۲۵۴۔ دہرم شاستر ٹریوین صفحہ ۱۹۱۔ نوٹ (۳)۔

(۲) دہرم شاستر ٹریوین صفحہ ۱۹۱۔ نوٹ ۴۔ (۳)۔ ۳ ببمبئی لاء رپورٹ صفحہ ۷۳۔

(۴) قانون تبنیت ہنود صفحہ (۳۷۶)۔

دتک چندر کا مین ایسی تبنیت کو از قسم دواماشاین ہی تصور کیا ہے جبکہ منڈن کیے رسم کے بعد کوئی لڑکا متبنیٰ کیا جائے۔ اور رسم زناربندی متبنیٰ باپ نے ادا کیا ہو اور اوس سے نتیجہ نکالا ہے کہ یہہ شستر کہ حیثیت کسی خاص معاہدہ کا نتیجہ نہین ہے۔ البتہ اسکو انتیہ (अनित्य दत्तक) عارضی) دواماشاین کہا جائیگا۔ اوسی طرح مقدمہ کے حالات سے بہی ایسا معاہدہ تصور کیا جاسکتا ہے[1]

اس طریقہ کا پیچیدہ عمل۔ (۱۷۷) اس دواماشاین طریقہ کی اس خصوصیت کی وجہ سے کہ وہ لڑکا اپنی حقیقی اور متبنیٰ دونون باپ کا بیٹا متصور ہوگا۔ بڑی پیچیدگی واقع ہوجاتی ہے۔ جب وہ فوت ہوجائے اور چونکہ عارضی دواماشاین مین تبنیت مکمل نہین ہوتی اوس کے وفات کے بعد اوس کی اولاد اپنے باپ کے حقیقی خاندان کے طرف عود کرتی ہے[3] مگر چونکہ دوامی دواماشاین مین تبنیت مکمل ہوجاتی ہے۔ ایسے متبنیٰ کی اولاد صرف متبنیٰ خاندان مین ہی رہتی ہے[4] نیز جب ایسا شخص فوت ہوجائے تو اوس کے ورثا رجایز اور وہ نہ ہون تو حقیقی مان اور حقیقی رشتہ داران جائداد کے مستحق ہونگے۔ اگر ایسا متبنیٰ لڑکا لاولد فوت ہوجائے اور اوس کو سوائے دو مادرین حقیقی و متبنیٰ کے کوئی وارث نہون تو وہ دونون کے اوس کے جائداد کے مستحق ہوینگے[5] ایسی تبنیت کے بعد دونو مین سے کسی ایک کو یا دونون کو صلبی فرزندان پیدا ہون تو یہہ طے کیا گیا ہے کہ حقیقی باپ کو بیٹا ہو تو اوس بیٹے کے حصہ کا نصف اس متبنیٰ کے لڑکے کو ملیگا

---

(۱) دتک میمانسا چندر کا باب (۲) فقرہ (۳۴)۔ (۲) قانون تبنیت ہنود صفحہ ۳۷۔

(۳) دہرم شاستر ٹریولن صفحہ ۱۶۲۔ نوٹ (۱۲)۔ (۴) دہرم شاستر ٹریولن صفحہ ۱۹۳ اسطرا (۲)۔

(۵) بہاری لال بنام شیولال (۲۶) الہ آباد صفحہ ۴۷۲۔

(۶) ۔ ، ، ، ، ، ، ، ، ، ، ، ، ۔

اور متبنی گر زندہ باپ کو پیدا ہو جائے تو اوس کو اس متبنی کا نصف حصہ ملیگا[1]

طریقہ کرترم

(۱۷۸) یہہ طریقہ تبنیت مخصوص مقامات مین ہی مروج ہے چنانچہ متھلا اور ملیبار کے نمبو دری برہمنون مین اسکا رواج ہے[2] اس کے نسبت تفصیل مسٹر بھچبا تہہ نے اپنی کتاب کے فقرہ جات (۱۲۵ تا ۱۲۹) مین بیان کیا ہے اس لحاظ سے اوس کے اعادہ کی ضرورت نہین معلوم دیتی لیکن اس طریقہ کے موجودہ حدود کے بنا پر یہہ نتیجہ نہ نکالنا چاہئے کہ زمانہ سابق سے وہ اسی طور پر محدود تہا بلکہ سابقہ تصنیفات سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ وہ محض ضلع ترہت تک ہی محدود نہ تہا بلکہ صوبہ بہار کے دیگر اضلاع مین و نیز صوبہ بنارس مین مروج تہا[3] البتہ (आदित्य पुराण) آدیتہ پران مین اسکو ممنوع قرار دیا ہے اور مکت متھلا مین صرف بر بنا رواج ہی جاری ہے[4] پنجاب کے غیر زراعت پیشہ لوگون مین بہی اس کا رواج ہے[5]

مصنف کی رائے۔

(۱۷۹) بادی النظر مین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جو طریقہ اب متھلا مین موجود ہے وہ اون مین سے ہے جو سمرتی کارون نے ۱۲-اقسام بیان کیا ہے۔ مگر مسٹر ٹریولین اس سے قطعاً انکار کرتے ہین کیونکہ کرترم اور دتک دونون مساوی درجہ کے فرزندان مصنوعی ہین[6] اور اب رواجاً متھلا کا کرترم بیٹا اوس کے برابر نہین ہے نیز یہہ کہ طریقہ کرترم ایک عرصہ قبل ممنوع قرار دیا گیا تہا[7] اور اس امتناع کا تحریری وثیقہ برسپتی کے قول سے ظاہر ہوتا ہے

(۱) دہرم شاستر ٹریولین صفحہ ۹۲ ملاحظہ ۱۰ تا ۱۳+ (۲) بھچبا تہہ صفحہ ۱۲۷ فقرہ (۱۲۵)۔
(۳) گھوش جلد (۱) صفحہ ۲۰۷۔ (۴) لکشمی چند بنام گٹو (۱) الہ آباد صفحہ (۶۸۸)
(۵) جلد (۶۷) پنجاب لا رپورٹ بابتہ ۱۸۹۹ء (۶) دہرم شاستر ٹریولین صفحہ ۸۵ سطر ۱ و ۵۔
(۷)۔ فقرہ (۱۵) کتاب ہذا۔
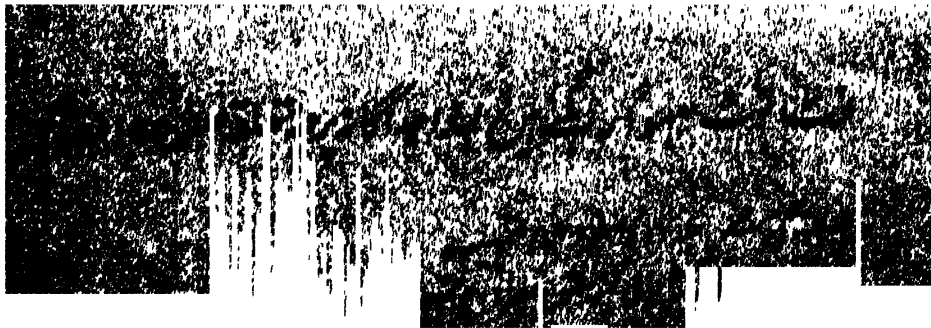
اوس کے نسبت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اوس کا حوالہ عیسوی سنہ کے دو سو سال قبل
[illegible] تصنیف مین موجود ہے [illegible]) تلیت دستانہ نامی [illegible]
اس کا زمانہ یورپین مصنفین نے عیسوی سنہ کے (۵) وی صدی بعد ظاہر کیا ہے
[illegible] یہ صاف طور پر ظاہر ہے کہ عیسوی سنہ کے دو سو سال کے قبل [illegible]
[illegible] عمل ہو چکا تہا۔ گلاب چند شاستری [illegible]
[illegible] کے بحث شروع کی۔ لیکن خواہ یورپین مصنفین کے رائے [illegible] سے
[illegible] کے وجہ سے ہو۔ انہون نے بعد مین اس رائے سے اختلاف کرتے ہوئے یہ
[illegible] ظاہر فرمایا کہ کولبرک کے ڈائجسٹ و مجموعہ سڈرلنڈ مین متہلا کے کرترم بیٹے کی
جو تعریف و درجہ بیان ہے وہ سمرتی کارون کے کرترم سے مختلف ہے۔ حالانکہ دونو
کو عدالتون نے ایک ہی تسلیم کیا ہے۔ اس لئے پہلے کرترم بیٹون کے نسبت سمرتی کار
اور متہلا کے رواج مین کیا تفاوت ہے دیکہنا مناسب ہے۔

سمرتی کار اور شارحین کے اقتباسات جو مسٹر گلاب چند شاستری نے اپنے
کتاب کے باب (۱۲) مین درج کئے ہین اون کو اور طریقہ تبنیت کرترم مروجہ متہلا
کو بالمقابل درج کیا گیا ہے تاکہ اوس کے دونون کی تفاوت فوراً ظاہر ہو۔

(الف) کرترم حسب منشاء سمرتی منو۔	(ب) کرترم حسب رواج متہلا۔
(۱) فی الحقیقت کرترم اور دتک بالکل مساوی و مشابہ تھے۔	(۱) دتک ہتبنی کے مقابلہ مین کرترم کم درجہ کا متصور تہا۔
(۲) اور اوسکو اوسی طور پر انجام دینا چاہئے جیسا کہ دتک کو۔	(۲) اسکے انجام دہی کے لئے کسی رسومات کی ضرورت نہ تہی۔
(۳) اور اوس سے وہی نتیجہ نکلتا جو دتک سے اور اس لحاظ سے اس لڑکے کا تعلق اصلی	(۳) جو لڑکا اس طور پر متبنی کیا جاتا تہا اوس کے تعلقات اصلی خاندان سے منقطع

خاندان سے منقطع ہوجاتا ہو۔ ہو نہین جاتا۔

ان اختلافات کو مد نظر رکھکر مسٹر ٹگناٹن نے اس طریقہ تبنیت کے ایجاد کی یہہ وجہہ بتلائی ہے[1] کہ چونکہ واچسپتی کے قول کے لحاظ سے کتب متھلا مین کوئی عورت خواہ بحیات شوہر یا بعد وفات شوہری اجازت سے ہی متبنیٰ کرنیکی مجاز نہ تھی تو یہ طریقہ ایجاد کیا گیا تاکہ بقاء خاندان یا روحانی فائدہ کے لئے فرزندی کی تکمیل ہوسکے اور چونکہ اس طریقہ کو ایجاد کیا گیا تاکہ بقاء خاندان یا روحانی فائدہ کے لئے فرزندی کی تکمیل ہوسکے۔ اور چونکہ اس طریقہ کو انجام دینے کے لئے کوئی رسومات لازمی نہ تھے۔ اس طور پر لڑکا بہر حالتین عورت کہہ سکتی تھی۔ نیز مسٹر گلاب چندر شاستری نے کرترم طریقہ مندرجہ سمرتی اور موجودہ متھلا ایک ہونیکی دلیل مین یہہ حجت پیش کرتے ہین کہ متھلا مین اس طریقہ تبنیت کو کرترم کے لفظ سے ملقب نہین کرتے ہین۔ بلکہ ایک عام لفظ ([illegible]) کثرت سے مروج ہے جو کرترم اور دتک دونون قسم کے بیٹون پر حاوی ہے[2]۔

طریقہ دتک اور کرترم مین فرق۔

(۱۸۰) بہرحال طریقہ دتک اور طریقہ کرترم مروجہ متھلا مین عظیم تفاوت ہے اور اوس کے چند ایسے خصوصیات ہین جو صریحاً طریقہ دتک کے مخالف ہین۔

اولاً یہہ کہ اس طریقہ کے موافق مثل مردون کے عورتین بھی تبنیت کر سکتی ہین (بشرطیکہ لاولد ہون) اور عورتون کے استحقاق اس بارہ مین اس قدر وسیع ہین کہ اوس کو تبنیت کے لئے شوہر یا سپنڈون کے اجازت کی ضرورت[3] نہین

(۱) قانون تبنیت منو صفحہ ۱۹۴ مجموعہ سدر لنڈ نوٹ ۱۰۔ (۲) دہرم شاستر ٹریولن صفحہ ۱۵۸ نوٹ (۴)۔
(۳) ٹریولن صفحہ ۱۵۸ - نوٹ - ۴۔

بلکہ باوجود اجازت شوہر کے وہ اپنی شوہر کے لئے متبنی نہیں کر سکتی ہے[۱] اور اسکا متبنی لڑکا اوسی کا وارث ہوگا[۲] اس طور پر وہ مشترکاً یا منفرداً تبنیت کر سکتے ہین ہے[۳]
دوم یہ کہ اس تبنیت کیلئے کسی قسم کے قیود نہیں ہین۔ بجز اس کے متبنی لڑکا متبنی کنندہ کا ہم قوم ہو۔[۴]
سوم یہہ کہ ایسی تبنیت بلا قید عمر جائز ہے۔ نا بالغ ہونیکی صورت مین والدین دے سکتے ہین اور بالغ ہونے کی صورت مین وہ خود اپنے کو متبنی کر سکتا ہے[۵]
چہارم یہ کہ کسی رسومات کا انجام دینا لازم نہین ہے صرف باپ بیٹے کا اقرار کافی ہے۔[۶]
پنجم یہہ کہ ایسا لڑکا اپنے اصلی اور متبنی دونوں خاندان سے وابستہ رہتا ہے[۷]
ان خصوصیات کو مدنظر رکھنے کے بعد ظاہر ہوگا کہ اس مین عموماً اصلی احکام دہرم شاستر کی متابعت مدنظر رکھی جاتی ہے اور طریقہ دتک کو شارحین نے غیر ضروری قیود سے محدود کیا ہے اوس قسم کا کوئی دخل اس مین نہین ہوا۔ اس لئے باوجود اسکے

---

(۱) ٹریولن صفحہ ۱۵۸۔ نوٹ (۵)
(۲) گھوس جلد اصفحہ ۷۳۵۔ ۱۹ ویکلی ریپورٹر جلد ۱۷۔ ۲ بنگال سکینڈ ریولس صفحہ ۲۹۔
(۳) ٹریولن صفحہ ۱۵۸ نوٹ (۶) (۴) ٹریولن صفحہ ۱۵۸۔ نوٹ (۷)
(۵) ٹریولن صفحہ ۱۵۹۔ نوٹ ۷ و ۸۔ (۶) گھوش جلد (۱) صفحہ (۷۳۶)۔
(۷) ٹریولن صفحہ (۱۵۹) نوٹ (۱۰)

کر [illegible] لوگ [illegible] وغیرہ لوگون نے اسکو اوس طریقہ فرزند [illegible] ہے یا اکثل کلیدہ
[illegible] کا ذکر سمرتیون مین ہے لیکن جہان تک میرا خیال ہے یہہ طریقہ وہی
[illegible] سمرتیون نے کر ترم بیان کیا ہے۔ اور جو کلیگ کے لئے ممنوع ہے۔ چنانچہ
[illegible] چندر شاستری نے اس خیال کو بہت مذبذب طور پر ظاہر فرمایا ہے کہ
سوائے اسکے کہ اس طریقہ کا بیٹا دو باپ کا وارث ہوتا ہے۔
بقیہ امور مین وہ جملہ امور ملحوظ اور زیر عمل ہین۔ جو طریقہ کیرتیم
کے لئے سمرتیون نے مقرر کئے ہین۔ اور میتل [illegible] تک [illegible]
حال کے مصنفین نے زیادہ دست اندازی نہین کی ہے[1]

پتیر کا پتیر

(۱۸۱) مسٹر گھوش نے اپنی کتاب مین منجملہ متعدد اقسام تبنیت کے پتیر کا پتیر کا بھی وجود بتلایا ہے[2] اور ممالک محروسہ سرکار عالی مین نواسہ کی تبنیت بھی جایز اور منظور کی جاتی ہے[3] اوسکو بھی اصولاً پتیر کا پتیر کی تعریف مین داخل کرنا چاہیے ورنہ بلحاظ اون قیود کے جواب جواز تبنیت کیلئے تسلیم کئے گئے ہین کوئی لڑکا متبنیٰ نہین کیا جاسکتا جسکی ماں سے بحالت کنوارتی متبنی گیرندہ از دواج نہ کرسکتا ہوئے[4] نواسہ کی تبنیت صریحاً غلط اور بے اصول ہونیکے علاوہ قطعاً کالعدم ہو جاتی ہے۔ اور کسی حالت مین بھی کوئی شخص اپنے بیٹی کا بیٹا تبنیت مین نہین لے سکتا بجز اوس کے کہ وہ پتیر کا پتیر تصور کیا جائے [illegible] میماسا مین اس کی صریح ممانعت بھی ہے۔ ممکن ہے نواسہ بلحاظ استحقاق وراثت حقیقی مرجح رکھتا ہو لیکن سوا اس طریقہ کے اوسکو تبنیت کی غرض سے ترجیح حاصل نہین ہے

(۱) قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۵۴۔ (۲) گھوش جلد (۱) صفحہ (۷۳۷)۔
(۳) مجاگمابنام سرکار عالی محبوب حضرت ابتدائی صفحہ (۴۶)۔ (۴) دہرم شاستر سمجنیا نہ صفحہ ۲ فقرہ ۱۰ اکتابیا

نیز پتیر کا پتیر کے تبنیت کے احکام جو شاستر مین ہین وہ اب مروج نہین ہین۔ نواسہ کو
بشمول دوسرے لڑکے کے تبنیت مین لیا جاتا ہے جو صریحاً دہرم شاستر کے منشا کے خلاف
جسکی اصلاح ہونا ممکن ہے بشرطیکہ عدالتین پتیر کا پتیر اور دتک احکام تبنیت مین جو
فرق ہے اوسکو مدنظر رکہین۔ الغرض یہہ ظاہر ہے کہ اب تک ممالک محروسہ سرکار عالی
مین بہی نواسہ متبنی ہو سکتا ہے۔ حالانکہ برٹش انڈیا مین بجز ایک مقدمہ کے عام
طور پر ایسی تبنیت کو ناجائز قرار دیا ہے[1] اور پریوی کونسل نے بہی بجز خاص رسم و رواج کے
ایسی تبنیت کو منظور نہین کیا ہے[2] مدراس ہائیکورٹ نے بہی صرف مخصوص حالتون مین
ایسی تبنیت کو جائز رکہا اور طے کیا ہے[3] کہ تنجاور۔ ترچناپلی۔ تنولی کے برہمنان اور
ملیبار کے شودر ہی۔ برہمنان اور جنوب مہاراشٹرا مین ایسی تبنیت جائز ہے
پنجاب مین بہی ایسا رواج ہے[4]۔ اور بمبئی ہائیکورٹ بہی عام طور پر ایسی تبنیت کو
ناجائز قرار دی۔ بجز خاص رواج[5] کے ایسی حالت مین ظاہر نہین ہوتا کہ ممالک
محروسہ مین ایسی تبنیت کس بنا پر جائز قرار دی گئی۔ حالانکہ جملہ ہائیکورٹون نے
اور دتک میمانسا و چندرکا نے ایسی تبنیت کو کالعدم قرار دیا ہے۔ البتہ خاص رواج
ملک اور خاندان کے پر اسکو قایم رکہا۔ الغرض معلوم یہ ہوتا ہے کہ طریقہ تبنیت
پتیر کا پتیر اور دتک مین امتیاز نہین رکہا گیا ہے اور پتیر کا پتیر کے لفظی ترجمہ کے

(۱) ٹریولن صفحہ ۱۴۱۔ نوٹ (۳)۔
(۲) لالہ روپ بنام گوپال ۱۳ کلکتہ ویکلی نوٹس صفحہ (۹۲)۔
(۳)۔ ٹریولن صفحہ ۱۴۱ نوٹ ۴۔ ویدناد بہ۔ بنام الیو ۹ مدراس ۔ ۴۴۔
(۴) " " ۵ ۔ ۷ مدراس صفحہ ۳۔
(۵) " " ۴ ۔ ۲۲ بمبئی صفحہ ۶۷۹
(۶) " " " " ۷ ۔ (۷)۔ گوپال بنام ہنمنتہ ۳ بمبئی ۲۷۳۔

بنا پر اوس کو نواسہ قرار دیا اور بلحاظ اوسکے کہ نواسہ بیٹی کا بیٹا ہے اسکی تبنیت بہی
جایز قرار دی۔ مگر درحقیقت طریقہ دتک اور پتر کا پتر مین بہت بہاری فرق ہے وہ دونون
علحدہ علحدہ ہین۔ اوس کا مختلف ہونا اور امتیانہ محض اس بنا پر ثابت ہو سکتا ہے کہ فرزندان
مصنوعی کے یہہ دونون طریقے وقت واحد مین موجود نہیہ۔ وہ اگر علحدہ نہ ہوتے تو اون کا
ایک ہی زمانہ مین بطور مصنوعی فرزندون کے وجود نہ ہوتا۔ اور گوتم نے سلسلہ سے
انکا بیان کیا ہے اوس لحاظ سے دتک کے وارث و رشتہ دار بیان کیا ہے اور پتر کا پتر
کو صرف رشتہ دار تبلایا ہے[1]۔

پتر کا پتر و دتک ایک نہین ہین

(۱۸۲) الغرض اس مین مطلق شبہ نہین ہے کہ پتر کا پتر اور دتک ایک ہی قسم کے فرزندان نہ تہے دتک یعنی تبنیت
کی تعریف اسکے قبل متعدد مرتبہ بیان کی گئی ہے مزید وضاحت کی غرض سے پتر کا پتر سے
کیا مراد تہا مختصرًا بیان کیا جائیگا۔ اولًا اسباب کے تبلانے کی ضرورت ہے کہ منو کے
فہرست فرزندان مصنوعی مین اسکا اندراج نہین ہے[2]۔ اور اس کا شمار مصنوعی
فرزندان مین گوتم نے کیا ہے۔ مگر اس سے یہہ نتیجہ نکالنا چاہئے کہ منو اس قسم کے
مصنوعی فرزندی سے لاعلم تہا۔ مگر مسٹر گلاب چند رشاستری قیاس فرماتے ہین
کہ منو کے نظر مین پتر کا پتر صلبی فرزند کے زمرہ مین شریک تہا۔ مگر اس مین شبہ
نہین ہے کہ زمانہ ماقبل ویدمین پتر کا پتر قسم کے بیٹے کا وجود تہا اور اس لئے
کسی خاص رسومات کی ضرورت نہ تہی۔ بلکہ قبل از ازدواج شوہر کے ساتہہ لڑکی کا
باپ صریح طور پر اقرار کرتا تہا کہ اوس لڑکی کو جو بیٹا ہوگا وہ لڑکی کے باپ کا

(۱) گھوش جلد (۱) صفحہ (۲۴۰) و (۲۴۱)۔ (۲) منو باب ۹ فقرہ (۱۵۸) ۱۶۰ - ۱۸۰ -
(۳) منو باب (۹) فقرہ (۱۳۰) قانون تبنیت ہنود صفحہ (۲۰)۔

بیٹا تصور ہوگا۔ اور اس اقرار کی وجہہ سے ایسا لڑکا اپنے نانا کا بیٹا متصور ہوگا۔ چند شاستر کارون نے اس بارہ مین یہ طے کیا ہے کہ ایسا اقرار قبل از دواج بالکل لازمی ہے اور مصنفون نے یہ بہی راے دی ہے کہ اگر ایسا اقرار نہ بہی ہو تو وہ تصور کیا جا سکتا ہے مگر زمانہ حال کے مصنفین و شارحین نے اس بارہ مین اس وجہہ سے کوئی صراحت نہین کی کہ بلحاظ احکام برہسپتی جبکہ اقسام کے بیٹے سوا دتک کے کلجگ مین ممنوع قرار دئے گئے ہیے تو ایسے حالت مین پتر کا پتر اور دتک دونون ایک ہی قسم کے متصور ہونگے۔ بلکہ پتر کا پتر مثل کشترج وغیرہ کے ایک قسم کا بیٹا تہا۔ اور دتک خود ایک ایسا طریقہ تہا۔ جس سے کوئی شخص درجہ فرزندی حاصل کر سکتا تہا۔ اس وضاحت کے بعد یہ خود بخود ظاہر ہوگا کہ نواسہ کی تبنیت کا جواز کس حد تک صریحاً خلاف منشا واحکام شاستر ہے۔ کیونکہ یہ تصفیہ شدہ امر ہے کہ زمانہ حال مین اس قسم کے بیٹے کو مقرر کرنے کا طریقہ رائج نہین ہے[2]۔ اور مسٹر گھوش کا خیال ہے کہ عدالتون کی یہہ راے درست نہین ہے اسوجہہ سے کہ پتر کا پتر قسم کا بیٹا کسی خاص رواج کے بنا پر تسلیم نہین کیا گیا ہے۔ بلکہ سمرتیون کے حوالہ سے اوس کا وجود زمانہ ما قبل وید ما بعد مین ظاہر ہوتا ہے اور جب اسکا وجود کسی بد نما اور بد اخلاقی طریقہ پر نہین ہے تو محض اس وجہہ سے کہ برہسپتی نے سوا دتک کے بقیہ کو ممنوع قرار دیا اسکو نا واجب تصور نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ کوئی حکم قانون محض اس وجہہ سے بے اثر ہوگا کہ اوس قسم کا مقدمہ عدالتون کے روبرو پیش نہین ہوا تہا بلکہ ایسا تصفیہ اونہون نے دہرم شاستر کے

(۱) قانون تبنیت ہنود صفحہ (۳۰)۔ (۲) گھوش جلد (۱) صفحہ ۷۳۸۔

(۳) گھوش جلد ۱ صفحہ ۷۳۸ سطر ۱ تا ۲۰۔

لاعلمی پر مبنی ظاہر فرمایا ہے۔

گھر داماد یا الاٹم۔ (۵۸۱) ایک جو اقسام ہیں کہ بتلائے گئے وہ سب اپنے متبنا جن کا حوالہ دہرم شاستروں میں درج ہے ہو سکتا ہے لیکن الاٹم یا گھر داماد ایک ایسا طریقہ جسکی بناء ما سبق میں نہ تھی اور اب یہ طریقہ ہندوستان کے اکثر ممالک میں مروج ممالک پنجاب کے ضلع سیالکوٹ میں اسکا رواج ہے۔ بنگال میں بھی گھر داماد کا وجود اور علاقہ مدراس میں اضلاع کرنول و بلاری میں ریڈی قوم میں اس کو تسلیم کیا ہے۔ البتہ اسکو الاٹم کے نام موسوم کیا ہے[1] مسٹر گلاب چند شاستری کے خیال میں یہ طریقہ بیٹر پتر کے طریقہ سے اخذ کیا گیا ہے[2] اور ایسی مقررہ بیٹی کے شوہروں کو بتدریج لڑکی کے والدین اپنے ہی مکان میں رکھنا شروع کئے ہونگے اور اسکا مکان اس وجہہ سے ہے کہ صرف ایسے اشخاص ہی پتر کا پتر کا انتظام کرینگے جنکو بیٹا نہو اور صرف ایک ہی بیٹی ہو۔ تو فطرتاً محبت پدری کی وجہ سے انہوں نے یہ لازم قرار دیا ہوگا کہ اوس لڑکی کا شوہر بھی اون کے مکان میں ہی بود و باش اختیار کرے۔ لیکن ایسا بود و باش اختیار کرنا یا اولاد کو نانا کے حوالہ کرنا اون لوگوں کے خیال میں موزون نہیں ہے جو خود صاحب جائداد ہوں نیز تبنیت میں دنیا احتیاج سے متعلق اور اوس کی دلیل سمجھی گئی ہے اس وجہ سے ایسے اقرار کو صرف وہی داماد اختیار کرتے ہیں جنکی مالی حالت اچھی نہیں ہوتی۔ نیز وہ ان شرائط کو اوسوقت تک نہ قبول کرینگے جب تک کہ فی نفسہ اس سے اونکا فائدہ نہ ہوتا ہو۔ چونکہ شاستر ا پتر کا یعنی بیٹی صلبی بیٹے کے مساوی حصہ کا مستحق گردانا ہے[3] اور اوس کی وفات کی

---

(۱) قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۵۷۔ (۲) ہنمنے بنام راجا مدراس ۲۷۲۔

(۳) قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۵۶-۲۵۷۔ (۴) منو باب ۹ فقرہ ۱۳۲۔

صورت مین اوسکا شوہر اوس کا وارث قرار دیا ہے۔ کسی شخص کو گھر داماد ہو لینے مین تامل نہین ہوا زمانہ حال مین مکتب بنگال مین گھر داماد کا حصہ صرف نان و نفقہ کے حد تک ہی تسلیم کیا گیا ہے اور پنجاب مین گھر داماد کو خسر کی پوری جائداد کا استحقاق پیدا ہوجاتا ہے۔ بشرطیکہ اوس نے اپنے حقیقی باپ کے جائداد سے دست برداری کی ہو باوجود اس کے کہ اوسکی بیوی کی وفات کے بعد اوس نے دوسری شادی بھی کی ہو۔

طریقہ الاثم پیتر کا پُتر کے مشابہ ہے۔

(۱۸۴) الاثم کا طریقہ بھی اسی کے مشابہ ہے اور بلحاظ فائدہ کے دتک طریقہ سے بھی مفید تر ہے کیونکہ جو شخص الاثم ہوگا اوسکے حقوق اصلی خاندان سے منقطع نہین ہوتے ہیں نیز صلبی فرزند کے تولد کی صورت مین بھی پوری جائداد کے نصف کا حصہ دار ہوگا۔ اور ایک خصوصیت یہ ہے کہ اسکے صلبی خاندان کے رشتہ دار بھی اسکے وارث ہوسکتے ہین ایسی جائداد اوسکی مکسوبہ متصور ہوگی اور اوس کے خسر کے ورثار کو اسکے محصلہ حقوق مین کچھہ مداخلت نہ ہوگی۔ اور اس وجہ سے اس جائداد کے نسبت الاثم داماد کو حقوق کامل حاصل ہین مگر ساتھہ ہی اوس کے محض یہہ امر کہ کسی نے الاثم داماد مقرر کیا ہے۔ تبنیت کرنے کے مانع نہوگا اور وہ ضرور متبنیٰ لے سکتا ہے۔ اور گو الاثم اور متبنیٰ مشترک رہتے ہوں تاہم اون کا خاندان مشترکہ متصور ہوگا نہ اونکے ورثا اس قسم کے اختیارات کا دعویٰ کرسکتے ہین۔ البتہ یہہ امر تصفیہ نہین پایا کہ آیا ایسا شخص الاثم داماد کرسکتا ہے جسکو بیٹا موجود ہو یا یہہ کہ کیا ایسے تقرر کی تکمیل بیٹی کے ساتھہ شادی کئے بغیر ہوسکتی ہے اور کیا ایسا تقرر کرنیکے لئے

(۱) منو باب ۹ صفحہ ۳۵۔

(۲) گوبند ابنام راو ہا ۱۲ کلکتہ لا جرنل ۱۲۸۔

(۳) اولفتا پنجاب مواف شیر صفحہ ۴۰۴ جلد ۸۔

(۴) بلراجی بنام پیرا رڈی ۲ سدمداس صفحہ ۴۶۷۔

(۵) ٹریولین صفحہ ۱۶۰۔ نوٹ ۱۱۔ ۱۲

(۶) رام کرشن بنام سبکا ۱۲۔ مدراس صفحہ ۴۴۲۔

(۷) ٹریولین صفحہ ۱۶۱ نوٹ ۲۔

(۸) ٹریولین صفحہ ۱۶۱۔ نوٹ (۱)۔

کسی شخص کو اجازت دیسکتا ہے[1] ایسکے منجملہ ایک سوال کا تصفیہ ہو چکا ہے کہ صلبی فرزند کے
موجودگی مین بہی الاٹم گہر داماد مقرر کیا جاسکتا ہے[2]۔ اور یہہ تصفیہ محض اس امر پر ہے
کہ الاٹم داماد کرنا کوئی طریقہ تبنیت کا نہین ہے نہ وہ دہرم شاستر کے احکام کے بنا پر
مروج ہے۔ اور ایسے تقرر کے لئے مثل تبنیت کے کسی رسومات کی انجام دہی لازمی نہین ہے
صرف کسی شخص اپنے داماد کا اپنے خاندان مین شریک کرنا کافی ہے[3]۔ البتہ اس کا عمل برتا
رواج مخصوص اقوام مین ہے جیسی کہ ضلع ویجگاپٹام کے کنڈارا جو قوم مین اس کو
تسلیم نہین کیا گیا ہے[4]

تبنیت دختران

(۱۸۵) اسکے قبل فقرہ (۱۵۵) حصہ دوم مین عورتون کے حقوق کے ضمن مین اس بات کا ضمناً تذکرہ کیا گیا تہا کہ زمانہ سابق مین مثل لڑکے کے لڑکیان بہی متبنی کی جاتی تہین۔ مگر ساتہہ ہی اوس کے یہہ بہی درج کیا گیا تہا کہ اب وہ رواج غیر موجود ہے۔ بلکہ روحانی فائدہ بیٹا پہونچا سکتا ہے۔ وہ اگر اون کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتا تہا تو باوجود صلبی بیٹی کے کوئی شخص نہ تبنی کرتا نہ ایسا شخص اپتر کی تعریف مین داخل ہوتا جسکو صرف بیٹیان ہون۔ اور یہی وجہہ تہی کہ منو اور اتری نے اپتر کو ہی اوس کا قایم مقام بنانیکی ہدایت کی ہے۔ البتہ اب لڑکیونکی تبنیت کا رواج صرف مدراس کے دیوداسیون مین ہی ہے۔ مگر چونکہ یہہ طریقہ احکام دہرم شاستر پر مبنی نہین ہے۔ اس لئے اوس کا تذکرہ اس موقع پر نہین کیا گیا۔ دیوداسی یعنے طوائف عورتین ہین۔ جو خود ہندو سوسائیٹی کے نکتہ

(۱) ٹریولین صفحہ ۱۶ نوٹ ۱۰۔ (۲) ۱۲ انڈین کیسز صفحہ ۵۴۔
(۳) ۲۵۔ انڈین کیسز صفحہ ۸۹۳ ۔ مدراس ویکلی نوٹس بابتہ سنہ ۱۹۱۴ء صفحہ ۹۱۹+
(۴) ۱۷، ۱۰ مدراس صفحہ ۲۷۷ ۔

نظر سے آخری درجہ پر ہین اور وہ ایسی عورتین سمجھی گئی ہین جن کی زندگی مین عصمت
کوئی اہمیت نہین رکھتی ایسی حالت مین یہہ بدیہی ظاہر ہوگا کہ اونکو تبنیت کرنیکی
اجازت شاستر کسی حالت مین نہ دیگی اور حقیقت مین انکا اپنی پیشہ کے سلسلہ کے قیام
غرض سے کسی لڑکی کا لے لینا تبنیت کے تعریف مین داخل کرنا سخت سے سخت غلطی ہے
کیونکہ بے عصمت عورتین جب کوئی مذہبی رسومات انجام نہین دے سکتے تو ایسے
عورتین جو پیشہ ور بدچلن ہون ہندو دہرم شاستر کے لحاظ سے متخص کی تعریف مین
داخل نہین ہین اور اس لحاظ سے اون کے فعل کو تبنیت سے مطلق مخلوط نہ کرنا چاہیے
اس وجہ سے کہ اس مین کوئی روحانی فائدہ کی غرض شامل نہین ہے اور ایسی غرض
متعدد وجوہ سے ناممکن ہے اولاً اس وجہ سے کہ عورتین تبنیت کی رسم اپنے شوہر کے
روحانی فائدہ کی غرض سے کرتے ہین۔ پیشہ ور عورتون کو شوہر ہی نہین ہے تو وہ
ازخود ایسا فعل نہین کر سکتے۔
دوم یہ کہ یہہ خود بدچلن ہونے سے تبنیت کی رسم و تکمیل انجام نہین دے سکتے۔
سوم یہ کہ اس غرض کے لئے بیٹیون کا وجود بیکار ہے اس لحاظ سے دہرم شاستر
کے نکتہ نظر سے نہ لڑکیون کی تبنیت ہو سکتی ہے نہ دیوداسیون کا لڑکیون کو
پرورش کرنا تبنیت متصور ہوگا۔ اس مسئلہ کو اگر فی الواقعی کوئی اہمیت حاصل ہوئی
ہو تو اوس کے دو ہی وجوہ ہین۔ ایک تو یہہ کہ زمانہ پر اُن کے چند نظائر پیش ہین
دوم یہہ کہ ڈنک میانسا نے اسکو جائز قرار دیا ہے باوجود اسکے یہہ طریقہ مقبول
اس وجہہ سے نہ ہوگا کہ پرانون کے واقعات نظر کی حیثیت رکھتے ہین نہ اوس کی
تقلید درست ہوگی دیگر یہہ کہ لڑکیون کی تبنیت حسب رائے ڈنک میانسا کی جائے تو
وہ اسوجہہ سے کہ اوس سے جو بیٹا ہوگا وہ بہ حیثیت نواسہ کے وہی روحانی فائدہ
پہونچائیگا۔ جو بیٹا پہونچا سکتا ہو۔ مگر اس مین ایک بڑا نقص یہہ ہے کہ بالفرض کسی

شخص نے لڑکی کو تبنیت مین لیا اور اوس کو بیٹیا نہوا تو اتنی کوشش بیکار ہوئی۔
الغرض یہہ کہ باوجود ان ... شاستر ون کے بیٹون کی تبنیت مفقود العمل رہی۔

تبنیت بلوایت احوال دھرم شاستر پر مبنی نہین ہے۔

(۲۰۶) تبنیت بلوایت کا لڑکیون کا قایم مقام کرنا بھی مسایل دھرم شاستر سے خارج ہے۔ اسیواسطے ناجی کے تعریف وحد ود دھرم سے لحاظ سے ایسی بد اخلاقی کے مسایل دھرم مین شامل بھی نہین ہین اور یہی وجہہ ہے کہ بنگال[۱] اور بمبئی[۲] ہائیکورٹون نے اسکو قطعا کالعدم قرار دیا اور اسکی وجہہ یہ بتلائی ہے کہ چونکہ یہہ عمل اخلاق کے خلاف ہے۔ خدا کے احکام بھی ہون تو وہ قانون کی حیثیت نہ رکھینگے[۲،۳] حالانکہ حکام مدراس ہائیکورٹ نے یہ غلط باور کرلیا ہے کہ ایسا عمل کسی احکام خدا کے بنا پر جاری ہے۔ بلکہ جو امور صدر مین بیان کیئے گئے ہین اون سے ظاہر ہوگا کہ یہہ ایک خانگی عمل اور رواج ہے۔ البتہ مدراس ہائیکورٹ نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ ایسی تبنیت جائز ہے اور ایسا تصفیہ عدالت دیوانی کرسکتی ہے[۴] اور اس کی وجہہ یہہ ظاہر فرمائی گئی ہے کہ ایسا عمل صرف متبنی حقوق شخصی کے ہے اور یہہ مسئلہ متعلق بہ قانون خانگی ہے[۵] اور جب تک کوئی قانون اسکے خلاف موجود نہو ایسی اجازت دینا نامناسب نہین ہے جس سے اس پیشہ کے اشخاص کی جائداد کے انتقال و وراثت و قایم مقامی کی سہولت ہوسکتی ہو[۶] مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہہ

(۱) حسن کنور بنام ہسن کنور ۲ مورز ڈائجسٹ صفحہ ۱۳۳

(۲) باہیرا نگن بنام رادہا (۳) بمبئی ۱۱۲ ـ ۴ بمبئی لا رپورٹ صفحہ ۱۱۲۹ ـ

(۳) متھرا نگن بنام ایسو ۱۸ بمبئی صفحہ ۵۴۵ ـ (۴) وینکا بنام جہالنگا ۱۱ مدراس صفحہ ۳۹۳ ـ

(۵) پیریٹ لا ـ

(۶) ہسو کنور بنام سید ماسانی ۱۲ مدراس صفحہ ۱۱ ـ

تصفیہ قبل انفاذ تعزیرات ہند ہوا تہا[1] بعد مین اس قسم کے رواج کو تسلیم کرتے ہوے دو لڑکیون کی تبنیت بوجہ ناجائز قرار دی گئی ہے[2] برخلاف اسکے ایک دوسرے مقدمہ مین اس تبنیت کو مبنی بربد اخلاق ہونے سے نامنظور کیا گیا ہے[3] اور بصورت منظوری یہہ بہی طے فرمایا گیا ہے کہ اس تبنیت کے لئے کسی قسم کے رسومات لازمی نہین ہین[4] صرف ایسا اقرار اور عمل کافی ہے اور نیز یہہ بہی کہ ایسی تبنیت کرنیوالے کو اگر بیٹا بہی موجود ہو تو تبنیت کے مانع نہ ہوگا۔ البتہ بیٹی موجود نہ ہونی چاہیے[5]

(۱۸۶) قانون تعزیرات ہند کے نفاذ کے قبل زیادہ وقت نہ تہی مگر بعد مین دفعہ (۳۷۲-۳۷۳) سے اس مین بڑی رکاوٹ پیدا ہوئی اور ایسے منظوری کا پورا انحصار اسی امر پر تہا کہ کیا ایسا فعل بلحاظ منشار قانون جائز تصور کیا جاسکتا ہے جسٹس موتہوسوامی ایرلے قانون تعزیرات کو اس سے بالکل غیر متعلق تصور کیا کیونکہ اونکی نظر مین دفعہ مذکور کا منشا صرف اسی قدر تہا کہ نابالغون کو اونکے عقل کے پختہ ہونیکے قبل اون کی زندگی کے اہم امر کے نسبت حفاظت کیجاے اور بعد بلوغ وہ مجاز ہین کہ اپنے حسب دلخواہ طرز زندگی اختیار کرین[6]۔ بہرحال مدراس ہائیکورٹ کا رجحان زیادہ تر طوائف کے حقوق کے تائید مین تہا۔ اور اوس کا اثر دیگر

(۱) دہرم شاستر ٹریولن صفحہ ۱۶۳ سطر ۱ نوٹ ۴ ۔

(۲) ونیکا بنام مہالنگا ۱۱۔ مدراس صفحہ ۳۹۳ ۔ ۱۳۔ مدراس صفحہ ۱۳۳ سنہ ۱۸۸۹ع

(۳) کملاکشی بنام رام ساحی ۱۹۔ مدراس صفحہ ۱۲۷ ۔

(۴) ۔ وینکٹ چلم بنام وینکٹ سوامی فیصلہ جات مدراس بابتہ سنہ ۱۸۵۶ع صفحہ ۶۵ ۔

(۵) دہرم شاستر تشریح صفحہ ۹۹ ۔ ٹریولن صفحہ ۱۶۳ ۔ نوٹ ۔ ۔

(۶) ونیکا بنام مہالنگا ۱۱۔ مدراس صفحہ ۴۰۲ ۔

ہائیکورٹ بمبئی ۱۰ ۔ اور اس لحاظ سے اب پیشہ ور [illegible] کی تبنیت کو خاص حالات مین منظور کیا ہے جو کہ بمبئی ہائیکورٹ نے ایک مقدمہ مین پیشہ ور عورت (رقاص) کی تبنیت اس بنا پر جایز قرار دی کہ وہ [illegible] دارہ تہی اور اوس نے ایک دیول کے شرط [illegible] کی ادا کی تہی[1] [illegible] ایک مقدمہ مین طے کیا گیا کہ ایک پیشہ ور عورت [illegible] اپنی رقاص اس غرض سے تبنیت کی تہی کہ اوس کے آخری کریا کرم وہ لڑکی انجام [illegible] اور چونکہ شہادت مین اوسکی غرض ناجایز ثابت نہین کی گئی اوسکی تبنیت جایز قرار دیگئی[2] کلکتہ ہائیکورٹ نے ایک مقدمہ مین جبکہ ایک طوائف نے ازراہ رحم ایک یتیم لڑکی کو متبنی لیا اور اوس کو (आभमानपुत्री) لکہا چونکہ اوس مین غرض ناجایز نہ تہی تبنیت جایز قرار دی گئی ہے[3] اور مدراس نے بہی ایک مقدمہ مین جبکہ غرض ناجایز ظاہر نہ تہی تبنیت کو تسلیم کیا ہے[4] مگر حال ہی مین برخلاف اس کے اوسی ہائیکورٹ نے طے فرمایا کہ پیشہ ور عورتون کا تبنیت کرنا کالعدم ہی نہین بلکہ خلاف قانون ہے[5] الغرض نتیجہ یہی ہے کہ عام طور پر طوائف کو متبنی (لڑکی) کرنے کی اجازت نہ ہوگی البتہ جبکہ کوئی غرض ناجایز نہ ہو اوسکو جایز رکہا جاسکتا ہے اور خصوصاً جبکہ مشروط الخدمت انعامات کے قایم مقامی کے لئے جاوین تو جایز ہوسکتی ہے اور اس کی منظوری اس لحاظ سے ممالک محروسہ سرکار عالی مین عدالت ہائے مال سے ہی ہونی چاہئے کیونکہ مشروط الخدمت انعامات کسی

---

(۱) ۱۴ بمبئی صفحہ ۴۹۰ (۲) ۲۶ بمبئی صفحہ ۴۹۱ ۔

(۳) انڈین کیسز جلد ۳۳ صفحہ ۷۴۳ ۔ (۴) ۱۲ مدراس صفحہ ۲۷۳ ۔

(۵) گڈاتی اسدیر بنام گنپتی ۲۳ ۔ مدراس لاجرنل صفحہ ۲۶۲ ۔ ۱۷ انڈین کیسز صفحہ ۴۳۲ ۔

حالت مین ضبط و خالصہ نہین ہو سکتے اور باقی جایز صورتون مین مدالتہائے دیوانی اسکا تصفیہ فرما سکتی ہے۔

متفرق طریقے

(۱۸۹) اب صرف اون متفرق طریقون کی بحث باقی رہی جو ہندوستان کے وسیع سرزمین مین رواجاً موجود اور مروج ہین وہ اختصاراً ذیل مین درج کیئے گئے ۔

جین لوگونکی تبنیت

(۱) جین لوگون مین جو طریقہ تبنیت رائج ہے وہ اون پابندیون سے خارج ہے جو بروئے دہرم شاستر لازم گردانے گئے ہین اور اسکی اصلی وجہ یہہ ہے کہ یہہ لوگ زیادہ تر بدھ مذہب کے متشابہ ہین بلکہ یہہ کہنا درست ہوگا کہ وہ بدھ اور سناتن دہرم کے متوسط و درمیانی قسم کے ہین لیکن بدہون کی تقلید کی وجہ وہ قریب قریب دہرم شاستر کے مخالف ہین ۔ اور اون مین تبنیت بھی کوئی مذہبی فعل ہے نہ بغرض فائدہ روحانی کیا جاتا ہے جین لوگونکی تبنیت بالکل ایک دنیوی معاملہ تصور کیا گیا ہے[1]

تاہم اون کو دہرم شاستر کی پابندی سے خارج اسی حد تک تصور کیا گیا ہے اوس کے نسبت دتک میمانسا و دیگر شارحین کے قیود لازم نہین گردانے گئے چونکہ وہ قوم ہندو ہی ایک جز ہین ۔ اون کے لئے یہہ تصور کیا گیا ہے کہ اون پر بھی دہرم شاستر یعنے سمرتیون کے احکام واجب ہین اور سوائے اون امور کے جو رواجاً موجود ہین بقیہ امور مین دہرم شاستر کے احکام متعلق کئے گئے ہین[2] ۔ اور اس بنا پر یہ طے کیا گیا ہے کہ جین بیوہ بعد وفات شوہر اوس کی اجازت کے بغیر ہی تبنیت کر سکتی ہے[3]

---

(۱) اشرفی بنام روپ ۳۰ - الہ آباد صفحہ ۱۹۷ - (۲) رکھب بنام چنی لال ۱۶ البمبئی صفحہ ۳۴۷ -
(۳) منوہر بنام بنارسی ۲۹ - الہ آباد صفحہ ۴۹۵ - ۳۰ - الہ آباد صفحہ ۱۹۷ -

اور یہ اصول اگر اول - ادسوال - جوڑی دال - کہا مڈ دال سے نہیں تسلیم کیا گیا ہے
اور اس بنا پر یہہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ایسی بیوہ اپنے متبنی بیٹے کی وفات کے بعد
دوسرا بیٹا کر سکتی ہے - بشرطیکہ وہ وارث ہو چکی ہو[۱] - اوسی طرح چونکہ ان میں
رسم تبنیت ایک دینوی امر ہے متبنی لینے کے نسبت کوئی موانعت نہیں ہے -
نہ اکلوتے بیٹے یا بڑے بیٹے کو متبنی کرنے کی ممانعت ہے[۲] - نہ مناسبت رشتہ
یا ممنوعات رشتہ جات کو مد نظر رکھنے کی ضرورت ہے[۴] - حتی کہ ایسا شخص جسکی
شادی ہو چکی ہو - بلا اعتراض تبنیت میں لیا جاسکتا ہے[۵] - اور ۲۲ سال کا لڑکا
بھی متبنی ہوا ہے[۶] - اسی خصوصیت کے وجہہ سے ان لوگوں میں بوقت تبنیت
کسی رسم کے ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے تاہم دیول میں جانا اور پوجا کرنا
ایک لازمی امر گردانا گیا ہے[۷] - البتہ عزیز و اقارب و مذہبی پیشوا کو دعوت
دیجاتی ہے اور اون کے روبرو دستاویز تبنیت تحریر و تکمیل کیا جاتا ہے -
اور متبنی بیٹا پوشاک سے اراستہ کرکے متبنی گیرندہ کے گود میں بٹھایا جاتا ہے اور
میوہ اور مٹھائی کے تقسیم کے بعد رسومات تکمیل سمجھے جاتے ہیں -

تبنیت اہل اسلام

(۲) ممالک محروسہ سرکار عالی میں یہہ امر ضرور تعجب خیز ہوگا
کہ برٹش انڈیا میں اہل اسلام میں بھی تبنیت کا رواج ہے -
اور اس رواج کو ہائیکورٹوں نے تسلیم کیا ہے حالانکہ شرع شریف میں تبنیت کے

---

(۱) قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۵۳ -
(۲) لکشمی بنام گنشو ۸ - الہ آباد ۳۱۹ -
(۳) اٹک بنام جگت ۱۰ - کلکتہ صفحہ ۵۱۸ -
(۴) شیو بنام ڈاکو (۱) الہ آباد (۷۰۰)
(۵) منوہر بنام ناری ۹ - الہ آباد صفحہ ۳۹۰ -
(۶) مہاراج بنام جلال (۵) سکینڈ ریورشن صفحہ ۳۲۲ -
(۷) قانون تبنیت ہنود صفحہ ۲۵۴ -

رسم کا تذکرہ نہین ہے اور اس لحاظ سے اہل اسلام کا ایسا فعل ضرور احکام شرع کے خلاف ہوگا۔ اور اسی وجہ سے ممالک محروسہ سرکار عالی مین نہ ایسی حجت پیش ہوئی نہ اوسکو تسلیم کیا گیا بہرحال بربنا رواج پنجاب مین اہل اسلام کا تبنیت کو انجام دینا جایز قرار دیا گیا ہے[1] بنگال مین اس قسم کے دو مقدمات پیش ہوے۔ ایک مین تبنیت کو تسلیم نہین کیا گیا[2] اور دوسرے مین تبنیت کو جایز قرار دیا گیا لیکن استحقاق جایداد سے محروم رکہا گیا۔[3] بالآخر جوڈیشل کمیٹی نے یہہ طے کیا کہ ایسی تبنیت جایز نہین ہے۔ اور تبنیت واقع ہوگئی ہی تو اوس سے جایداد کے نسبت کوئی حقوق پیدا نہ ہونگے۔[4] کلکتہ اور بمبئی ہایکورٹ نے چند مقدمات مین اسکو جائز قرار دیا ہے جسکا تذکرہ فقرہ (۸۷) مین ہو چکا ہے۔

سکہون کی تبنیت۔

(۳) سکہون کے نسبت بہی ایسی ہی دقت پیش آئی ہے۔ کیونکہ اوہنون نے ویدون اور پرانون کے احکام سے قطعاً انکار کیا ہے اور اوس کے بجاے (گرنتھ صاحب) تسلیم کیا۔ تاہم وہ عام طور پر ہندو خیال کئے گئے ہین اور اون کی پرستش و رسم و رواج مین ہندون کے طریقہ زیادہ مروج ہین اور اس وجہ سے مثل جین کے ان کے نسبت بہی ہندو شاستر متعلق کیا گیا ہے اور اوس سے ظاہر ہے کہ اس معاملہ مین کسی قسم کے قیود نہین ہین رشتہ عمر۔ رسومات کی پابندی مطلق لازمی نہین البتہ برخلاف طریقہ جین کے سکہ اور پنجابی بیوہ بلا اجازت تبنیت نہین کر سکتی ہے۔[5]

پارسیون کی تبنیت۔

(۴) یہہ بہی کم تعجب کی بات نہین ہے کہ پارسیون مین

---

(۱) حسن بنام ہما پنجاب ریکارڈ بابتہ سنہ ۱۸۸۷ء نمبر (۲) مرزا بنام شہامت صدر دیوانی عدالت بابتہ سنہ ۱۸۹۱ء
(۳) خواجہ بنام کلکٹر وائیکلی رپورٹ صفحہ ۲-۵ (۴) عمر بنام نظام الدین ۵ کلکتہ انڈین لا جرنل صفحہ ۲۲۷-۱
(۵) قانون تبنیت ہنود صفحہ ۵۴ - رواجات پنجاب جلد ۲ صفحہ

مین تبنیت کا رواج ہے اور اوس کے دو اقسام ہین ایک پالک پتر دوسرا دہرم پاتر دونون مین فرق یہی ہے کہ پالک پتر کو کامل حقوق حاصل ہوتے ہین اور قسم ثانی کو محدود و چند حقوق ملتے

کرناٹک طریقہ تبنیت -

(۵) چند کنڈری اقوام مین بربنا ر اشتمال مخصوص تبنیت کا طریقہ اس قانون کو بہنڈل پانڈییہ ناٹی کرنا[۱] کسی بادشاہ نے نافذ کیا تہا اوس لحاظ سے کوئی شخص بیٹے کی تبنیت اوس وقت تک نہین کر سکتا جب تک کہ اس تبنیت مین بیٹے کے ساتھہ بیٹی کو بھی متبنی کرے - مگر مدراس ہائیکورٹ نے اسکے نسبت یہہ طے فرمایا ہے کہ ساتھہ ساتھہ بیٹی کی تبنیت کو لازمی جز نہین سمجہا[۲]

ملک گیا مین -

(۶) ملک گیا کے اقوام گیا دل مین ایک طریقہ رائج ہے - جو کہ ترم سے مشابہ ہے وہ تبنیت ایک قسم کا معاہدہ ہے جس کی وجہہ سے متبنی کے تعلقات اصلی خاندان سے حسب حال قایم رہتے ہین[۳]

ملیبار کا طریقہ -

(۷) ملک ملیبار مین بہی اس قسم کا طریقہ جاری ہے - نمبودری مین چونکہ خاندان مین سب سے بڑا ہو وہی شادی کرتا ہے تبنیت بہی وہی کریگا[۴] مگر کوئی دور کا رشتہ دار مرد موجود ہو تو متبنی نہین کر سکتا ہر حالت مین قریب ترین اور کلان ترین شخص بذریعہ ازدواج بقاء نسل کی کوشش کرے اور یہہ جملہ کوششات بے سود ثابت ہون تو جملہ رشتہ داران قریب و بعید کے اجازت سے ایسی تبنیت جایز ہو سکتی ہے[۵] بہر حال نمبودری برہمن کی بیوہ متبنی کر سکتی ہے

(۱) ہوبالی بنام درسابائی دکلکتہ ویکلی رپورٹ صفحہ ۱۰۳ - قانون تبنیت ہنود صفحہ ۴۵۶ -

(۲) سکریٹری آف اسٹیٹ بنام سلشی ۲۱ - انڈین کیسز صفحہ ۲۳۴ -

(۳) ٹریولن صفحہ ۱۶۰ - نوٹ ۲ - (۴) دہرم شاستر مین صفحہ ۲۷۴ - مجلس باز ہشتم -

(۵) ٹریولن صفحہ ۱۶۱ نوٹ ۲ -

یا اپنے خاندان کو قایم رکھنے کے لئے کسی شخص کو وارث کے طور پر نامزد کر سکتی ہے جبکہ ایسے کوئی حصہ دار موجود نہ ہوں جس کی وفات پر (۳) روز کی سوتک رکھنا لازم آتا ہو[1] نیز یہہ بھی طے کیا گیا ہے کہ ایسے حصہ داران کی اجازت پر بلا لحاظ عمر تبنیت کیجا سکتی ہے[2] اور ایسے متبنیٰ فرزند کو شادی کے ذریعہ خاندان کے سلسلہ کو قایم رکھنا لازمی امر گردانا گیا ہے اوسی طرح ایک رواج مماثل نیوگ وہاں آج تک موجود ہے[3] نائیر۔ خاندان میں تبنیت رائج ہے مکتب مارامکاتیم میں لڑکیوں کی تبنیت جایز ہے جو خاندان کا بزرگ با جازت شرکار خاندان کر سکتا ہے[4] مکتب مکاتیم میں تین قسم کے تبنیت رائج ہے۔ اور بصورت کسی قسم کے وارث نہ ہونے کے محض اس غرض سے کہ خاندان کا نام ونشان معدوم نہ ہو تبنیت کیجاتی ہے اس میں نہ عمر کا خیال ہے نہ رشتہ کا۔ صرف ایک ہی شرط ہے کہ وہ متبنیٰ گیرندہ مساوی درجہ وقوم کا ہو۔ بہرحال ملیبار کا طریقہ تبنیت بہت پیچیدہ ہے اور اوس کے اصول بھی کچھ ایسے عجیب ہیں کہ اس مختصر کتاب میں اوسکا بیان ممکن نہیں ہے قطع نظر اسکے ممالک محروسہ سرکار عالی میں اس مسئلہ کے پیش ہونے کا احتمال نہ ہونے سے اوس پیچیدگی کو رفع کرنے کی کوشش مطلق نہیں کی گئی۔

(۱) واسدیو بنام سکرٹری آف اسٹیٹ ۱۱۔ مدراس صفحہ ۱۸۸۔

(۲) کیشون بنام واسدیون ۷ مدراس صفحہ ۹۔

(۳) ٹریولین صفحہ ۱۶۲ سطر ۳۱ و ۳۲ صفحہ ۱۶۳ سطر ۱ و ۲۔

(۴) ٹریولین صفحہ ۱۶۱۔

باب ۱۴

شودرون کی تبنیت

شودرون کے نسبت علحدہ طور پر بیان کرنے کے وجوہ۔

(۱۸۹) شودرون کے طریقہ اور اصول تبنیت کے نسبت علحدہ باب مین اس وجہ سے بیان مناسب سمجھا گیا کہ یہہ امر صاف طور پر بتلانے کی ضرورت ہے کہ لفظ شودر سے کیا مراد ہے اور اوس لحاظ سے دہرم شاستر کے احکام اون سے متعلق ہوسکتے ہین اور کس حد تک۔ کیونکہ ان چار طبقہ جات ہندو قوم کے منجملہ شودر آخری درجہ کے لوگ تصور کئے گئے ہین۔ اور اون کا مرتبہ اوس زمانہ کے سوسایٹی مین ایسا چھوٹا تہا کہ اونکو دہرم شاستر نے تدوین احکام کے وقت قطعاً نظر انداز کیا ہے۔ نیز لفظ شودر کے اصلی معنی ظاہر نہونیکی وجہہ اب تک بہی یہ طے نہین کیا گیا ہے کہ کون کون طبقہ جات اس دائرہ مین داخل ہین۔

اوس فرقہ کا وجود کب ہوا غیر ظاہر ہے۔

(۱۹۰) سب سے زیادہ دقت اس وجہ سے ہے کہ چار طبقہ جات کب اور کس وجہہ سے قایم ہوئے اس کا صحیح حال ظاہر نہین ہوتا ان کے بارہ مین تفصیلی احکام دہرم شاسترون کے زمانہ سے دستیاب ہوتے ہین اوس سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ غالباً سمرتی کارون کے زمانہ مین یا اوس سے کسی عرصہ قریب قبل یہہ طبقہ جات قایم ہوئے اور اونکا وجود ویدک زمانہ مین نہ تہا اور سب سے پہلے منو نے ان چار طبقہ جات کو بیان کیا جس لحاظ سے شودر کا درجہ بہت چھوٹا تصور کیا گیا ہے۔ اور اسکے تسلیم کرنے مین تامل نہ ہوگا۔ کہ اوسکی حالت بہت ذلیل قرار دی گئی تہی جسکا اندازہ محض منو کے اس قول سے ہوگا کہ شودر خواہ خریدکردہ ہو

یا نہ ہو او سکو مثل غلام کے کام کرنا چاہیے۔ کیونکہ اوس کو خاص طور پر اسی خدمت گزاری کے لیئے پیدا کیا گیا ہے[1] اعلی تین اقوام کی خدمت ہی اوس کا ذریعۂ معاش مقرر کیا گیا ہے اوس کو وید کے پڑھنے کی ممانعت کی گئی ہے اور مذہبی رسومات سے وہ بری الذمہ قرار دیا گیا ہے۔ البتہ اس قدر رعایت تو ضرور ملحوظ رکھی گئی ہے کہ وہ اگر چاہے تو مذہبی رسومات بھی انجام دے سکتا ہے[2] بشرطیکہ وہ ویدک منترون کے بغیر انجام دے[3] اور اوس کی حیثیت کے لحاظ سے وہ اوس کے مجاز نہین گردانے گئے تہے کہ دولت جمع کرین بلکہ اوسکے ساتھہ سختی کا عمل بھی مرعی رکھا گیا تھا۔ حتی کہ اوس کو مشورہ دینا۔ مذہبی تعلیم دینا قطعاً ممنوع تھا[4]

دہرم شاستر شودرون سے متعلق نہین ہے۔

(۱۹۱) بہرحال دو امور صاف طور پر ظاہر ہین اول یہہ کہ سمرتیون کے زمانہ مین ہندو قوم کے چار طبقہ جات قرار دئے گئے اور یہہ کہ دہرم شاستر کے لحاظ سے شودرون کو بہت ذلیل نگاہون سے دیکھا گیا تھا اور جو کچھہ احکام دہرم شاستر کے درج تہے وہ عموماً اعلی تین اقوام کے لئے ہی تہے بلکہ خود منو کو اس بات کا اعتراف تھا کہ دہرم شاستر محض ان تین اقوام کیلئے ہی لکھا گیا[5] مگر یہہ یاد رکھنا چاہیے کہ شاستر ان اعلی تین اقوام کو دو بارہ تولد شدہ کے نام سے موسوم کیا گیا تھا۔ چنانچہ وشستھہ کا قول ہے کہ برہمن کشتریہ۔ ویشیہ۔ دویج۔ (دو بارہ تولد شدہ) ہین اون کا پہلا تولد مان کی بطن سے ہوتا ہے اور دوسرا تولد رسم زنار بندی کے بعد جس مین تحصیل علم پاتا ہے۔ اور گرو باپ ہے[6] اس صراحت کو پیش نظر رکھنے کے بعد ظاہر ہوگا کہ لفظ شودر اون

(۱) منو باب نقرہ (۱۲۳) تا (۱۲۵)
(۲) منو باب ۱۰ نقرہ (۱۲۶) –
(۳) منو باب ۱۰ نقرہ (۱۲۷) –
(۴) منو باب ۴ نقرہ ۸۱ –
(۵) گوتم جلد صفحہ ۱۰۲ –
(۶) وشستھہ باب ۲ فقرہ ۳۰ –

زمانہ مین بہت ہی محدود معنون مین مستعمل تہا - اور اوس سے کشتریہ (سپاہی) اور ویشیہ (تجارت پیشہ) خارج تہے - اور جہان تک میرا خیال ہے لفظ شودر مین وہ اقوام داخل تہے جو آریہ قوم کے ہندوستان مین آنے کے قبل مقیم تہے - چونکہ وہ آریہ نہ تہے اونکو سمرتی کارون نے اپنے حلقہ سے خارج کردیا - اور آریہ لوگ چونکہ فاتح تہے اوس زمانہ وتہذیب کے لحاظ سے آریہ لوگون نے اون غیر آریہ اقوام کو شودر کے تعریف مین داخل کیا ہو - اور اپنے مذہبی رسومات وتحصیل علم مین شریک نہ رکہا ہو تو کوئی تعجب کی بات نہین ہے تاہم بتدریج ان لوگون نے بہی آریہ لوگون کے طریقہ اختیار کئے جسکی وجہ ان خارج شدہ فرقہ کی تعداد بہی بہت گہٹ گئی -

شودر سے کیا مراد ہے -

(۱۹۲) اگر زمانہ حال مین لفظ شودر سے جو مراد لیا جا رہا ہے اوس لحاظ سے البتہ آریہ اقوام کے خیالات اور غیر آریہ اقوام کے ساتہہ کا برتاو نامناسب معلوم دیگا - کیونکہ اب عدالتون مین صرف دو ہی طبقہ تسلیم کئے گئے ہین - برہمن اور شودر - اور شودر کا لفظ ایسا وسیع معنی پیدا کیا ہے کہ جو شخص برہمن کے تعریف مین داخل نہ ہو وہ شودر کہلاتا ہے مگر یہہ بات قابل ذکر ہے کہ شارحین اور عدالتون نے بہی منو کے احکامات کی تعمیل عمل مین نہین لائی - کیونکہ منو تعریف کے لحاظ سے ویسیوں (ویشیوں) وغیرہ بہی شودر مین داخل تہے اور اب شودر وںؔ کی تعریف مین جو لوگ شامل سمجہے جاتے ہین وہ حقیقتاً منو کے منشا سے بہت زیادہ تجاوز ہے ڈاکٹر گورو نے بحوالہ (۱) جیمنی سترتہا - یہہ رائے ظاہر کی ہے کہ لفظ شودر سے سابقہ قوم وسیو (دسیو) ہی مراد ہے - اور حقیقتاً شودر کا اطلاق اونہی اقوام پر ہونا چاہیئے منو جو وہ تعریف سب سے پہلے رگہو نندن نامی شارح نے کی اور اوس کو

---

(۱) ہندو لا کوڈ تہیسس صفحہ ۰۷ فقرہ ۰ (۲۱) -

عدالتون نے بھی تسلیم کیا[1] ۔ چنانچہ منو اور دہرم شاستر [illegible] اور [illegible] گرچہ [illegible][2]

प्रतिलोम विवाह [illegible] अनुलोम विवाह

[illegible] ہوئے ہون ۔ [illegible] کے زمرہ مین شامل کرتے ہین[3] اس بحث سے صاف

طور پر ظاہر ہے کہ لفظ شودر زمانہ قدیم مین بہت [illegible] معنی مین مروج تھا ۔ تیرتی

کشتریہ ۔ ویشہ کے سوا بقیہ متفرق اقوام کو شودر کی تعریف مین داخل کیا تھا

اور اون کو دہرم شاستر کے احکام متعلق نہین سمجھے گئے تھے ۔ مہابہارت مین اون

تمام غیر آریہ لوگون کو شودر کے تعریف مین داخل کیا ہے ۔ جو آریہ طریقہ زندگی کو

اختیار نہین کئے ۔ اور جو اپنے رواج کے پابند رہے ۔ چنانچہ اب تک بھی متعدد

اقوام ہندوستان مین ایسے ہین جو دہرم شاستر کے پابند نہین ہین ۔ اونکا رواج ہی

اون کو مقدم ہے[4] ۔ چنانچہ زمانہ سابق کے اون اقوام مین سے چند کی تفصیل مسٹر

گھوش نے دہرم شاستر مادہو کے بنا پر دی ہے[5] ۔ جس مین دہوبی چمڑے کا بیوپار

کرنے والے ۔ رقاص ۔ وغیرہ ہین ۔ اوس سے ظاہر ہوگا کہ شودر کے زمرہ مین اون

غیر آریہ لوگون کو شامل کیا تھا ۔ جو حقیقتاً بلحاظ پیشہ و عمل کے اس قابل نہ تھے کہ

اعلیٰ تین اقوام مین شریک کئے جائین ۔ چنانچہ حال مین خود عدالت ہائے برٹش انڈیا

اس مفہوم کو سمجھ چکے ہین ۔ اور اسی وجہ سے یہ طے فرمایا گیا ہے کہ کایستہ لوگ

---

(۱) گھوش جلد ۱ صفحہ (۱۰۰۵)

(۲) جس شادی مین شوہر اعلیٰ قوم کا اور بیوی کم ذات کی ہو ۔

(۳) جس شادی مین شوہر کم ذات کا اور بیوی اعلیٰ ذات کی ہو ۔

(۴) گھوش جلد (۱) صفحہ (۱۰۰۵)

(۵) گھوش جلد (۱) صفحہ (۱۰۰۳) (۶) گھوش جلد (۱) صفحہ (۱۰۰۴)

جو ممالک متحدہ[1] اور بنگال مین رہتے ہین[2]۔ وہ شودر نہین ہین۔ حالانکہ اس کے قبل بنگال ہائیکورٹ نے انکو زمرہ شودر مین شریک کیا تھا[3]۔ مدراس کے چیٹی کو مدراس ہائیکورٹ نے شودر تصور کیا[4]۔ اور بنگال کے ویدیہ (طبیب) کو بھی شودر کہا گیا ہے[5]۔ مدراس کے مدلیار۔ نایڈو شودر متصور کئے گئے ہین[6]۔ مگر اصولاً ہائیکورٹون کی یہہ رائے محض غلط ہے کیونکہ شودر کا اطلاق اونہی طبقہ جات پر ہو جاتا ہے۔ جو بلحاظ اہانت پیشہ و کاروبار کے کم رتبہ کے تصور کئے جاتے ہین۔ چنانچہ اسی اصول اہانت کے لحاظ سے حجام اور گوالی شودر کے زمرہ مین شریک کئے گئے ہین[8]۔ البتہ چانڈال اچھوت اقوام شودرون سے بھی خارج ہین[9]۔

جملہ ہائیکورٹون نے لفظ شودر صحیح معنی مین مستعمل نہین کیا۔

(۳۹۳) اس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ ہائیکورٹون نے لفظ شودر کا اطلاق صحیح طور پر نہین کیا۔ اور اسوجہہ سے اون کے فیصلہ جات اصولاً غلط ہین اور تبنیت کے بارہ مین جو فیصلہ جات اب موجود ہین اور اون سے جو نتیجہ نکالا جاسکتا ہے وہ لازماً غلط ہے۔ کیونکہ اس مین یہی تصور زیادہ تر تھا کہ دہرم شاستر شودرون سے متعلق نہین ہین اور اسی بنا پر یہہ طے فرمایا گیا ہے۔

(الف) شودرون مین متبنیٰ گیرندہ اور حقیقی مان کے رشتہ پر غور کرنے کی

---

(۱) تلسی رام بنام بہاری لال ۱۲ الہ آباد صفحہ ۳۳۲۔ (۶) ۳۹ مدراس صفحہ ۱۳۶۔ ۳۸ مدراس صفحہ (۱۳۸)
(۲) رام لال بنام کرشنہ چندر ۷ کلکتہ ویکلی نوٹس ۹۲۹ (۷) نگھوش جلد (۱) صفحہ (۱۰۰۷)۔
(۳) راج کمار بنام بشیسر دیال ۱۰ کلکتہ ۶۸۸۔ (۸) ایضاً ایضاً صفحہ (۱۰۲۹)۔
(۴) ۳۹ مدراس ۲۶ فل بنچ۔ (۹) ایضاً ایضاً صفحہ (۱۰۱۰)۔
(۵) ۲۰ کلکتہ ویکلی نوٹس صفحہ (۲۹۶)۔

ضرورت نہین ہے[1]۔

(ب) ایسا لڑکا جسکی شادی نہ ہوئی ہو خواہ کسی عمر کا کیون نہ ہو تبنیت مین لیا جا سکتا ہے[2]

(ج) شودرون مین کسی مذہبی رسومات کے انجام دینے کی ضرورت نہین ہے۔ صرف ہیم لینے و دینے کی انجام دیجاے تو کافی ہے[3]

اصول اور فیصلہ جات جو فقرہ جات صدر مین بیان کئے گئے ہین اوس سے ظاہر ہوگا کہ جن اقوام کو اب تک عدالتون نے شودر تصور کیا ہے اوس مین ہی سخت غلطی کی ہے کیونکہ دہرم شاستر کے لحاظ سے جو لوگ فی الحقیقت شودر ہین اون کے مقدمات آپس مین ہی تصفیہ پاتے ہین عدالت اور رشیون کو حقیقتاً ان کے نزاعات کے تصفیہ کی ضرورت داعی نہین ہوئی ہے[4] اور رگھونندن کے خیالات کے تقلید مین ہائیکورٹون نے جن طبقہ جات کو شودر مین داخل کرکے اوس لحاظ سے جو فیصلہ جات صادر فرمائے ہین وہ سبھی خود غلط ہین اور اس لحاظ سے یہہ تصور محض بے اصل ہے کہ دہرم شاستر کے احکام کی پابندی صرف برہمنون کے لئے ہی لازم ہے۔ اور بقیہ دوا قوام اوس کے اثر سے محفوظ ہین کیونکہ وشسٹھ کے قول محولہ صدر کے لحاظ سے برہمن کشتریہ ویشیہ۔ یہہ تینون طبقہ جات دوج (دوبارہ تولد شدہ) کہلاتے ہین۔ اور منو وغیرہ نے صاف الفاظ مین یہہ بیان کیا ہے کہ اون کے قواعد دوج (اعلیٰ) یعنی اعلیٰ تین اقوام کے لئے ہی مخصوص ہین اور ان امور کو پیش نظر رکہنے کے بعد یہہ صاف طور پر ظاہر ہوگا کہ دہرم شاستر کے پابندی سے کشتریہ اور ویشیہ کو جو خارج کیا گیا ہے وہ صریحاً غلط ہے اب صرف اسی امر کا انتظار ہے کہ اس

(۱) ٹریولین صفحہ ۱۴۴ ۔ نوٹ ۲ سطر (۲۴۶)۔ (۲) ٹریولین صفحہ ۱۴۶ ۔ ۱۴۷ ۔

(۳) ٹریولین صفحہ ۱۵۳ ۔ نوٹ (۳) (۴) گھوش جلد (۱) صفحہ (۱۰۱۰)

[illegible] اس غلط اطلاق [illegible] دہرم شاستر کو
منشا ایک جیسے [illegible] اختیار کیا ہے۔ المختصر یہ ہے کہ جو احکام [illegible] کے لیے بطور احکام
سمرتی متعلق کیے جاتے ہین۔ وہ تمام کشتریہ اور ویشیہ [illegible] سے متعلق ہین مگر مسٹر
گھوش کی خواہش [illegible] شودرون کے لیے بھی منو کی [illegible] رکھی جائے۔
کیونکہ پاکی اور اخلاق کسی خاص فرقہ کا ٹھیکہ نہین ہے۔ [illegible] اعلی خیالات
اور اعلی قسم کی زندگی بسر کرنا چاہین اونکو شودرون کے [illegible] داخل نکیا جائے۔
اور عدالتون کے حکام کو چاہیے کہ اس بارہ مین [illegible] شاستر کے منشا کے
موافق عمل کرین البتہ [illegible] نقاد کے ساتھ انصاف [illegible] کو مدنظر رکھکر ایسا
اصول اختیار فرماوین جس سے اخلاق [illegible] قوم کی ترقی ہوسکے[1]
شودرون [illegible] (۱۹۴۳) مگر بہت مشکل ہے کہ کوئی حد امتیاز بتلایا جائے
جس سے برہمن کشتریہ۔ ویشیہ۔ اور شودر مین تمیز ہوسکے
مسٹر گھوش نے ایک آسان طریقہ بتلایا [illegible] ہے کہ جن لوگون کے پاس برہمن
جابجا بھی رسومات انجام دیتے ہون اونکو اعلی [illegible] کیے جاوین[2]
اور بقیہ لوگ شودرون داخل کیے جائین۔ تاہم یہہ یاد رکہنا چاہیے کہ یہہ معیار بھی
کاملاً بہروسہ کے قابل نہین ہے۔ کیونکہ چند شودرون نے سمرتی کے زمانہ کے بعد
آریہ اقوام کے طریقون کو اختیار کیا اور اس وجہ سے برہمن اون کے پاس
انجام دہی رسومات کی غرض سے جاتے رہے ہین۔ مگر جب ان لوگون نے شاستر
کی پابندی کو اختیار کیا اور بادی النظر مین اون کا شریک رہنا قابل اعتراض نہین ہے
تو اوس کو دہرم شاستر کے موافق عمل کرنے مین کوئی ہرج نہین ہے اس معیار سے

(۱) گھوش جلد (۱) صفحہ (۱۰۰۸) (۲) گھوش جلد (۱) صفحہ ۱۰۰۹ -

صرف ایسے ہی اقوام اثر دہرم شاستر سے خارج ہین گے۔ جو جیسا کہ اوسکے قابل نہون۔
چنانچہ کھاٹ اور کرتی۔ اور جلواٹی وغیرہ اقوام اسی خود سرا اپنے خاص رواج کے پابند
ہین اور اون کو شودر کے تعریف مین داخل کرنا غلط ہوگا۔ اس لحاظ سے فی زمانہ
جن اقوام کو شودر کے زمرہ مین داخل سمجھا گیا ہے وہ حقیقتہً [illegible] اعلی تین اقوام مین
شامل ہین۔ اور اون کے حیثیت لا اور دہرم شاستر کے مطابق تعین ہونا چاہیے۔ اور
شودرون کے [illegible] یہہ امر ملحوظ رکھا جاسکتا ہے کہ اون کی حیثیت دہرم شاستر مین
مماثل عورتون کے ہے۔ اور جیسے عورتین مذہبی رسومات بھی بذریعہ برہمنون کے
ادا کرسکتے ہین۔ شودر بھی اسی طور پر پابندی احکام شاستر رسومات انجام
دے سکتا ہے اور اس اصول کو اختیار کرنے سے ایک سہولت یہہ ہوگی کہ کوئی
شخص مذہبی رسومات خواہ خود ادا کرے یا ذریعہ برہمن کے ادا کرائے شودر یا
اعلی تین اقسام کے لئے مذہبی رسومات جو اس طور پر انجام پائے ہون اون کو
جائز تسلیم کیا جاسکتا ہے اور اوس سے وہی نتیجہ مترتب ہوسکتا ہے جو از روے
احکام شاستر لازم ہین۔ نتیجہ یہہ کہ دہرم شاستر کے احکام سے کسی کو مستثنی قرار دینا
صحیح نہین ہے اور عدالتون کے جملہ فیصلہ جات قابل غور ثانی ہین۔

فیصلہ جات کی اصلاح آسان چیز نہین ہے۔

(۱۹۵) موجودہ فیصلہ جات کی اصلاح کوئی معمولی چیز نہین ہے
ایسی اصلاح تک فیصلہ جات موجودہ کی بہی پابندی لازم آتی ہے
بہر حال تبنیت کے بارہ مین جو احکام ہین اون کے نسبت تو بلا لحاظ احکام دہرم شاستر
عمل جاری ہے جس سے تبنیت لینے اور دینے اور ہونیکے نسبت کوئی قیود نہین ہین۔
نہ کسی خاص رسومات کی انجام دہی لازم ہے۔ مثل معاملہ کے ایجاب وقبول کافی ہے۔
مگر اس سے یہہ نتیجہ نہ نکالنا چاہیے کہ لڑکے کی حیثیت مین فرق آیا یا یہہ کہ مثل معاہدہ کے
یہ منسوخ ہوسکتی ہے عدالتون نے صاف طور پر طئے فرمایا ہے کہ تبنیت کے واقع ہونیکے

بعد متبنی لڑکے کی حیثیت فی نفسہ صلبی بیٹے کی ہو جاتی ہے اور مثل صلبی فرزند کے وہ اپنے متبنی باپ و ماں کے جائداد کا وارث ہوتا ہے البتہ ایک امر میں برہمن اور شودر کے (حسب تحریرات مالیہ) تبنیت کے نتیجہ میں اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ شودر متبنی بیٹے کو صلبی فرزند کے مساوی حقوق حاصل ہونگے [illegible] اور مدراس ہائیکورٹ نے بھی اس کی پابندی کی ہے حالانکہ متعدد شارحین نے اس کے خلاف رائے ظاہر فرمائی ہے[2] ایک امر میں شودر اور برہمن کے متبنی کا ان امور میں [illegible] کہ مثل برہمن متبنی کے شودر متبنی کو بھی اجازت شوہر یا [illegible] کی تقلید [illegible] حاصل کرنا چاہئے۔

باب ۱۵

اثر تبنیت

متبنی کا قطع تعلق ہونا اصلی خاندان سے۔

(۱۹۶) اثر تبنیت اختصاراً بیان کرنے کے لیے یہ کہنا کافی ہے کہ تبنیت مکمل ہو جانے کے بعد اوس کی حیثیت فی نفسہ صلبی بیٹے کی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ فرزند صلبی کی قائم مقامی اور صلبی فرزند کی مشابہت درحقیقت یہی منشا ظاہر کرتے ہیں البتہ اوس کے ان حقوق کے منجملہ چند سے وہ محروم کیا جا سکتا ہے[3] مگر گلاب چندر شاستری کا خیال ہے کہ متبنی اور صلبی فرزند

(۱) راجہ بنام راجہ رنگیا ۲۔ مدراس صفحہ ۲۵۳۔ (۲) گھوش جلد (۱) صفحہ (۷۱۲)۔
(۳) راؤ بنام پریم مینی دکلکتہ ویکلی نوٹس (۱۰۳۳)۔

منتقل نہین کر سکتا نہ اسکے انتقال کے مانع ہو سکتا ہے[1] - بہرحال تبنیت کی وجہہ سے اوس کے تعلقات اصلی خاندان سے مثلاً منقطع اور جدید خاندان متبنی گیرندہ سے وابستہ ہوجاتے ہین - اسی وجہ سے ایک مقدمہ مین ایک شخص بوقت وفات ایک متبنی لڑکا اور صلبی لڑکا (تولدہ ما بعد) چھوڑا تہا اور یہہ تولدہ ما بعد ہی قریب مین ہی فوت ہوا تو متبنی لڑکا اسکا ہی جائز وارث قرار دیا گیا[2] - مگر وایہ بھاگ کے رو سے متبنی فرزند کی حالت ایسی مستقل نہین ہوتی - چونکہ اوس مکتب مین خود صلبی بیٹا باپ کے انتقالات کے مانع نہین ہو سکتا متبنی بیٹا ہی حقیقت مین باپ کے مرضی اور مہربانی کا محتاج رہتا ہے -

برِبنائے معاہدہ حقوق محدود ہو سکتے ہین -

(۱۹۷) گو تبنیت کے بعد لڑکا مثل صلبی کے ہو جاتا ہے - لیکن چونکہ یہہ رشتہ صرف رسم پر منحصر ہوتا ہے - چند ایسے نزاعات پیش ہوئے ہین جو بوجہ محبت فطری صلبی بیٹون کے مقابلہ مین شاذ ہی پیش آتے اور چند صورتون مین اس امر کو جائز تصور کیا گیا ہے کہ متبنی گیرندہ باجازت متبنی دہندہ ایسی شرط قایم کرے کہ متبنی گیرندہ کے وفات کے بعد اوس کی زوجہ بہ موجودگی متبنی فرزند کے حق حین حیاتی رکھے[3] اور اوس پر قابض اور متصرف ہو مگر اسکا تصفیہ مشکل ہے - کہ کیا بوقت تبنیت متبنی گیرندہ خاص شرائط کے ذریعہ سے متبنی لڑکے کے حقوق محدود کر سکتا ہے مدراس ہائیکورٹ نے اس اختیار سے انکار کیا ہے[4] اور بمبئی ہائیکورٹ نے اس عمل کو جائز قرار دیا ہے[5]

(۱) رنگما بنام اچما مورس انڈین اپیالس صفحہ ۲ (۲) الوا بنام نیلا دیجی (۱) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ صفحہ ۱۵ -
(۳) لکشمی بنام سبرمینہ ۱۲ - مدراس صفحہ ۴۰ - (۴) اچا بنا لکشمی ال ۴ مدراس صفحہ (۱۶۰)
(۵) قانون تبنیت ہنود صفحہ ۴۰ - نوٹ (۱) -

ہائیکورٹ کے فیصلہ جات حالیہ۔

(۱۹۸) اور مدراس ہائیکورٹ نے حال مین ایک مقدمہ مین تصفیہ کیا ہے۔ کہ اگر متبنی لڑکے کے حقیقی باپ کے ساتھہ ایسا معاہدہ ہوکر بعد تبنیت ہی متبنی گیرندہ کی زوجہ اوسکی حیات تک جایداد سے متفید ہو جایز ہونے کے علاوہ متبنی پر اس کی پابندی لازمی ہے[۱]۔ مگر پریوی کونسل کا فیصلہ اس کے خلاف ہے ایک مقدمہ مین یہہ طے کیا گیا ہے کہ ایسی شرط بعد رضامندی متبنی قابل نفاذ ہے ورنہ کالعدم[۲]۔ لیکن بعد مین مزید صراحت کی گئی کہ کوئی شرط کالعدم ہی ہے البتہ اس سے تبنیت پر اثر نہ پڑیگا[۳]۔ بمبی ہائیکورٹ کے فیصلہ جات حالیہ اوس کے فیصلہ ما قبل کے خلاف ہین چنانچہ ایک مقدمہ مین یہ طے کیا گیا کہ حقیقی باپ اور متبنی گیرندہ دونون اگر یہہ اقرار کرین کہ جایداد کا کچھہ حصہ متبنی گیرندہ اپنی مرضی کے موافق منتقل کردے تو ایسا اقرار متبنی لڑکے پر واجب التعمیل نہین ہے[۴]۔ کلکتہ ہائیکورٹ نے البتہ اپنی سابقہ رائے کے موافق ایسے اقرار کو جائز قرار دیا ہے[۵]۔ تاہم یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بوقت تبنیت کسی قسم کے شرایط و اقرارات شاستراً جائز نہین ہین مگر یہہ چند صرف متاکشرا کے قانون کے تحت ہی قابل لحاظ ہے۔ دای بہاگ کے لحاظ سے ہر شخص کی جایداد مکسوبہ تصور ہوگی اوس کے انتقالات مین کسی قسم کا اعتراض نہ ہوگا[۶]۔

حقوق وراثت۔

(۱۹۹) یہہ بہی طے ہوگیا ہے کہ متبنی لڑکا مثل صلبی بیٹے

(۱) دشالاکشی بنام سوزرام ۲۷ مدراس ۳۷۷۔
(۲) رام سوامی بنام وینکٹ رامیا ۶۔ انڈین اپیلس صفحہ ۱۔
(۳) بھیا رادت بنام اندر کنور ۱۶۔ انڈین اپیلس ۵۳۔ ۱۶۔ کلکتہ ۵۳۷۔
(۴) دیاساچاریہ بنام نرگا ربائی ۱۴ بمبئی لارپورٹ صفحہ ۱۱۰۹۔ فل بنچ۔
(۵) ہریندر ناتھہ بنام شیو سندری دیوی ۳۔ انڈین کیسز ۳۷۶۔
(۶) گھوش جلد (۱) صفحہ ۷۰۹۔

[illegible] وہ [illegible] بیٹا ہو سکتا ہے [illegible] دوسری ماں کا بھی وارث ہوگا[2]

البتہ ایک امر میں صلبی اور متبنی بیٹے میں فرق ہے وہ یہہ کہ صلبی بیٹا جائداد سے محروم کیا جا سکتا ہے لیکن متبنی بیٹا محروم نہ کیا جائیگا[3] ۔ اور بالفرض محروم بھی کیا جائے تو صلبی بیٹے کو بجز اسکے کہ وہ نابالغ ہو ۔ نان و نفقہ کا استحقاق نہ ہوگا ۔ لیکن متبنی بیٹا ہر حالت میں نان و نفقہ سے بھی محروم نہیں کیا جا سکتا[4] ۔ نیز اوسکی شادی کے اخراجات بھی دیئے جائینگے ۔

اوسی طرح پنڈ دک وغیرہ کے حقوق بھی متبنی خاندان سے وابستہ ہو جاتے ہیں ۔

(۲۰۰) لفو تکمیل تبنیت خاندان متبنی گیرندہ کے نسبت جائداد کے جو حقوق حاصل ہوتے ہیں وہ فقرہ جات صدر میں بیان کیا گیا ہے جو بلحاظ زمانہ حال کے نکتہ نظر سے تعدیاً بیان کیا گیا ۔ حالانکہ غرض تبنیت کے لحاظ سے روحانی فائدہ مقدم ہے چنانچہ اس بارہ میں منو کا حکم ہے کہ متبنی لڑکا تبنیت کے بعد اپنی اصلی خاندان اور رشتہ سے قطعاً علیحدہ ہونا چاہئے ۔ اور اسی طرح اصلی خاندان کے جائداد سے بھی دست بردار ہو جانا چاہئے ۔ اور چونکہ پنڈ دک اوسی رشتہ فرزندی سے مسلط ہے لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ تبنیت کے بعد اونکو اپنی اصلی خاندان کے رشتوں کے بابت پنڈ دک دینا کا بھی اختیار باقی نہیں رہنا چاہئے[5] اور اس رشتہ فرزندی کے نسبت یہہ بھی طے کیا گیا ہے کہ ایک وقت حاصل ہو جانے کے بعد وہ اس سے دست بردار نہیں ہو سکتا نہ وہ [illegible] کیا جا سکتا ہے ۔ البتہ مثل

(۱) راوبا پرشاد ولد [illegible] بنام رانی [illegible] ۔ ۳۴۳ کلکتہ ۳۲۲ و نظیر [illegible] (۵) منو باب ۹ فقرہ ۱۴۲
(۲) گنگا پرشاد بنام [illegible] سین (۱۱) انڈین کیسز ۲۰ ۔
(۳) بگوش جلد (۹) صفحہ (۱) صفحہ ۴۱۰ ۔
(۴) [illegible] بنام کورٹ آف وارڈز ۱۲۶ انڈین کیسز ۴۳ ۔

در ثار جایزہ کے استحقاق جائداد سے دست بردار نہین ہو سکتے[1] اور عام طور پر متبنی لڑکا تبنیت کے بعد ایسا سمجھا گیا ہے کہ وہ اوسی خاندان مین پیدا ہوا اور اس وجہہ سے اوس کے اصلی خاندان سے تعلقات قطعاً منقطع ہو گئے۔ جہان وہ پیدا ہوا تہا۔ مگر اس سے یہہ نہ سمجھنا چاہئے کہ انقطاع تعلق کی وجہہ سے وہ اصلی خاندان کے ایسے لڑکیون سے شادی کر سکتا ہے جو بصورت تبنیت ہونے کے وہ نہ کر سکتا تہا۔ گویا اس اثر انقطاع تعلق ایک مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے کہ جو عورتین اصلی خاندان مین محارم مین داخل تہے وہ تبنیت کے بعد بہی علی حالہ محارم سمجھے جاینگے[2] اور اوسیطرح یہہ بہی طے کیا گیا ہے۔ کہ تبنیت کے بعد وہ اصلی خاندان کے جائداد کا وارث متصور نہ ہوگا[3] مگر ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ تبنیت کے وقوع ہونے کے قبل کے محصلہ حقوق پر اس تبنیت کا کیا اثر ہوگا مینو نے صاف طور پر لکہا ہے کہ تبنیت کے ساتہہ ہی اس کا انقطاع قطعی اصلی خاندان سے مثل وفات کے ہوگا[4] اور اس لحاظ سے متبنی لڑکے کے محصلہ حقوق بہی بوجہہ تبنیت زائل ہو جائینگے[5] مگر کلکتہ اور مدارس ہائیکورٹون نے اس کے خلاف تصفیہ کیا ہے[6] البتہ متبنے گیرندہ کے خاندان مین جملہ حقوق مثل صلبی فرزند کے حاصل ہو جائینگے اور علاوہ اس کے کہ وہ متبنی گیرندہ ماں باپ کا وارث ہوگا اور دوسرے رشتہ دار کا بہی سپنڈ سمانودک وبندہو وغیرہ رشتہ داران خاندان متبنی کا بہی وارث

(۱) کال گوڈا بنام سویا ۳۳ بمبئی ۶۶۹ ۔ (۲) مرتیا بنام میناکشی ۲۵ ۔ مدراس ۳۹۴ ۔

(۳) قانون تبنیت ہنود صفحہ ۳۸۰ ۔ سطر ۳ و ۳۸۰ ۔ (۴) قانون تبنیت ہنود صفحہ ۳۱۹ ۔

(۵) باب (۹) فقرہ (۱۴۲) (۶) قانون تبنیت ہنود ۴۱۹ ۔

(۷) کلکتہ ویکلی نوٹس صفحہ ۱۱ بابیا بنام اپاراو ۱۷ مدراس ۳۸۴ ۔

ہوگا[1] ان اختیارات کو محدود کرنے کی ایک ہی شکل ہے وہ یہ کہ تبنیت کے بعد متبنی گیرندہ کو صلبی فرزند پیدا ہو جائے۔ اوس صورت مین اوس کا درجہ صلبی فرزند کے مقابلہ مین کم ہوگا اور اوس کو متبنی گیرندہ کی جایداد مین چند شارحین کی راے کے موافق ربع حصہ اور چند کے راے کے موافق ثلث حصہ ملیگا[2]

الفاظ ربع و ثلث کی وضاحت

مگر الفاظ ربع حصہ و ثلث حصہ کے مفہوم مین اختلاف راے اور اس بنا پر مختلف عمل ہے چنانچہ چند لوگون نے جملہ جایداد کا ربع یا ثلث حصہ تصور کیا ہے۔ اور چند لوگون نے صلبی بیٹے کو جو کچھہ ہوگا اوسکا ربع یا ثلث قرار دیا ہے۔ تعبیر اول کے لحاظ سے کہ کامل جایداد کا ربع یا ثلث حصہ ملیگا اگر ایک سے زاید صلبی فرزندان پیدا ہو جائین تو متبنی لڑکے کے مقابلہ مین ان کے حصہ کی مقدار کم رہیگی اور متبنی گیرندہ باوجود اسکے کہ صلبی فرزند کے کم درجہ کا تصور کیا گیا ہے مالی فائدہ جایداد کے لحاظ سے اچھی حالت مین رہے گا۔ مسٹر گلاب چندر شاستری نے اس تعبیر کو غلط ترجمہ کی بنا پر مروج بتلا کر یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ بنگال مین متبنی بیٹا صلبی بیٹون کو جو حصہ ملیگا اوس کے نصف کا مستحق ہے[3] اور دیگر مکاتب مین صلبی بیٹے کے حصہ کا ثلث حصہ پائیگا[4]۔ مگر بمبئی مین ایک مقدمہ مین صلبی بیٹے کا ربع حصہ دیا ہے[5]۔ اور کلکتہ نے اس عمل سے اتفاق کیا[6]

اس مسئلہ کا اور ایک پہلو

(۲۰۱) اس مسئلہ کا اور ایک پہلو باقی رہا۔ وہ یہہ کہ کیا تبنیت کے

---

(۱) قانون تبنیت ہنود (۳۹۷)
(۲) متاکشرا باب ۱۱ فقرہ (۲۴۵)
(۳) دایہ بہاگ باب ۱۰ فقرہ ۹)
(۴) راگہو بنام سادہو کلکتہ (۲) صفحہ ۲۴۵ -
(۵) روکہلال بنام چینجالال ۱۶ بمبئی ۳۴۷ - (۱) مدراس ہائیکورٹ صفحہ ۴۵ -
(۶) گرداپا بنام لنگپا ۱ بمبئی صفحہ ۱۸۰ -
(۷) دیر بہدر بنام جگبا کلکتہ لا جرنل صفحہ ۳۹۸ -

وقت متبنی گیرندہ کے بیوہ کے محصلہ حقوق بفور تبنیت زایل ہو جاتے ہیں۔ ایک مقدمہ میں یہہ طے کیا تھا کہ تبنیت کے بعد بیوہ کے استحقاق باقی رہتے ہیں[1] مگر مدراس ہائیکورٹ نے یہہ طے کیا ہے کہ وراثت کبھی ملتوی نہیں رہ سکتی۔ اور جو اختیارات اور حقوق حاصل ہو جاتے ہیں وہ تبنیت کی وجہہ سے زایل نہ ہونگے[2] اور ایک مقدمہ میں بیوہ نے باجازت شوہر متبنی کیا تبنیت کے وجہہ سے متوفی کے بھائی کے حقوق زایل ہونا تسلیم کیا گیا۔ مسٹر ٹریولن نے اس بارہ میں اختصاراً بیان کیا ہے کہ بیوہ کے تبنیت کے ساتھہ ہی اوس کے اوس جائداد کے حقوق زایل ہو جاتے ہیں۔ جو بحیثیت بیوہ کے حاصل ہو چکیں ہوں۔ یا جو بحیثیت متبنی فرزند کے ماں کے حاصل ہوے ہوں۔ یا جو اوس کے سوکن کو حاصل ہوے ہوں[3] البتہ ان کو نان نفقہ کا استحقاق ہوگا۔ ان کے سوا تبنیت کی وجہہ سے اور کسی کے حقوق زایل نہ ہونگے[4]

ان نظایر سے ظاہر ہوگا کہ بیوہ کے تبنیت سے سوائے بیوہ کے کسی کے حقوق پر اثر نہ پڑے گا جو قبل تبنیت حاصل ہو چکے ہوں۔ اور بیوہ کو بھی اوس جائداد سے جو بوجہہ تبنیت بیٹے کو پہنچی ہو۔ اوس سے حق پرورش حاصل کرنیکا اختیار ہے[5]

خاندان مشترکہ کے بیوہ کے متبنی لڑکے کے حقوق۔

(۲۰۴) اب اس بارہ میں دو اشکال باقی رہے ہیں اولاً یہ کہ کیا ایسی بیوہ جو خاندان مشترکہ کی رکن ہو۔ تبنیت کرنے سے اوس لڑکے کو جائداد میں حق پیدا ہوگا یا نہ ہوگا۔

(۱) دہرم بنام شاما دیکلی رپورٹ جلد (۶) صفحہ (۴۳) پریوی کونسل۔

(۲) ۔۔ مدراس ہائیکورٹ رپورٹ (۱۰۸) ۲ کلکتہ صفحہ ۲۹۹۔

(۳) ٹریولن صفحہ ۱۹۳ نوٹ ۵ نوٹ ۔ ۷ ۔۔ (۴) ٹریولن صفحہ ۱۹۴ نوٹ (۳)۔

(۵) دہن داس پانڈے بنام شام سندری دیوی ۳ مور انڈین اپیلیں (۲۴۳)۔

اشتراک کی حالت مین اوس کے باپ کو یا ان کو کوئی حصہ حاصل نہین ہوا تہا۔ اور جب متبنیٰ گیرندہ کو کوئی حق ہی پیدا نہین ہوا تہا اور اوس کے فعل سے سوائے متبنیٰ گیرندہ بیوہ کی اور کسی کے حقوق پیدا نہین ہو سکتا تو لازما یہہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہی کہ وہ لڑکا صرف ان کے حقوق یعنے نان نفقہ کا ہی مستحق ہوگا۔ مگر یہہ خیال غلط ہے کیونکہ جب متبنیٰ لڑکا مماثل صلبی کے ہے اور ایسی بیوہ کو جو بوقت وفات شوہر حاملہ تہی بعد مین بیٹا پیدا ہو جائے تو جس طرح وہ اپنے باپ کے حقوق کا قایم مقام تصور کر کے مستحق تقسیم قرار دیا گیا ہے۔ اوسی اصول پر عدالتون نے یہ طے کیا ہے کہ خاندان شترکہ کی بیوہ باضابطہ تبنیت کرے تو ایسا بیٹا متبنیٰ باپ کا قایم مقام اور مستحق جایداد متصور ہوگا[1]۔ مکتب بمبئی کے اصول کے لحاظ سے کوئی دشواری نہین البتہ مکتب مدراس کے لحاظ سے ایسی تبنیت باجازت شوہر ہونیکی صورت مین قریب ترین رشتہ داران کی رضامندی لازم ہوگی۔ اور جب ایسے اشخاص جن کے حقوق پر اس تبنیت کا اثر پڑہ سکتا ہے وہ بذریعہ تبنیت ایک ممبر کی خاندان کی اضافہ پر رضامند ہوئے ہون تب ہی اون کے رضامندی کی وجہہ سے نتیجہ صدر مین کوئی فرق نہین اسکتا۔

اون اولاد کے حقوق جو باپ کے تبنیت کے قبل پیدا ہوئے ہون۔

(۲۰۴) اسی ضمن مین یہہ غور کرنا بیجا نہ ہوگا کہ بالفرض کوئی شخص شادی کے بعد جب اوسکو بیٹے بہی ہوئے ہون۔ متبنیٰ کیا جائے تو ایسی اولاد جو قبل تبنیت پیدا ہوئی ہو تو اوس کے حقوق کس خاندان سے متعلق ہوینگے۔ اور اس بارہ مین طے کیا گیا ہے کہ وہ اپنی باپ کے اصلی خاندان سے ہی متعلق رہیگا[2]۔ اور جب بوقت تبنیت کوئی

---

(۱) چینمابنام گنگاراما ایل آر ۲۳ بمبئی صفحہ ۲۶۳ — (۲) ۳۰ بمبئی صفحہ ۲۲۹ — ۱۱ بمبئی لا رپورٹ صفحہ ۷۹

کوئی امر زیر نزاع ہو اوس کے نسبت کیا عمل ہونا چاہیے بالفرض ایک شخص کے مقابل کسی جائداد کے انتقال کے نسبت نزاع ہے اور اسکے تقسیم کے قبل ہی اوس شخص نے (مدعی نے) متبنی کیا تو یہہ طے کیا گیا کہ اس مقدمہ مین متبنی لڑکا مدعی علیہ متصور ہوگا اور اوس کے حقوق بوقت تصفیہ نظر انداز نہ کئے جائینگے[1]

اثر تبنیت ناجائز و کالعدم شدہ

(۴۰) اثر تبنیت کا دوسرا پہلو باقی رہگیا۔ ابتک جو بحث کیگئی وہ اون متبنی لڑکون سے جنکی تبنیت جائز قرار دی گئی ہو مگر بالفرض عدالتون نے کسی وجہ سے تبنیت واقع شدہ کو کالعدم قرار دیا تو اوس بیٹے کی حالت اور حیثیت کے نسبت غور کرنا اہم ترین جز ہے۔ اور اس لئے یہہ لازم آتا ہے کہ ایک مقولہ قانون یورپ پر پہلے غور کیا جائے۔ مقولہ مذکور یہ ہے کہ

(Quod fieri non debuit Factum valet)

یعنے جو کچھ نہ کرنا چاہیے تہا کر چکنے کے بعد جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔ در اس مقولہ کو مسلہ تبنیت سے متعلق کرکے یہہ سوال پیدا کیا گیا ہے کہ چند ایسے امور جنکا لحاظ کرنا لازم تہا بوقت تبنیت نظر انداز کئے گئے ہون تو کیا اسوجہہ سے تبنیت کالعدم ہوگی؟ یا بلحاظ قول صدر ان امور متروکہ پر لحاظ کرکے نقص تبنیت کو جائز کہا جائیگا انگریزی عدالتون مین اس مقولہ پر اوسوقت عمل کیا جاتا ہے جب کہ نفس [illegible] کوئی لغزش نہ ہو بلکہ صرف معمولی متروکات ہون اور یہہ قرینہ انصاف نہ تہا کہ ایسے امور کو مد نظر نہ رکہنے کی وجہہ سے پوری کارروائی کالعدم ہو جائے۔ جو اہم نہ تہے۔ عام طور پر خیال تو یہہ ہے کہ اصول سوائے جیموت واہن کے کسی اور ہندو شارح کے حاشیہ قیاس مین تک نہ تہا۔ خواہ یہہ حجت صحیح ہو یا نہو ایک امر تو بالکل واضح ہے کہ

(۱) رام بہٹ بنام لکشمن ۵ بمبئی صفحہ ۶۳۰۔ (۲) مصنف دایہ بہاگ۔

امور متروکہ نفس معاملہ پر اوس وقت بے اثر سمجھے جائینگے جبکہ امور متروکہ خفیف
اور ذیلی قسم کے ہون اور اون کے ترک ہونے سے حالت اور نوعیت نفس الامر
مین کوئی فرق نہ آیا ہو۔ اور اس لحاظ سے عموماً یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ امور لازمی
متروک ہون تو اس مقولہ کے لحاظ سے نفس الامر جائز نہین قرار دیا جائیگا۔
البتہ ایسے امور جو سفارشی حیثیت کی ہون اور جن کی خلاف ورزی سے نفس الامر
متاثر نہو سکتا ہو اس مقولہ کے تحت جائز قرار دئے جا سکین گے۔ چنانچہ ان
امور کی صراحت الہ آباد ہائیکورٹ اس طور پر کی ہے کہ یہ اصول اون امور تک ہی
محدود رکھنا چاہیے جو متعلق بہ رسومات۔ طریقہ۔ انتخاب۔ اور دیگر اون ہدایات
ہون جنکی حیثیت اخلاقی اور ہدایتی احکام کی ہے اور جو فی نفسہ طریقہ کے نسبت
ہین مگر نفس تبنیت پر اثر نہین رکھتے ہین[1] اور مسٹر مین صاحب بھی اوسی کی
تائید فرماتے ہین[2]۔ چنانچہ شاستر کارون نے تبنیت کے نسبت صراحت سے فرمایا ہے کہ
کس قسم کی تبنیت کالعدم ہوینگے اور کون سے جائز ہونگے اب اس امر مین زیادہ غور
کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ یہہ مقولہ کب متعلق کیا جائیگا کیونکہ شاستر نے جن تبنیتون
کو صراحت سے کالعدم قرار دیا ہے۔ اون سے یہہ مقولہ متعلق نہین کیا جائیگا۔ اور جو
جائز قرار دئے گئے ہین اون کے نسبت تو غور کرنیکی ضرورت ہی نہین ہے مگر یہہ
بات قابل ذکر ہے کہ عدالتون نے اپنی اختیارات سے اس مقولہ کو استعمال کرنے
مین کوتاہی نہین کی۔ چنانچہ چند امور کو بلالحاظ حکم شاستر جائز قرار دیا گیا اور چند کو
ناجائز[3]۔

---

(۱) گنگا بنام لکھہ راج ۱۹۔ الہ آباد صفحہ ۲۹۳ (۲) گھوش جلد (۱) صفحہ (۷۰۵)
(۳) گھوش جلد (۱) صفحہ (۷۰۶) سطر ۱ تا ۵۔

کن صورتون مین تبنیت کالعدم قرار دیجاسکتی ہے

(۲۰۵) اب بحث صرف اون تبنیتون سے باقی رہتی جو کالعدم قرار دیے گئے ہین یعنی جن مین شاستری احکام کی خلاف ورزی یا شرایط مقررہ کے متروک ہونے سے عدالتون نے اون کو جایز دکھلا تبنیت تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔ اور یہہ طے کیا گیا ہے کہ جہان تبنیت تو مکمل ہوئی ہے مگر کسی خاص وجہہ سے وہ کالعدم قرار دی گئی ہے تو متبنیٰ بیٹا متبنیٰ گیرندہ کے خاندان مین کسی قسم کا استحقاق حاصل نہین کرسکتا۔ البتہ نان ونفقہ دیا جاسکتا ہے[1]۔ صور تہاے ذیل مین تبنیت کالعدم قرار دی گئی ہے۔

(۱) جب بوقت تبنیت متبنیٰ یا صلبی بیٹا موجود ہو۔

(۲) بوقت واحد ایک سے زاید متبنیٰ کئے جائین۔

(۳) دو اشخاص ایک لڑکے کو متبنیٰ کرین۔

(۴) عورت بلا اجازت تبنیت کرے۔

(۵) غیر ساوی قوم کے بیٹے کی تبنیت کی جاوے۔

(۶) رشتہ جات ممنوعہ مین سے کسی ایک کو تبنیت مین لیا جاے۔

(۷) کسی لڑکے کو رسم مونڈن یا شادی کے بعد تبنیت مین لیا جاے۔

(۸) بغیر انجام دہی رسومات کے تبنیت کیجاوے۔

ان کے سیکشن نمبر ۱-۵ کے نسبت یہہ طے کیا گیا ہے کہ تبنیت کالعدم ہونے کے باوجود اوسکو نان ونفقہ واخراجات شادی ملنی چاہئے[2]۔ اور نمبر (۷) کے نسبت یہہ حکم ہے کہ ایسا لڑکا متبنیٰ گیرندہ کا غلام متصور ہوگا[3]۔ ان احکام کے لحاظ سے مسٹر گلاب چندر

(۱) ٹریولن صفحہ ۲۰۲۔ راجہ رنجیت سنگھ بنام راجیندر مکرجی۔ (۱۸۹۹ء) لا ء کلکتہ ویکلی نوٹس (۴۱۵)۔

(۲) دتک میمانسا باب (۳) فقرہ (۳)۔ (۳) دتک میمانسا باب (۴) فقرہ (۲۲)۔

شاستری نے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ شخص مجاز نے متبنیٰ دیا اور لیا ہو تو تبنیت مکمل ہے اور لڑکا ایک خاندان سے دوسرے خاندان مین منتقل ہو چکا ہے اور اپنے اصلی خاندان سے تعلقات منقطع کر جاتا ہے۔ باوجود اسکے کہ کسی اور نقص کی وجہہ اوسکو درجہ فرزندی حاصل نہ ہوا ہو[1]

ناجائز تبنیت کے نسبت غلط فہمیان۔

(۲۰۶) ڈنک چندر کا اور ڈنک میمانسا کے جو حوالہ جات فقرہ ماقبل مین دے گئے ہین اوس کے بنا پر شارحین و مصنفین کو ناجائز متبنیٰ کی حیثیت کے نسبت ایک بڑی غلط فہمی واقع ہوئی۔ عام طور پر یہ خیال کیا گیا ہے کہ رسومات لازمی کی انجام دہی کے وجہہ سے ایک لڑکا اپنے اصلی خاندان سے قطع تعلق ہو گیا۔ مگر کسی سقم کے وجہہ سے وہ درجہ فرزندی کو حاصل نہ کر سکا تو چونکہ وہ لڑکا متبنیٰ گیرندہ کے خاندان مین داخل ہو چکا تہا لیکن اوسکو رتبہ فرزندی حاصل نہین ہو سکا تو مجبوراً اوس کی شرکت ذیلی قسم کی تصور کی گئی چنانچہ اوس کو کبہی حق پرورشی اور کبہی اخراجات شادی عطا کئے گئے۔ اور چند صورتون مین اوس کو غلام کے مماثل تصور کیا گیا۔ اور اس وجہہ سے مسٹر اسٹرینج نے اپنے دہرم شاستر مین لکہا ہے۔

"کہ تبنیت مین دینے کے بعد متبنیٰ کا تعلق اصلی خاندان سے پورے طور پر منقطع ہو جاتا ہے جسکی وجہہ سے باوجود اسکے کہ اوس کی تبنیت ناجائز یا کالعدم قرار دی گئی ہو وہ نہ اپنی اصلی خاندان سے مثل سابق وابستہ ہو سکتا ہے نہ اوس جائداد مین اوسکے حقوق تسلیم کئے جا سکتے ہین"

---

(۱) قانون تبنیت ہنود صفحہ (۴۲۱) سطر (۱۰ تا ۱۵)

اوراسی بنا پر ہندوستان کے عدالتون کے مقدمات تصفیہ فرمائے ہین۔

مگر یہہ تصفیہ قرین انصاف نہین ہے۔

(۲۰۷) مگر ایسا تصفیہ قرین معدلت نہین ہے۔ متبنی دہندہ یا گیرندہ نے ناعاقبت اندیشی سے کام لیا ہو تو اوس کا اثر ایک بیگناہ نابالغ پر ڈالنا مناسب نہین ہے کیونکہ کوئی شخص دوسرون کی غفلت سے استفادہ حاصل کرسکتا ہے لیکن دوسرون کے غفلت سے نقصان نہین پاسکتا اور باوجود اس صاف اصول کے عدالتون نے اس کے خلاف عمل فرمایا ہے بلکہ جب تبنیت کالعدم ہوئی یعنے جس رتبہ فرزندی کے حاصل کرنے کے لئے ایک سلسلہ رسومات کا اختیار کیا گیا۔ اوراس عمل مین سقم ہونیکی وجہہ سے رتبۂ فرزندی حاصل نہ ہوسکا تو صاف اور سیدھا نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے اصلی خاندان سے اوس وقت تک خارج نہین ہوسکتا۔ جب تک کہ وہ دوسرے خاندان مین شریک نہ کیا جائے اور بالفرض وہ دوسرے خاندان مین داخل نہ کرایا جائے تو لازماً اوسکو اپنے اصلی جگہہ پر حق عود باقی رھتا ہے۔ باوجود اسکے شارحین نے اوسکو کس بنا پر معلق رکہا معلوم نہین ہوتا۔ اور انصاف اس امر کی مقتضی ہے کہ اس ناانصافی کو عجلت کے ساتہہ رفع کیا جائے۔

غرض تبنیت روحانی ہے تو تبنیت کے ناجوازی کا اثر جائداد کے حقوق پر کیون مترتب ہونا چاہیئے۔

(۲۰۸) اور ایک بات قابل غور ہے کہ جب رتبۂ فرزندی کے تقرر سے روحانی فائدہ متصور ہے۔ اور کسی شخص کو وہ رتبہ حاصل نہ ہوا ہو تو اوس کا مالی نقصان کیون جائز رکہا جائے۔ ممکن ہے کہ یہہ فرزند کسی سقم کی وجہہ سے روحانی فائدہ نہ پہونچا سکتا ہو تو اسکا اثر اوس کے استحقاق نسبت حصول جائداد پر کیون عاید کرنا چاہیئے اور تبنیت کے بعد صلبی فرزند پیدا ہوجانیکی صورت مین متبنی لڑکے کو جو درجہ اور استحقاق حاصل ہوتے ہین اوس سے کم رتبہ اور

عـــہ[1] گہوش جلد (۱)

استحقاق اس قسم کے لڑکون کے نسبت کیون قرار دیا گیا ہے معلوم نہین ہوتا مسٹر گھوش نے اس عمل کو صریحاً خلاف انصاف وعقل ظاہر فرمایا ہے اور جب بوجہہ تبنیت اوس لڑکے کے حقوق اور استحقاق جائداد تلف ہو چکے ہین تو اوس کی تکمیل اوس خاندان سے ضرور کرنی چاہیئے جس مین شریک ہو رہا تہا۔ بلکہ اوہنون نے یہہ بہی تبلایا ہے کہ شاستر کارون کا منشا ہرگز ایسا نہ تہا۔ اور جس کو کلکتہ ہائیکورٹ نے[۲] قطعاً نظر انداز کیا ہے۔[۱] اور صرف پنجاب بمبئی اور مدراس نے قانون کا صحیح منشا ملحوظ رکہا ہے اور طے کیا کہ تبنیت کالعدم قرار دیجاوے تو اوس لڑکے کے تعلقات اوس کے اصلی خاندان سے منقطع ہوجائینگے کلکتہ کے سپریم کورٹ نے ایک مقدمہ مین یہہ رائے ظاہر کی ہے کہ ناتکمیل تبنیت کی صورت مین اوس لڑکے کا اصلی خاندان مین عود کرنا اس بات پر منحصر ہے کہ اوس کے تبنیت مین کس قسم کے رسومات ادا ہوئے ہین اور اوس کی اہمیت کے لحاظ سے یہہ تصفیہ ہوسکتا ہے۔ مثلاً متبنیٰ خاندان اگر برہمن ہو اور رسم زنار بندی ہوئی ہو تو وہ کسی حالت مین اصلی خاندان مین واپس نہین ہوسکتا۔ البتہ اس سے کم درجے کے رسومات ہون تو حق عود باقی رہیگا۔ اس لحاظ سے صاف طور ظاہر ہے کہ شودر کے تبنیت یہہ طے کیا جاسکتا ہے کہ متبنیٰ خاندان مین شادی ہونے کے قبل کسی حالت مین واپس ہوسکتا ہے۔

اودھ خصوص ناجوازی کا عذر ایک عرصہ بعد پیش ہوا ہو۔

(۲۰۹) تاہم اس بارہ مین ایک پیچیدگی چند صورتون مین پیش آسکتی ہے وہ یہہ ہے کہ ناجوازی تبنیت کا عذر اور اوس کا تصفیہ متبنیٰ کے ایک عرصہ تک مثل متبنیٰ کے عمل پیرا ہونے کے بعد پیش

(۱) گھوش جلد (۱) صفحہ (۷۲۲) (۲) گھوش جلد (۱) صفحہ (۷۲۱)

ہوتا ہے اور ایسی صورت مین کیا عمل ہونا چاہئیے۔ مسٹر گلاب چند رشاستری نے اس کا جواب بہی دیا ہے کہ اوسکو شاستر نے متبنیٰ گیرندہ کے خاندان مین جو ذیلی درجہ عطا کیا ہے اوسی پر قانع رہنا چاہئیے۔ مگر یہہ قناعت سفارش کے حد تک ہی پسندیدہ دکہائی دیگی۔ اگر ایسا موقع خود پر آ جاوے تو یہہ قناعت و صبر معدوم ہو جاینگے۔ مسٹر گھوش کے خیال مین یہہ عمل صریحًا احکام دھرم شاستر کے خلاف ہے اور اوس کا خلاف عقل و انصاف ہونا بدیہی بات ہے۔ مناسب تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلا اصول (فیکٹم والٹ Factum Valet) ایسی تبنیت کو جایز قرار دیجائے لیکن چونکہ یہہ لڑکا روحانی فائدہ پہونچانیکے قابل نہ ہوگا۔ متبنیٰ گیرندہ کو اختیار ہے کہ وہ دوسرا لڑکا کر سکے اور ایسی تبنیت ثانی ہونے کے بعد دوسرا لڑکا صلبی فرزند متصور ہو۔ اور متبنیٰ اولی متبنیٰ لڑکے کے مماثل حصہ پانیکا مجاز کروایا جانا چاہئیے جو بعد تولد فرزند صلبی وہ پاتا ہے۔ اور یہہ رائے اس وجہہ سے زیادہ موزون ہے کہ جملہ قیود تبنیت کے نسبت زمانۂ حال کی اختراع ہین۔ اصلی احکام کے لحاظ سے تبنیت کا فعل اس قدر وسیع ہے کہ اوس لحاظ سے سوا اسکے کہ متبنیٰ لڑکا ہم قوم مساوی ہو بقیہ کسی صورت مین کسی بنا پر بہی تبنیت کالعدم نہ ہوگی۔ اصول متذکرہ صدر فیصلجات ذیل کے لحاظ سے زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ یہہ طئے کیا گیا ہے کہ اگر کسی کو غلط تعبیر کر کے متبنیٰ فرزند کہا گیا ہو تو محض اس وجہہ سے کسی جایداد کی عطا کالعدم نہ ہوگی۔[1]

ناجایز متبنیٰ کے اولاد کے حقوق خاندان متبنیٰ مین۔

(۲۱۰) اسی طرح یہہ بہی طئے کیا گیا ہے کہ ایسے کالعدم متبنیٰ کی اولاد کو متبنیٰ گیرندہ کے جایداد سے حق پرورشی بہی حاصل نہ ہوگا[2] اور ایک شخص کی عطا جو مشروط بہ تبنیت تہی جایز قرار دی گئی۔[3]

---

(۱) ٹریولین صفحہ (۲۰۴) نوٹ ۲۔ (۲) بہوانی شنکر بنام رتنا بائی (۱) مدراس ہائیکورٹ صفحہ ۳۶۷

(۳) ٹریولین صفحہ (۲۰۵) نوٹ (۳)۔

البتہ جب اوس شرط کے لحاظ سے یہہ ظاہر ہوتا ہو کہ عطا مین شرط مقدم تہی - ورنہ نہین[1] - اور ایسی صورت مین جبکہ معطی کوئی عطا اس خیال سے کیا کہ معطی لہ متبنی بیٹا ہے تو عدالت یہہ تصور کرے گی کہ عطا مشروط بہ شرط تبنیت ہے[2] اگر کوئی شخص جایداد عطا کرے اور مشروط بہ تبنیت قرار دے تو جب تک کہ کوئی شخص قانوناً جایز متبنیٰ نہو - اوس جایداد سے استفادہ اور اوس کا مستحق نہ ہوگا[3]

باب ۱۶

مقدمات تبنیت

کن قسم کے مقدمات پیش ہوسکتے ہین -

(۲۱۱) تبنیت کے بارہ مین صرف دو ہی قسم کے دعاوی پیش ہوسکتے ہین - یا تو نفاذ تبنیت کے لئے یا تنسیخ تبنیت کیلیے نیز ولا پالنے جایداد کے نسبت بہی دعوی ہوسکتا ہے - ایسے دعاوی لتابعیت احکام قانون میعاد سماعت و رسوم عدالت وغیرہ پیش ہوسکتے ہین اور حسب دفعہ (۳۷) و ادرسی خاص ہی کارعالی پیش ہوسکتے ہین - اسکے علاوہ بصیغہ مال بہی بموجب احکام نافذ الوقت تبنیت کے منظوری کی کارروائی کیجاتی ہے - اور تحقیقات کے وقت

(۱) ٹریولن صفحہ ۲۰۵ نوٹ (۳) -

(۲) سدلیتوری داسی بنام درگا چرن - انڈین جورسٹ جلد (۲) صفحہ (۲۲) -

(۳) سرینڈ کشور داسے بنام درگا سندری داسی ۱۹۰ - انڈین اپیلس صفحہ (۱۰۸) -
ٹریولن صفحہ ۲۰۵ نوٹ (۶) ۱۹ - کلکتہ (۵۱۳) -

عذرداریون کا بہی سماعت ہوتا ہے۔ چونکہ یہہ ایک خاص صورت تہی اوس کے نسبت علحدہ طور پر باب آیندہ مین بحث کیجایگی۔

ادراونکے نسبت کیا قیود ہین

(۲۱۲) فقرہ صدر مین بیان کیا جاچکا ہے کہ دعوے نفاذ یا تنسیخ تبنیت کے لئے پیش ہوسکتا ہے اور ایسے دعوے کی سماعت عدالت دیوانی ہی کرے گی اوس لحاظ سے نفاذ تبنیت کے لئے متبنی شخص دعوی پیش کرسکتا ہے۔ بصورتیکہ کوئی شخص یا اشخاص باوجود تبنیت کے استفادہ جائداد مین مزاحمت کرتے ہون۔ اوسی طرح وہ اشخاص جنکے حقوق اس تبنیت کی وجہہ سے زائل ہوئے ہون۔ وہ ناجوازی کا دعوی کرسکتے ہین[1] نیز متبنی گیرندہ باپ یا مان بہی تنسیخ تبنیت کا دعوی پیش کرسکتے ہین۔ بشرطیکہ اون کا یہہ عمل بالغ تقریر مخالف کے حد تک نہ پہونچتا ہو[2] بلکہ تنسیخ تبنیت کے دعاوی کے نسبت اس قدر وسعت دیگئی ہے کہ ہر ایسا شخص تبنیت کو ناجایز اور کالعدم قرار دینے کے لئے دعوے کرسکتا ہے۔ جس کے حقوق اس تبنیت سے متاثر ہوئے ہون[3] البتہ ایسا دعوی متبنی گیرندہ بیوہ کے مقابلہ مین ہونیکی صورت مین صرف وہ ورثا پیش کرسکتے ہین۔ جو تبنیت کے وجہ سے جائداد سے محروم ہوئے ہون[4] اور ایسے قریب ترین ورثا بیوہ سکوت اختیار کرنیکی صورت مین رشتہ داران بعید بہی دعوے کرسکتے ہین۔ جنکو اس جائداد مین کچہہ استحقاق ہو[5]۔ بلکہ ایک مقدمہ تبنیت کے جواز کے نسبت کرایہ دار نے عذر کیا تہا۔ جبکہ

(۱) رانی انند کشور بنام کورٹ آف وارڈز۔ ۸ کلکتہ ۲۷۲ – ۷ مدراس صفحہ ۱۰۴۔

(۳) رام کشور کیدار ناتہہ بنام نارائن۔ انڈین اپیلس جلد ۴۰ صفحہ ۲۲۰ – ٹریولن صفحہ ۱۴۶ نوٹ (۴)۔

(۴) ٹہاکرن صاحبہ بنام موہن لعل مورس انڈین اپیلس جلد ۱۱ صفحہ ۳۸۶ –

(۵) ٹریولین صفحہ ۱۴۶ نوٹ ۲ – ۱۳ مدراس ۱۳۳ –

متبنیٰ نے اوسپر وصول کرایہ کا دعویٰ کیا تہا[1]۔ البتہ ایک رعایت عدالتون نے متبنیٰ شخص پر کی ہے کہ ایسے درخواستون کے منظور یا نامنظور کرنیکی نسبت اپنے اختیار تمیزی پر رکہا[2]۔ مسٹر ٹریولین نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ شوہر نے تبنیت کی ہو تو اوس کے تنسیخ کا دعویٰ پیش ہوسکتا ہے لیکن وفات شوہر کے بعد اور بصورت اسکے کہ فریقین مکتب متاکشرا کے پابند ہون صرف ممبران خاندان ایسا دعویٰ پیش کرسکتے ہین[3]۔ اس سے ظاہر ہوگا کہ فرزند متبنیٰ کو تنگ کرنیکے لئے عدالت نے کوئی دقیقہ اوٹہا نہین رکہا اور معمولی سے معمولی وغیر متعلق شخص کو بہی خفیف سقم کے بنا پر اعتراض کرنیکا حق دیا گیا۔ حالانکہ ایک وقت بپابندی شاستر تبنیت مکمل ہوجانیکے بعد اوسپر اعتراض کرکے متبنیٰ کو پریشان کرنیکا موقع دینا انصاف اور معدلت کے خلاف ہے۔ اہم سے اہم کارروائیون مین بہی امر فیصلہ شدہ کو تازہ کرنا نامناسب سمجہا گیا ہے۔ اور معیاد سماعت سے انسان کے کاروبار ایسے مقید ہوگئے ہین کہ اگر کوئی شخص اخلاقاً ورعایتاً زرنقد کا دعویٰ اندرون مدت نہ کرے تو تمادی عارض ہونے کا عذر تسلیم کیا جاتا ہے تو کوئی وجہہ نہین معلوم دیتی کے تکمیل شدہ تبنیت کو اس طرح پر غیر محفوظ حالت مین رکہا جائے۔ اور یہہ بدنما نتیجہ اس وجہہ سے پیدا ہوا کہ تبنیت کا فعل ایک خانگی قسم کا تصور کیا گیا۔ اور صرف بحالت نزاع و بغرض تصفیہ حقوق جائداد سرکار اس نزاع کا تصفیہ اپنے ذمہ لی اور کوئی انتظام اس بارہ مین نہین کیا گیا کہ ناجائز تبنیت واقع ہی نہوسکے اور رسومات انجام دینے والے اس بات کے مستحق قرار نہین دے گئے کہ وہ ایسی تبنیت کے رسومات انجام دینے سے انکار کرتے

(۱) ۱۲ کلکتہ صفحہ ۶۰۶ - پریوی کونسل (۲) گھوش جلد (۱) صفحہ ۲۲۳، نوٹ ۱ -
(۳) - ٹریولین صفحہ ۱۶۵ سطر ۶ تا ۹ -

جو صریحاً خلاف شاستر ہون - حالانکہ زمانہ سابق مین رسومات کی انجام دہی ایسے برہمنون کے
زیر نگرانی انجام پاتے تہے جو بپابندی شاستر تکمیل کرتے تہے اور بدین وجہہ یہہ امر کہ
تبنیت کا رسم پنڈتون نے انجام دیا تہا - ایک قسم کی سند تہی کہ تبنیت صحت اور
پابندی کے ساتہہ انجام پائی ہے - زمانہ حال مین اس قسم کے امور ملحوظ نہین ہین
ہر شخص کو آزادی ہے کہ وہ جس سے چاہے رسومات تبنیت تکمیل کرلے البتہ بصورت
نزاع عدالت تکمیل تبنیت کو اس سختی سے جانچتی ہے کہ تبنیت گیرندہ اور دہندہ کے
غلطی یا لاعلمی اور برہمنان کی عدم واقفیت کا اثر ایک نابالغ اور بیگناہ شخص کے
حقوق دائمی پر مترتب ہوتا ہے - اور یہہ نامناسب نتیجہ اس وجہہ سے پیدا ہوا کہ
تکمیل تبنیت و انفصال حقوق دو علحدہ علحدہ بلکہ ایک دوسرے کے مخالف فرقے کے
ہاتہہ چہوڑا گیا ہے تکمیل کنندہ برہمنان عدالتون کے خیالات اور قواعد سے ناواقف
اور ایک حد تک انفصال کا کام جن لوگون کے ہاتھون مین ہے وہ دہرم شاستر سے
و نیز طریقہ ادائے رسومات سے عملاً ناواقف ہین - بہر حال موجودہ حالت کو مدنظر
کرنے کے تکمیل تبنیت کے بعد سقم ظاہر ہو جائے تو وہ سقم اس شخص کو فرزند متبنی کا درجہ
حاصل نہین کرتا - اور باوجود محرومی جائداد و درجہ فرزندی متبنی گیرندہ تکمیل رسومات
اوس کو اپنی اصلی حیثیت پر عود کرنے سے بہی روکتے ہین - واضعان قانون و اراکین
و سرکار کی ادنی توجہہ بہی اس بارہ مین مبذول ہو تو یہہ بدنمائی رفع ہو سکتی ہے -

بیوگان تبنیت کرنیکی صورتون مین بہت رخنے ڈالے جاتے ہین -

(۲۱۳) ہائیکورٹون کے فیصلہ جات پر نظر غائر ڈالنے سے ظاہر ہوگا کہ عموماً بیوگان کے تبنیت کرنے کی صورت مین
انواع و اقسام کے رخنے ڈالے جاتے ہین مردون کے آزادی کو شاستر نے کاملاً تسلیم
کیا ہے جس وجہہ سے اوسکے فعل کے نسبت اوسکی بیوی تک اعتراض نہین کرسکتی لیکن
عورتون کے نسبت شاستر نے جو اصول اختیار کیا ہے اوس لحاظ سے تو وہ شوہر کے

موجوگی و زندگی مین تو تبنیت کر ہی ہنین سکتی اور اوس کے وفات کے بعد بہی باوجود
اسکے کہ شوہر نے اجازت تو دی ہو مگر جو بوجہ عجلت یا بستر مرگ پر ہونے سے اس قدر
واضح و مشتہر نہ ہو جیسا کہ عدالت چاہتی ہے تو بیوہ کا فعل کالعدم یتبنی لڑکے کی مٹی
خراب اور اوس کے شوہر کی خواہش ناتکمیل رہ جاتی ہے اور خود شوہر کے بہائی سے
لیکر کرایہ دار تک عدالت کو یہہ باور کرانیکے لئے کمربستہ ہو جاتے ہین کہ بیوہ کو اجازت
شوہری نہ تہی اور چونکہ عدالتین ایسی اجازت کو اس قدر سختی سے جانچتی ہے اور
لفظی تعبیر پر زور دیتی ہین کہ تبنیت گیرندہ بیوگان اور اون کے متبنی لڑکے پریشان
و برباد ہو جاتے ہین۔ اور رحمہ قسم کا بار ثبوت مدعی علیہ پر ڈالا جاتا ہے حالانکہ اصول
قانون کے لحاظ سے مدعی کو ہی اسکا ذمہ وار گردانا جانا چاہیئے چنانچہ بنگال
ہائیکورٹ نے صریح الفاظ مین یہہ تسلیم فرمایا ہے کہ بیوہ کی اجازت شوہری کے
جز کو غلط ثابت کرنے کا دعوی ہر شخص کر سکتا ہے[1]۔ مگر اسی عدالت نے دادرسی خاص کے
نفاذ کے قبل یہہ طئے کیا تہا کہ ایسا دعوی پیش ہنین ہو سکتا[2]۔ حالیہ نظائر کے لحاظ سے
تبنیت کے رسومات کے امتناعی احکام صادر کئے جا سکتے ہین[3]۔ البتہ یہہ طئے ہو چکا ہے
کہ متبنیٰ گیرندہ بر بنا معاہدہ تعمیل مختص کا دعوی ہنین کر سکتا ہے[4] لیکن اس معاہدہ کے
خلاف ورزی کے بابتہ ہرجہ کا دعوی ہو سکتا ہے[5]

(۲۱۴) باایں ہمہ عدالتون نے متبنی لڑکے کے خلاف	مگر یہہ جملہ کارروائی تابع قانون میعاد سماعت ہے۔

(۱) قانون تبنیت ہنود صفحہ ۴۴۳۔
(۲) ٹرلولین صفحہ ۱۶۶ نوٹ ۴۔
(۳) " " ۱۶۶ سطر ۳۱۔
" " ۱۶۷ سطر ۱ و ۲ بحوالہ دفعہ ۵۴ - دادرسی ہند۔
(۴) ٹرلولین صفحہ ۱۶۷ - سطر ۵ و ۶۔
(۵) سری نارائن بنام کشن سندری بابتہ ۱۸۷۳ء
(۶) انڈین اپیلز ۱۰ - ۱۶۰ - ۱۱ ببئی لا رپورٹ صفحہ ۱۸۸

دعاوی کو قانون کی پابندی سے مستثنےٰ[1] نہین قرار دیا اور یہ حکم موجود ہے کہ تنسیخ تبنیت کیلیئے تاریخ اطلاع تبنیت سے چھہ سال کے اندر دعوی پیش ہونا چاہیئے[1] اور استقرار حق جائداد کے لیئے ۱۲ سال کی میعاد مقرر کی ہے[2]۔

مانع تقریر مخالف کا اصول بہی متعلق ہے۔

(ن ۲۱) علاوہ اسکے یہہ بہی طے کیا گیا ہے کہ کارروائی تبنیت مین اصول مانع تقریر مخالف کا لحاظ کیا جائیگا۔ اور اگر کسی کو عذر ہو تو وہ اول ہی سے عذر پیش کرے۔ ایک عرصہ تک واقع تبنیت کو تسلیم کرتے ہوے بعد مین اوس سے انکار نہین کیا جائیگا۔ چنانچہ ایک مقدمہ مین یہہ طے کیا گیا ہے[3] کہ متبنیٰ گیرندہ تبنیت سے انکار نہین کرسکتا[3]۔ مگر باوجود اسکے عدالتون نے یہہ طے فرمایا کہ کسی شخص نے قانون کی غلط فہمی سے یا فریب۔ داب۔ ناجایز وغیرہ سے تبنیت انجام پائی ہو تو ایسی صورت مین وہ فسخ تبنیت کا دعوی کرسکتا ہی خصوصًا متبنیٰ گیرندہ بیوہ نابالغ ہو تو ایسا دعوے بنظر استحقاق دیکھا جائیگا لیکن تبنیت قطعًا کالعدم نہوگی صرف یہی قرار دیا جائیگا کہ متبنیٰ گیرندہ چاہے تو دوسرا متبنیٰ کرسکتا ہے[4]۔ لیکن ایسے دعاوی پیش کرنے کا حق تعمیم کے ساتھہ نہین دیا گیا ہے صرف متبنیٰ گیرندہ و دہندہ کو ہی عطا کیا گیا ہو۔ اگر کسی وارث نے ابتدا مین تبنیت پر رضامندی ظاہر کی ہو تو اوسکا یہہ عذر کہ مین نے رضامندی غلط فہمی واقعہ یا قانون کی بنا پر ظاہر کی تہی۔ قابل التفات ہوگا[6] اور اس بارہ مین پریوی کونسل نے ایک انصافانہ تصفیہ فرمایا ہے کہ سلسلہ واقعات سے اگر تبنیت کا کرنا اور تسلیم کیا جانا ظاہر ہو جائے تو وہ کسی قسم کی غلط فہمی پر ہونا متصور نہوگا[7]۔ مزید وضاحت کی غرض سے

---

(۱) دفعہ (۱۰۵) قانون معاد سرکار عالی۔

(۲) دفعہ (۱۰۶) " " "

(۳) سکہہ باشی لال بنام گمان سنگہ ۲ الہ آباد صفحہ ۳۶۶

(۴) گہوش جلد ۱ صفحہ ۲۲۳ سطر ۵ و ۶۔

(۵) ٹریولن صفحہ ۱۵۲ سطر ۶ تا ۱۱۔

(۶) ۸ مدراس صفحہ (۳۳)۔

(۷) شرت چندر بنام گوپال ۲۰ کلکتہ صفحہ ۲۹۶۔ پریوی کونسل۔

مقدمات ذیل کے اصول اختصاراً درج ہین جو مانع تقریر مخالف کا اثر رکھنا تسلیم کیا گیا ہے

(۱) ایک بیوہ نے یہہ ظاہر کر کے کہ اوسکو تبنیت کی اجازت ہے ایک شخص کو اپنے بیٹے کو تبنیت مین دینے پر آمادہ کرے تو بعد مین وہ ایسی اجازت سے انکار نہین کر سکتی ہے[1]

(۲) کسی شخص نے خاندان متبنیٰ مین رسومات زناربندی و شادی وغیرہ ہونے دی ہو اور اوس لڑکے کو متبنیٰ فرزند کے طور پر عمل کرنے دیا ہو تو بعد مین اوس کے خلاف بیان و عمل نہین کر سکتا ہے[2]

(۳) تبنیت کے تکمیل مین حصہ لیکر بعد مین انکار نہین کیا جا سکتا ہے[3]

اور اسکا بار ثبوت بھی متبنیٰ پر ہے

(۲۱۶) مگر بار ثبوت کے بارہ مین انہون نے متبنیٰ گیرندہ پر زاید ذمہ داری عاید فرمائی ہے کہ تکمیل تبنیت ادائی رسومات و دیگر امور کا ثبوت اوسی کے ذمہ ہوگا ہے[4] اوسی طرح متبنیٰ گیرندہ بیوہ ہونے کی صورت مین اجازت شوہری کا بار ثبوت بیوہ کے ذمہ لگایا گیا ہے[5] اس کے خلاف بھی نظایر ہین ایک مقدمہ مین نفس تبنیت کو تسلیم کیا گیا۔ مگر حجت یہہ پیش تھی کہ متبنیٰ گیرندہ بوقت تبنیت متبنیٰ کرنے کا مجاز نہ تھا اور اس حجت کا ثبوت مدعی پر ہی عاید کیا گیا ہے[6] اور تنسیخ تبنیت کے مقدمات مین بار ثبوت عام طور پر

(۱) ٹریولین صفحہ ۱۷۳ - نوٹ - (۱) ۔ (۴) ٹریولین صفحہ ۱۷۱ نوٹ ۲ - ۳ -

(۲) 〃 〃 〃 (۲) ۔ (۵) 〃 〃 نوٹ (۶)

(۳) 〃 〃 〃 (۳) ۔ (۶) کسم کنور بنام ستیہ رنجن داس ۳۰ کلکتہ صفحہ (۹۹۹)

ایک ہی فریق پر عاید نہین کیا گیا چند مقدمات مین مدعی[1] پر اور چند مین مدعی علیہ[2] پر

ثبوت تبنیت۔

(۲۱۷) ثبوت تبنیت کے نسبت اس کے قبل ہی بصراحت بحث ہو چکی ہے۔ اب اوس کا اعادہ غیر ضروری سمجھا گیا۔

کیا شوہری اجازت صریحًا موجود نہو تو تصور کیجا سکتی ہے

(۲۱۸) اس باب کے ختم کرنے کے قبل چند امور پر غور کرنا لازم ہے۔ کہ کیا کسی خاص حالت مین مثل کتب ہیبی کے شوہری اجازت کو تصور کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ تبنیت ایک اہم غرض رکھتی ہے۔ یہہ تصور کرنا کسی حالت مین بیجا نہ ہوگا کہ ہر لاولد شخص کو اپنے روحانی فائدہ کیلئے بیٹے یا اوس کے قایم مقام کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس لحاظ سے یہہ تصور کرنا کہ کسی شخص کو صلبی فرزند ہونیکی صورت مین لاولد متبنیٰ لینے کی خواہش تھی خصوصًا ایسے حالت مین جبکہ اوس نے صریحًا یا معنًا اس کے خلاف منشا ظاہر نہ کیا ہو۔ بلکہ یہہ حجت بلحاظ اہمیت غرض تبنیت و رتبہ فرزندی پریوی کونسل نے تسلیم کیا ہے[3] مگر بعد کے مقدمات مین اس کے خلاف رائے کا اظہار فرمایا ہے[4]۔ اور یہہ طے فرمایا کہ یہہ تصور متبنیٰ دینے کے نسبت جائز ہوگا[5] مگر متبنیٰ لینے کے نسبت جائز نہین ہے[6]۔

تبنیت کیلئے رجسٹری اختیاری ہے

(۲۱۹) تبنیت نامہ کی رجسٹری اختیاری ہے اور عام طور پر

(۱) ٹریولن صفحہ ۱۷۲۔ نوٹ (۵)۔

(۲) راج گوپال پیڈی بنام گوبند پیڈی۔ ۳۴ مدراس صفحہ ۳۲۹۔

(۳) ہردین بنام متھرا (۲) مورس انڈین اپیلس صفحہ ۴۱۴۔

(۴) نیل مادہو بنام ڈسمبر ۱۲ ویکلی رپورٹ صفحہ ۲۹۔ پریوی کونسل۔

(۵) دتک چندرکا باب (۱) فقرہ (۳۲)

(۶) بنگال لا رپورٹ صفحہ ۱۳۵۔

تبنیت نامہ کے لئے دس عہ روپیہ کا کاغذ مقرر کیا گیا ہے[1]۔ اور اگر علاوہ مضمون تبنیت کے اوس مین کوئی الفاظ ایسے ہون جو جائداد کے حقوق کو پیدا یا زایل یا محدود کرتے ہون تو اوس کے نسبت حسب ذیل عمل ہوگا[2]۔

(۱) اگر جائداد کی مالیت صراحت سے درج کی گئی ہو تو علاوہ اسٹامپ تبنیت نامہ کے حسب ضمیمہ اول مد ۳۱ قانون اسٹامپ مزید اسٹامپ لیا جائیگا۔

(۲) اور اگر مالیت کی صراحت نہ ہو تو (صہ) روپیہ کا اسٹامپ علاوہ عہ روپیہ کے لیا جائیگا۔

اوسی طرح رسوم رجسٹری تبنیت نامہ کے لئے بموجب قواعد رجسٹری دفعہ ۴ مد ۱۲ عہ مقرر ہے اگر اوس مین جائداد غیر منقولہ کے استحقاق کا تذکرہ ہو تو صہ روپیہ یعنی بلا تعین مالیت کی فیس لیجائیگی۔

باب ۱۷

منظوری تبنیت

مقدمات بمقابل سرکار یعنی منظوری بغرض اجرائی معاش

(۲۲۰) جو بحث پچھلے باب مین کی گئی وہ اون صورتون کے بابتہ ہے جس مین فریقین ہوتے ہین اور ایک شخص کے حقوق کا

(۱) قانون اسٹامپ ۱۲۹۹ف ضمیمہ اول ۔ ۲ و ۲۰ ۔

(۲) گشتی نشان (۹) ۱۷ مہر ۱۳۲۶ف صادرہ انسپکٹر جنرل اسٹامپ رجسٹریشن سرکار عالی

مواخذہ دوسرے شخص کے مقابلہ مین ہوتا ہے۔ اور اسی بنا پر جائداد کے استفادہ (بہی)
تصفیہ پاتا ہے۔ لیکن چند معاشین ایسی ہوتی ہین جنکو بادشاہ عطا کرتا ہے۔ یا
بادشاہان سلف کے عطا کردہ ہوتے ہین۔ لیکن انکی بحالی بادشاہ وقت کی
اقتداری ہے اور چونکہ یہہ اصول تسلیم کیا گیا ہے۔ ہر وراثت کے وقت ورثار
متوفی کے مقابلہ مین تحقیقات ہوکر اوس کا تصفیہ ہوتا ہے ان معاشون کے
نسبت یہہ طئے کیا گیا ہے کہ ہر منظوری وراثت کے وقت یہہ عطا جدید اعطا
کرنا متصور ہوگا۔ اس لئے یہہ لازم گردانا گیا ہے۔ کہ جب کبہی ایسے اشخاص جنکو سرکار سے
کوئی معاش عطا ہوئی ہو تبنیت کرنا چاہتے ہون تو وہ قبل از قبل تبنیت کی منظوری حاصل
کرین تاکہ بوقت وراثت بمقابل دیگر ورثار کے ایسے منظوری متبنی کے حقوق مرجح تسلیم
کئے جائین مگر ساتہہ ہی اوس کے یہہ بہی جتلا دیا گیا ہے کہ محض اس منظوری سے وراثت (کے)
متعلق کوئی حق حاصل نہین ہو سکتا ہے اور اس طور اقتدارات بحالی و اجرائی معاش کو
حسب سابق اپنے ہاتہہ رکہا گیا۔

(۲۲۱) لیکن یہہ امر بہی ذہن نشین رہے کہ ایسی اجازت
صرف ممالک محروسہ سرکار عالی مین لازم قرار دی گئی ہے
نہ برٹش انڈیا مین یہہ لازم ہے نہ دہرم شاستر کے روسے

ایسی منظوری صرف ممالک محروسہ سرکار عالی
مین ہی لازمی قرار دی گئی ہے۔

حالانکہ بلحاظ اقوال وششٹہ و بودہاین بادشاہ کو کم از کم اعلی افسر دیہہ کو اطلاع لازمی تہی
لیکن اطلاع اور منظوری کی نوعیت علحدہ ہے اور دونون کے اعتراض بہی مختلف ہین
تشہیر کی غرض سے اطلاع دیجاتی ہے اور اجرائی معاش کی غرض سے منظوری

(۱) حکم [illegible] مورخہ [illegible] بہشت ۱۳۲۲ ف باتباع فرمان مبارک مترشحہ (۱۷) ربیع الاول سنہ ۱۳۳۱ھ
مجموعہ قوانین مالی مولفہ عزیز جنگ بہادر جلد (۲) صفحہ (۲۹۱)۔

حاصل کیجاتی ہے۔ باین ہمہ اب برٹش انڈیا مین کسی قسم کے لوگون کو اجازت دیکار نہین ہے خواہ وہ جاگیردار ہون یا روسار۔ حالانکہ بزمانہ لارڈ کیننگ اسکی ضرورت سمجھی گئی تھی۔ فی زمانا ان اعلی رتبہ کے راجگان و روسار کے علاوہ معاشداران۔ دیسمکھان پٹیل وپٹواریان وغیرہ کسی قسم کے لوگون کو سرکار کی منظوری لازم نہین ہے جن وجہ اس قسم کے لوگون کے مقدمات بصورت نزاع بعد وقوع تبنیت عدالتہائے دیوانی مین رجوع ہو کر تصفیہ پاتے ہین۔

احکام متعلقہ کا اقتباس۔ (۲۲۳) ممالک محروسہ سرکار عالی مین جملہ قسم کے معاشداران کی تبنیت کے لئے منظوری شرط ہے۔ فذریعہ گشتی نشان (۴) ۱۲۸۹ ف میں ان لوگون کی تبنیت کے لئے منظوری کی شرط عاید کی گئی۔ اور اوس مین یہ بھی طے فرمایا ہے کہ جو تبنیات ۱۲۸۹ ف کے ماقبل ہوئی ہون اوس صورت مین تسلیم کیجائیگی۔ جبکہ اوس کی بابت کوئی نزاع نہو۔ اور اوس کے بعد جملہ تبنیات مشروط بہ منظوری سرکار ہوئین گے۔ نیز اس گشتی کے اجرا فرمانے کی غرض اقتباس ذیل سے ظاہر ہوگی۔

"تبنیت ایک مذھبی رسم ہے جس مین سرکار کو کچھ مداخلت نہین ہے معاشدارون پر سرکار سے تبنیت کی منظوری کا حاصل کرنا اس لئے لازم ہے کہ اوس پر معاش کی اجرائی ہوسکے"۔

اور بعد مین ذریعہ گشتی نشان ۱۱۵ ۱۳۰۴ ف یہ صراحت فرمائی گئی کہ گشتی مذکور دیسمکھ دیسپانڈیان وپٹیل وپٹواریون سے بھی متعلق ہے۔ الغرض اسی بنا پر بغرض اجرائے معاش ہائے متعلقہ قبل یا بعد تکمیل تبنیت احتیاطاً و بپابندی گشتی ہذا محکمہ مجاز سے منظوری حاصل کیجاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ تبنیت کے نظائر بمقابل دیوانی کے

مال مین زیادہ تعداد مین پیدا ہوتے ہین۔ اس لئے بغرض سہولت مقدمات منسلک محکمۂ سرکار صیغہ مال کی ڈائجسٹ من ابتدائے ۱۳۱۵ف لغایتہ ۱۳۲۹ف بطور ضمیمہ کے اس باب کے ساتھہ منسلک ہے۔

درخواست تبنیت پیش ہونے پر اشتہار جاری ہوتا ہے۔ لیکن اوس کے اجرائی کے لئے کوئی احکام موجود نہین ہین۔

(۲۲۳) احکام محصلہ صدر کے لحاظ سے تبنیت کی منظوری لازم قرار دی گئی لیکن اوس کے انجام دینے کا صاف طریقہ کارروائی مقرر نہین ہوئی ہے۔ عموماً منظوری تبنیت کی درخواست پیش ہونے پر ایک اشتہار مدتی (چھہ ہفتہ) جاری کیا جاتا ہے۔ اور اندرون مدت اشتہار کوئی عذردار پیش ہو تو اوسکی باضابطہ سماعت کی جاتی ہے۔ اور بلحاظ روئداد تبنیت منظور یا نامنظور کیجاتی ہے۔ حالانکہ اجرائے اشتہار کے لئے کوئی احکام صادر نہین ہوتے ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ دستور العمل اقتدارات بابتہ تصفیہ مقدمات انعام و منظوری وراثت و تبنیت کے معاشداران مین لفظ وراثت کے ساتھہ تبنیت کو درج فرمایا گیا ہے۔ عام طور پر تبنیت و وراثت مرادف الفاظ تصور کئے گئے اور وراثت کے جملہ احکام تبنیت سے متعلق کئے گئے۔ چنانچہ نواب عزیز جنگ بہادر جیسے تجربہ کار شارح نے بھی یہہ خیال ظاہر فرمایا ہے کہ[1]

وراثت کے لفظ مین جو عنوان دستور العمل مین لکھا گیا ہے
تبنیت اور چیلگی کو بھی داخل سمجھنا چاہئے۔

حالانکہ یہہ نتیجہ تعمیم کے ساتھہ اخذ کرنا سخت غلطی ہے۔ کیونکہ دستور العمل مذکور مین منظوری کے اقتدارات کے تعین کی بحث تھی۔ یا غراض منظوری تبنیت و وراثت

(۱) مجموعہ قوانین مال جلد ۲ صفحہ ۲۹۵ - (تمہید باب ۴)

اقتدارات شریک سمجھے جاتے ہین۔ مگر طریقہ کارروائی ایک ہی متصور نہین ہوسکتی۔
لیکن عمل اسی قسم کا ہے اور بلا وجہہ درخواست تبنیت کے ساتھہ ہی اشتہار جاری
اور عذرداری پیش ہونے کی صورت مین باضابطہ تحقیقات کیجاتی ہے۔ اورچونکہ
تاریخ اطلاع تبنیت سے چھہ سال کے اندر ناجوازی تبنیت کا دعوی پیش ہوسکتاہے
یصیغہ مال عذرداریون کے سماعت کی کوئی ضرورت نہین اولاً اس وجہہ سے صیغہ
مال نفاذ تبنیت کی ڈگری دے سکتی ہے نہ ایسی ڈگری حاصل کرنا مقصود ہے۔
صرف باغراض اجرائی معاش درخواست تبنیت پیش ہوتی ہے اور اگر سرکار اوسکو
منظور بھی کرلے۔ وہ صرف اونہی معاشون کے حدتک متعلق ہوگی جسکی اجرائی
اون کے اقتداری ہے اور بالفرض عدالتہائے مال و دیوانی کے کارروائیون
مین اختلاف ہو یعنی صیغہ مال نے ایک کی تبنیت منظور کرلی۔ اور معاش اجرا
فرمایا تو اوس کا اثر معاش تک ہی ہوگا۔ اور اگر اس شخص کی تبنیت عدالت دیوانی
کالعدم کردی تو وہ دیگر قسم کے جائداد کا مستحق نہ ہوگا۔ اوسی طرح نفاذ تبنیت
کی ڈگری دیوانی معاش ہائے عطیہ سلطانی پر موثر نہ ہوگی۔ اس سے ظاہر ہوگا کہ
صیغہ مال کی کارروائی اور اوس کے تصفیہ کا اثر نفس تبنیت پر ہوگا۔ تبنیت منظور
ہوگی تو معاش کا اجرا ہوگا۔ ورنہ نہین۔ حالانکہ عام طور پر صیغہ مال کی منظوری تبنیت کی
ڈگری تصور کیجاتی ہے۔

(۲۲۴) اقتدار سماعت مقدمات تبنیت و وراثت ذریعہ گشتی ت ۳ ان ۱۳۱۲ ف مقرر ہوچکا ہے اصل دستورالعمل	اقتدار منظوری تبنیت

بغرض سہولت ضمیمہ (ج) مین درج ہے اوسکے ملاحظہ سے ظاہر ہوگا کہ۔
(۱) اعلحضرت کل ہستانات (جاگیرات) جنکا سالانہ محاصل یکہزار سے زیادہ ہو
تبنیت منظور فرماسکتے ہین۔ اور مدار المہام سرکار عالی مفصل کیفیت معہ اپنی رائے کے

پیش کرینگے ع۱

(۲) مدار المہام بہادر سرکار عالی۔ مقطعہ جات و اراضی انعام۔ و نقدی۔

(پابندی شرائط انعامی)

اور جاگیرات کی جن کا محاصل یکہزار سے زاید نہو۔

تبنیت منظور فرماسکتے ہین ع۲

(۳) معین المہام بہادر مال۔ اراضی بشرطیکہ محاصل پانچ ہزار ہو ع۳ تبنیت منظور فرماسکتے ہین۔

واضح باد کہ اب نقدی معاش کی وراثت و تبنیت صیغہ مال سے متعلق نہین ہے بصیغہ فینانس اسکی منظوری حاصل کیجاتی ہے ع۴ البتہ جو کارروائی بصیغہ مال ہوتی ہے اوسکے سماعت کے لئے حسب ذیل حدود مقرر کئے گئے ہین ع۵

(صما) تک تحصیل مین۔

(پانچہزار تک) دوم سوم تعلقداران کے محکمہ مین۔

(زاید از پانچہزار محکمہ اول تعلقداری۔

و نیز پٹیل و پٹواریون کے تبنیتونکی منظوری کا اقتدار اب محکمہ ضلع کو حاصل ہے ع۶ اوسی طرح پٹیل و پٹواریون کے حصہ داران کو بھی تبنیت لازمی قرار دی گئی ہے ع۷ اور منظوری کے تختہ جات بہ نمونہ ضمیمہ (د) پیش ہوتے مین جسکو سرکار نے منظور فرمالیا ہے ع۸

---

(۱) فقرہ (۲) دستور العمل مذکور
(۲) فقرہ (۳) دستور العمل مذکور
(۳) فقرہ (۴) دستور العمل مذکور
(۴) گشتی محکمہ مال نشان (۴۴) ۲۶ امرداد ۱۳۱۰ ف
(۵) گشتی نشان (۱۴) ۱۳۱۰ ف
(۶) گشتی نشان (۱) ۱۱ اسفندار ۱۳۱۰ ف
(۷) گشتی نشان (۱۰) ۱۳۱۴ ف
(۸) گشتی نشان (۱۸) ۱۳۲۰ ف

فیصلہ جات محکمہ سرکا صیغہ مال

(۲۲۵) الغرض یہی احکام ہین جکی بناء پر صیغہ مال نے مسئلہ تبنیت مین دخل دیا چنانچہ ۱۳۱۸ ف سے ۱۳۲۹ ف تک مجموعی طور پر (۴۴) فیصلہ مال ہین بطور نظایر کے ہین۔ اور اصول دہرم شاستر جو اس کتاب مین درج کئے گئے۔ اون کو اور اصول جو فیصلجات مال سے اخذ کئے جاسکتے ہین۔ اونکا مقابلہ کیا جائے تو ایک عظیم نامناسبت دکہائی دیگی۔ اور سرسری نظر مین ہی ظاہر ہوگا کہ کبہی اصول دہرم شاستر کو نظر انداز فرمایا گیا ہے تو کبہی متضاد اصول اختیار کئے گئے ہین۔ حالانکہ ایک ہی حاکم نے ایک ہی قسم کے مقدمات مین ایک دوسرے کے خلاف اصول اخذ فرمایا ہے۔ جسکی وجہہ چند صورتون مین تبنیت جو شاستر اجائز تہی نامنظور فرمائی گئی۔ مگر اوس کے نسبت اس موقع پر بحث غیرضروری تصور کیا گیا۔ البتہ شایقین ضمیمہ (ب) مسلکہ کو اصول شاستر کے لحاظ سے جانچ فرماسکتے ہین۔

بے سندی معاش کی تبنیت کے فیصلجات ماقبل و مابعد ۱۳۲۴ ف

(۲۲۶) البتہ ایک مسئلہ کے نسبت بلحاظ اہمیت و بعض نتیجہ کے بحث کی جاتی ہے ضمیمہ (ب) مین جن (۴۴) مقدمات کا حوالہ ہے اون مین (۱۴) مقدمات معاشہائے بے سندی کے نسبت تہے جنکے منجملہ (۷) منظور ہوئے اور (۷) نامنظور۔ البتہ ایک امر قابل ذکر ہے ۱۳۲۴ ف سے بے سندی معاشون کے تبنیت کے نسبت ایک منصفانہ اصول اختیار دیا گیا ہے۔ خواہ مولوی محمد علی صاحب کی رعایتی نظر ہو یا مولوی فصیح الدین احمد خان صاحب کی قانونی نظر۔ اوسوقت سے اب تک بے سندی معاشداروں کی تبنیت مین وہ سختی جائز نہین رکہی گئی جو اسکے قبل اختیار کی گئی تہی۔

احکام متعلقہ بحث۔

(۲۲۷) چونکہ یہہ کتاب مسئلہ تبنیت پر لکہی گئی ہے

اور اوس ضمن میں معاشداروں کے تبنیات کا بھی ذکر کیا گیا ہے یہ لازم ہے کہ بے سندی معاش کے تبنیت کے بارہ میں جو احکام موجود ہیں اونکی وضاحت کیجائے اور اوس سے جو اصول اخذ کیا جا سکتا ہو اوس کے لحاظ سے فیصلجات موجودہ پر نظر ڈالی جائے۔ بے سندی معاش کیلئے کوئی تفصیلی احکام موجود نہیں ہیں دستور العمل انعام کے فقرہ (۱۷ء) کے بنا پر ہی اتبک عمل ہوا ہے اور جو توضیحات وقتاً فوقتاً ہوتے ہیں وہ سب اسی اصلی حکم کے بنا پر ہیں۔ فقرہ مذکور کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

"انعامات کہ از عہدہ داران علاقہ مال و یا دیگر عہدہ داران علاقہ دیگر غیر مقتدر بلا حکم سرکار عطا گردیدہ باشند و نیز تا عرصہ چہل سال بدون ضبطی اجرا باشند بموجب تفصیل ذیل تصفیہ خواہد شد۔

(۱) انعامیکہ از فریب حاصل کردہ باشد ضبط کردہ خواہد شد اور یابندہ حال در فریب مذکور شریک نباشد و در قبضۂ آن از پانزدہ سال بدون ضبطی ماندہ باشد تا حین حیاتش داشتہ خواہد شد۔

(۲) بموجب شرط صدر اگر زیادہ از پانزدہ سال تا چہل سال در قبضۂ او باشد تا دو پشت یعنے تا حین حیات یابندہ حال و بعد ش تا حین حیات پسرش اجرائی آن خواہد شد۔

(۳) برائے اجرائی چنین انعام گرفتن متبنی مقبول نخواہد شد۔ نہ اجرائی بنام دیگران ممکن۔

(۴) باختیار سرکار است کہ بکدامی وجہ و بسبب کسے یا کسانے را از بعض

---

(۱) مولفہ نواب عزیز جنگ بہادر جلد ۲ صفحہ (۲۰۷)۔

یا کل شرایط و قیود مستثنےٰ نمایند۔

اس سے صاف طور پر ظاہر ہوگا کہ ضمن (۳) فقرہ صدر کے لحاظ سے برائے اجرائی چنین انعام تبنیٰ مقبول بخواہد شد کا حکم ہے۔ اور اون صورتون میں جنکا ذکر ضمن (۱ و ۲) مین ہے سبلے سندی معاش کی تعریف صادق آسکتے ہے۔) تبنیت کو قبول نہ کیا جا ئیگا۔ اور اس فقرہ پر نظر ڈالنے کے بعد ظاہر ہوگا کہ متبنیٰ قبول نہ کرنیکی صورتین وہی ہین جبکہ معاش غیر مقتدر کا عطا ہو یا فریب سے حاصل کیا گیا ہو اس لحاظ سے یہہ صاف طور پر ظاہر ہے کہ ایسے معاش کے تبنیت منظور کرنے مین کوئی امر مانع نہین ہے جو سررشتہ انعام سے دوامًا بحال ہو چکی ہے۔ اور ۲۴ ۱۳ اف سے فیصلہ جات محکمہ سرکار سے بھی نتیجہ نکالا جاسکتا ہے چنانچہ ایک مقدمہ مین اس بارہ مین حسب ذیل اصول قایم کیا گیا ہے جو اصولًا درست ہے۔

سررشتہ انعام مین بحالی بر بنا سند ہوئی یا بھگوٹہ یا اسناد پر ہوئی ہے یا عطا مقتدر یا غیر مقتدر تھے اور سررشتہ انعام نے اسناد کو تسلیم کیا ہے یا بھگوٹہ پر۔

اور اون امور کو جانچنے کے بعد لازمًا مفید اور صحیح نتیجہ برآمد ہوگا۔ مگر فیصلہ جات قبل مین اس اصول کو قطعًا نظر انداز فرمایا گیا تھا چنانچہ مشروط الخدمت معاش جو سررشتہ انعام نے دوامًا بحالی کے قابل قرار دیا تھا تبنیت نامنظور کی گئی۔

مولف کی رائے۔ (۲۲۸) میری نظر مین علاوہ اسکے اور ایک بات قطعًا نظر انداز فرمائی گئی ہے۔ وہ یہہ کہ کیا اسوقت اور بضمن منظوری تبنیت اس فقرہ اور

---

(۱) دیکھا بنام شیشاچاری محبوب ۲۰ فصلی حصہ مرافعہ (۱۸۵)۔

ضمن (۳) کی پابندی لازم ہے (جہان تک میرا خیال ہے وہ نوبت گذر گئی اور وہ وقت باقی نہ رہا جس وقت یہہ دفعہ قابل لحاظ تہا یہہ فقرہ اوس دستور العمل انعام کا ہے جو ذریعہ مراسلہ صدر المہامی نشان (۱۷۴) ۱۲ ربیع الاول ۱۲۹۳ھ نافذ ہوا ہے اور اوس کے فقرہ (۱) مین درج ہے کہ۔

"منظور سرکار است کہ چند عہدہ داران برائے دریافت انعامات خواہ بطور اراضی باشد یا نقدی علحدہ مقرر کردہ برائے رہنمائی آنہا دستور العمل ذیل اجرا سازند"

اور اسی دستور العمل کے فقرہ (۱۷) ضمن (۳) مین ہدایت ہے کہ برائے اجرائی چنین انعام گرفتن متبنی مقبول نخواہد شد۔

ان دونون فقرون کو ایک ساتہہ پڑہنے کے بعد یہہ ظاہر ہے کہ فقرہ (۱۷) ضمن (۳) رہنمائی آنہا۔ کے غرض سے مندرج تہا۔ الغرض اس دفعہ کی تعمیل دستور العمل مذکور کے تحت جو چند عہدہ داران مقرر تہے اون پر واجب تہی۔ اور ہدایت مذکور کا اطلاق صرف اونہی معاش کے لئے تہا جنکا ذکر فقرہ (۱۷) کے ضمن ۱ و ۲ مین مذکور ہے ایسی حالت مین اگر حکم مذکور کی تعمیل کیجا سکتی ہے تو صرف اوسی وقت ہے جبکہ کوئی عہدہ دار تحقیقات انعامی مین مصروف ہو۔ اور اوس کے روبرو کسی شخص کی جانب سے درخواست تبنیت پیش ہو جسکی معاش غیر متصدر کی عطا۔ یا فریب سے حاصل کردہ ہو۔ لیکن اگر تحقیقات انعامی مین (خواہ ابتدائی نظر ثانی) معاش زیر بحث سے صور تہائے اور متذکرہ فقرہ (۱۷) دستور العمل مذکور متعلق نہین ہو سکتے اور بنا بر علیہ معاش دوام کے لیے بحال کی گئی ہو تو تبنیت کو نامنظور کرنیکی کوئی معقول وجہہ نہین ہے۔ اور بعد مین جب معاش صور تہائے متذکرہ ۱ و ۲ پیش آنے سے معاش تاحیات یا تا دو پشت بحال ہو جائے تو جب معاش ہی بحال نہین ہو سکتی تو

اجرائی معاش کے غرض سے تبنیت کی درخواست پیش کرنا ہی بے سود ہے بہرحال تبنیت کی منظوری کی درخواست پیش ہونے پر جبکہ معاش صیغہ انعام سے دوامًا بحال ہوئی ہو بے سندی معاش کا اطلاق اوسپر عاید کرکے ایسے فقرہ کے حوالہ سے جو صرف دریافت انعام کے وقت پر متعلق تھا تبنیت کے نامنظور کرنیکے لئے وجہ حجت پیش کرنا قرین انصاف نہیں ہے۔ اولًا اسوجہہ سے کہ درخواست تبنیت جس وقت پیش ہوتی ہے وہ نوبت تحقیقات انعامی کی نہیں ہے۔ دوم یہہ کہ متعدد نظائر د احکام کے ذریعہ یہہ طئے فرمایا گیا ہے کہ بضمن وراثت معاش کی تحقیقات ضرور نہیں۔ جبکہ فیصلہ انعامی موجود ہو۔ اوران خیالات کی تائید اصول فیصلہ جات ذیل سے ہوتی ہے جو حال میں صادر فرمائے گئے ہیں۔

(۱) معاش کی سند اوس زمانہ کی نہیں ہے جو عمل منسوخ کی متصور ہو تو معاش بے سندی نہیں کہلائے گی۔[۱]

(۲)۔ جس معاش کے بحالی کے لئے سند لازمی نہیں ہے وہ بے سندی نہیں ہے۔[۲]

(۳) معاش بعنوان خیرات دوامًا بحال ہے اسکے بحالی کے لئے سند لازمی نہیں بے سندی نہیں ہے۔[۳]

(۴) مقدمہ ہذا میں معاش دوام کے لئے بحال ہے بے سندی

(۱) مراسلہ محکمہ سرکار $\frac{۱۳}{۱۴}$ $\frac{۱۸۰۹}{۱۸۹۹}$ و تیرشتہ موسومہ کپٹ مجموعہ مال مولفہ عزیز جنگ بہادر جلد ۲ صفحہ ۲۶۸۔

(۲) چٹھی بنام سرکار عالی محبوب ۲۰ف حصہ ابتدائی صفحہ (۱۸)۔

(۳) ٹھیکا بنام نیشیا جاری محبوب ۲۵ف حصہ مرافعہ صفحہ (۱۸۵)۔

(۴) ٹھیکا جاری بنام سرکار عالی محبوب ۲۵ف حصہ مرافعہ صفحہ (۴۹)۔

متصور نہ ہوگی[1]

(۵) بے سندی معاش مشروط الخدمت بے سندی نہیں ہے[2]
البتہ صرف ایک ہی مقدمہ مین اس عام اصول سے انحراف کیا گیا ہے
فیصلہ نظر ثانی خود رعایت پر مبنی ہے اور سلسلہ وا جبی تک
بحال ہے لہذا تبنیت نامنظور ہے[3]

اس سے ظاہر ہوگا کہ علاوہ اون امور کے جو صدر مین بیان کئے گئے ہین
فیصلہ انعامی کے موجودگی مین کسی معاش کو بے سندی معاش کہنا خود
غلط ہے۔ کیونکہ فیصلہ انعام عطا مقتدر کا مصدرہ ہے وفریب سے حاصل
نہین ہوسکتا۔ اور جو معاش فیصلہ انعام سے بحال اور منتخب ودا ماً بحالی کا
اجرا ہوا۔ وہ خود منتخب اوسکی سند ہونے سے ایسے معاش کو محض اس
بنا پر کہ ابتدائے تحقیقات کے وقت سند پیش نہ تھی بے سندی نہین
لکھی جائیگی۔ بلکہ منتخب کے اجرائی کے بعد ابتدائی تحقیقات کے نسبت بحث
کرنا احکام کے خلاف ہے اور مثل نوبت وراثت کے تبنیت کے منظوری کے
نوبت پر بہی فیصلہ انعامی کے نسبت بحث نہین ہونی چاہئے اور خصوصاً مشروط الخدمت
معاش کے لئے ہر حالت مین تبنیت منظور ہونی چاہیے۔ کیونکہ جب معاش مشروط الخدمت
کسی حالت مین ضبط یا خالصہ نہین ہوسکتی[4]۔ اور ورثا کے حاضر نہ آنے پر منصدی کا

---

(۱) ایشوناتھ بنام سرکار عالی مجوبہ ۲۶ ف حصہ مرافعہ ۱۳۸۔
(۲) ہری شاستری بنام سرکار عالی مجریہ ۲۸ ف حصہ مرافعہ صفحہ (۱۳۱)۔
(۳) رنگا چاری بنام سرکار عالی مجریہ ۲۶ ف حصہ مرافعہ ۸۶ ف۔
(۴) قوانین عمل مولفہ عزیز جنگ بہادر جلد ۲ صفحہ ۲۷۹۔

تقرر ہو کر خدمت انجام دیا جائیگا تو مشروط الخدمت معاش دار کی درخواست
تبنیت نامنظور کرنا بدرجہ ادنی غلط عمل ہے اور محکمہ سرکار کی ادنی توجہ کی
محتاج ہے۔ نیز عام حالتون مین بہی ایسے نامنظوری سے کوئی مفید نتیجہ بحق سرکار
مترتب نہین ہوتا کیونکہ سلسلہ وراثت شاستری کے لحاظ سے حقوق وراثت کی
بنا ایسی وسیع ہے کہ ہندو شاستر کے لحاظ سے کوئی خاندان شاذ ہی صورتون مین
لاوارث قرار دیا جاسکتا ہے۔ تو بجائے ایسے شخص کے جو شاستراً مماثل صلبی
فرزند کے ہے۔ دوسرے لوگون کو معاش پہونچانا کوئی درست عمل نہین ہے۔
یقین ہے کہ محکمہ سرکار اس بارہ مین مکرر غور فرمائیگا۔ فقط

تمت

(۱) مراسلۂ پیشی سرکار (۳۱۹۷) ۹ خورداد ۱۳۱۵ف۔ قوانین مال جلد ۲ صفحہ ۲۷۹۔

ضمیمہ الف نظائر ہائیکورٹ ہائے برٹش انڈیا محولہ کتاب دھرم شاستر مولفہ ٹریولین صاحب

نمبر شمار	فقرہ کتاب ہذا	حوالہ کتاب ٹریولین	صراحت مقدمات
۱	۲	۳	۴
۱	حصہ دوم ۵۵	ٹریولین صفحہ ۱۰۱ نوٹ (۱) "	جلد (۵) ویکلی رپورٹر (پریوی کونسل صفحہ ۱۰۹) راجیندر نراین لاہری بنام شرت سندری بیوی ۵ ویکلی رپورٹر (پریوی کونسل) صفحہ ۵۴۸ (۱۸۷۱ء) شرت سندری داسی بنام رتن کنور سندی (۱۸۶۳ء) پرنٹش ریپورٹر مرتبہ ہائنڈ جلد (۱) صفحہ (۲۴۹)۔ ہردیبن مکرجی بنام متھرا ناتھ مکرجی (۱۸۴۹ء) جلد (۴) مور انڈین اپیلیس (۴۱۴) صفحہ ۴۲۵ و ۴۲۹) جلد (۷) ویکلی نوٹس (پریوی کونسل صفحہ ۱۷) رگھناتھ بنام برج کشور (۱۸۷۶ء) انڈین اپیلیس صفحہ (۳) جلد (۲۵) ویکلی رپورٹر سول رولنگ صفحہ ۲۹۵۔
۲	"	ٹریولین صفحہ ۱۰۱ نوٹ (۱)	گرولنگ سوامی بنام رام لچھما۔ رادھا موہن بنام ہردے بی بی (۱۸۹۹ء) ۲۶ انڈین اپیلیس صفحہ ۱۳۵۔ (۲۲) مدراس صفحہ ۱۱۳ (۲۱) الہ آباد صفحہ ۴۶۰ (۳) کلکتہ ویکلی نوٹس صفحہ ۲۲۲ (۱) بمبئی لاء رپورٹر صفحہ [illegible]
۳	۵ و ۶	ٹریولین صفحہ ۱۰۰ نوٹ (۱)	راجیندر نراین لاہری بنام شرت سندری [illegible] [illegible] لاہری [illegible] بنام [illegible]

نظائر	حوالہ	مد	نمبر
انڈین اپیلس صفحہ ۸۳ و ۹۴ - (۱) کلکتہ صفحہ ۲۹۵ و ۲۹۶ - (۲۵) ویکلی رپورٹس سول رولنگ صفحہ ۲۳۹ - وندا ون جے کشن بنام منی لال (۱۵) بمبئی صفحہ ۵۶۵ -			
راجچندر نراین لاہری بنام شرت سندری محولہ نشان سلسلہ ۱	ٹریولین صفحہ ۱۰۷ نوٹ (۱)	۹۷	۴
(۵) مدراس صفحہ ۲۵۸ - است موہن گھوش بنام نرود موہن گھوش ۱۹۱۶ (۲۰) کلکتہ ویکلی نوٹس صفحہ ۹۰۱	” ” ۱۱۰ نوٹ (۱)	ممنوعات شاستری	۵
اننت بنام رام بائی (۱) بمبئی صفحہ ۵۵۴ متودلیہ بنام پراسکتی (۱) مدراس صدر عدالت دیوانی صفحہ ۲۳۹ بھوبیشری دیوی بنام گوری داس ترک پنچانن (۱۱) ویکلی رپورٹ سول رولنگ صفحہ ۵۳۵ - بھگوان رامانج داس بنام رگھنندن رامانج داس ۲۲ انڈین اپیلس صفحہ ۹۴ - (۲۲) کلکتہ صفحہ ۸۴۳ - لاکھی پریا بنام بھیرو چندر چودھری (۵) بنگال سلکٹ رپورٹ صفحہ ۳۱۵ -	” ” ۳۷۲ ، ۳	اپاہج مبتلائے جذام	۶
رنگو بالاجی بنام مدی ایا ۱۸۹۸ء (۲۳) بمبئی صفحہ ۲۹۳ دہاریتھیہ بنام گوبند سرن (۱۸۸۶ء) (۸) الہ آباد صفحہ ۴۲ جینمے جیبہ موجوم دار بنام کیشو لال گھوش (۱۸۶۸ء) ۲ بنگال لا رپورٹ ۱۳۴ - گرو داس ناگ بنام موتی لال ناگ (۱۸۷۰) نمبر ۶ بنگال لا رپورٹ صفحہ ۱۶ -	ٹریولین صفحہ ۱۰۵ نوٹ (۵)	اپاہج مفقود الخبر	۷

			(۴۶۱) ویکلی رپورٹ سول رولنگ صفحہ ۸۹۶۔ پرمیشر رائے بنام بشیشر سنگھ (۱۸۷۵ء) (۱) الہ آباد صفحہ ۵۳ دہونڈو بھکاجی بنام گنیش بھکاجی (۱۸۹۶ء) ۱۱ بمبئی صفحہ ۴۳۳۔
۸	لے آخری سکل	ٹرویلین صفحہ ۱۰۴ نوٹ ۲	گرولنگ سوامی بنام رام لکشما۔ رادھا موہن بنام ہردی بی بی نشان سلسلہ (۲) ۲۲) مدراس ۳۹۸ + الہ آباد صفحہ ۴۸۵ - ۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۷۴۴۔ (۱) بمبئی لارپورٹ صفحہ ۲۲۶۔
۹	۷۲	ٹرویلین صفحہ ۱۰۶ نوٹ ۱	گوپال اننت بنام نارائن گنیش (۳) بمبئی ۳۲۹۔ چندر شیکھرڈو بنام برھما (۱۸۹۵ء) ۴ مدراس ہائیکورٹ ۲۷۰ گنپا دیسپانڈے بنام سنگیا (۱۸۳۹ء) بمبئی سلیکٹ رپورٹ صفحہ ۲۰۲ منمتھ ناتھ دے بنام اومنت ناتھ دے (۲) انڈین جورسٹ ۲۴ صفحہ ۴۳۔
۱۰	۷۲	ٹرویلین صفحہ ۱۰۶ نوٹ ۱۱	ناگپا بنام سبہ شاستری (۱۸۶۵ء) (۲) مدراس ہائیکورٹ رپورٹ (۳۶۷)
۱۱	۱۰۰	ٹرویلین صفحہ ۱۲۵ نوٹ ۵	تلسی رام بنام بہاری لال (۱۸۸۹ء) ۱۲ ۳۵۲ دچندر شیکھر منمتھ ناتھ دے۔ گنپا بنام لنگیا نمبر (۹) صدر رنگو بائی بنام بھاگیرتی بائی (۱۸۷۷ء) ۲ بمبئی ۳۷۷ نارائن سوامی بنام کپو سامی (۱۸۸۶ء) مدراس ۴۳ و ۴۴ تارنی چرن چودہری بنام سرو سندری داسی ۳ بنگال لارپورٹ (۱۶۰)

			۱۱ ویکلی رپورٹ سول رولنگ ۴۷۶ - ۲۶ انڈین اپیلس ۱۲۸ ۲۲ مدراس ۴۰۸ - ۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۴۳۶ و ۴۳۷ + بمبئی لارپورٹ ۲۲۶ -
۱۲	۱۲۴	ٹریولن صفحہ ۱۴۴ نوٹ ۷	پٹیالال بنام پروتی کنور ۴۲ انڈین اپیلس ۱۵۵ - ۳۷ الہ آباد ۳۵۹ - ۱۹ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۴۸ - ۱۷ بمبئی لارپورٹ ۵۴۹ جیہ سنگھ بنام بجیسر سنگھ ۲۷ الہ آباد ۱۴۷ -
۱۳	۱۲۸	〃 〃 ۱۴۵ نوٹ ۱۰	گرولنگ سوامی - رادھا موہن ۲۲ مدراس ۳۹۸ - ۲۱ الہ آباد ۴۶۰ - ۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۴۲۷ - (۱) بمبئی لارپورٹ ۲۲۶ دیاس چمن لال بنام دیاس رام چندر ۱۸۹۹ء ۲۴ بمبئی ۳۶۷ - ۲ بمبئی لارپورٹ ۱۶۳ -
۱۴	۱۳۱	ٹریولن صفحہ ۱۴۸ نوٹ ۵	سرینواس سریجے راؤ بنام بلونت وینکیش (۱۹۱۳ء) ۳۷ بمبئی ۵۱۳ - ۱۵ بمبئی لارپورٹ ۵۳۳ - ۳۷ مدراس ۵۲۹ سیل وائل بنام آنا کٹی ال (۱۸۹۳ء) ۲ مدراس ہائیکورٹ ۱۲۹ - بلونت راؤ بھاسکر بنام بیابائی (۱۸۶۹ء) ۶ بمبئی ہائیکورٹ ابتدائی ۸۳ -
۱۵	۱۳۴	〃 〃 ۱۵۳ نوٹ ۳	باشتی اپا بنام شیولنگپا (۱۸۷۳ء) ۱۰ بمبئی ہائیکورٹ ۲۶۸ سوشی ناتھ گھوش بنام کرشن سندری داسی (۱۸۸۰ء) ۷ انڈین اپیلز صفحہ ۲۵۵ - ۶ کلکتہ ۳۸۸ - ۷ کلکتہ لارپورٹ ۱۹ ۵۳۱ کلکتہ ۷۷۰

			اندرمنی جودہرنی بنام بہاری لال ملک (۱۸۷۹ء) ۷ انڈین اپیلس صفحہ ۲۴۔ ۶ کلکتہ لارپورٹ ۱۸۳ گوبیندنا تھ بنام رائے سوامی ۱۸۸۶ء ۱۰ مدراس صفحہ (۶) ۵ مدراس صفحہ ۳۵۰۔ آتمارام بنام مادہوراؤ ۶ الہ آباد صفحہ ۲۷۶۔ راوجی وناتک راو بنام لکشمی بای ۱۱ بمبئی صفحہ ۳۹۳-۳۹۴۔
۱۶	۱۳۴	ٹریولین صفحہ ۴۹ الف نوٹ ا	ویریشور مکرجی بنام اردہ چندر رائے ۱۹ انڈین اپیلز صفحہ ۱۰۱ سنہ ۱۸۹۲ء ۷) انڈین اپیلز صفحہ ۲۵۰۔ ۷ کلکتہ لارپورٹ ۳۱۳۔ سنگما بنام وینکٹا چارلو۔ (۴) مدراس ہایکورٹ رپورٹر ۱۶۵۔ ویرپا پلے بنام نارائن پلے۔
۱۷	۱۳۴	ٹریولین صفحہ ۵۰ نوٹ ۹	الک منجری بنام فقیر چند سرکار ۱۸۳۴ء۔ ۳ بنگال سلیکٹ رپورٹس (۴۱۸) جدید طبع۔ زہر گوبند کلکرنی بنام نارائن وہٹل (۱۸۷۷ء) ۱ بمبئی صفحہ ۶۰ رنگوبای بنام بہاگیرتی بای ۱۸۷۷ء ۲ بمبئی ۳۷۷ صفحہ ۲۶ رامچند رواسدیو بنام ناناجی ۷ بمبئی ہایکورٹ رپورٹ
۱۸	۱۴۶	ٹریولین صفحہ ۱۲ نوٹ ا	الک منجری بنام فقیر چند (محولہ نمبر ۱۷)
۱۹	۱۴۸	” ” ۱۲۵ نوٹ (۱)	رگنا تہہ بنام برج کشور ۳ انڈین اپیلز صفحہ ۱۹۱-۱۹۲ (۱) مدراس صفحہ ۸۱-۸۲ (۲۵) ویکلی رپورٹ

نمبر	صفحہ	حوالہ	نظائر
			سول رولنگ ۳۰۲۔
۲۰	۱۵۴	صفحہ ۱۴۳ نوٹ ۴	وینکٹ چلم بنام وینکٹ سوامی مدراس فیصلہ جات بابتہ ۱۸۵۶ء صفحہ ۶۵۔ وینکو بنام مہالنگا (۱۱) مدراس صفحہ ۳۹۳۔ متوکنو بنام پرم سوامی ۱۲ مدراس صفحہ ۲۱۴۔ چلکو نڈا لاسنی بنام رتنا چلم ۲ مدراس ہائیکورٹ صفحہ ۵۶
۲۱	۱۵۸	ٹریولین صفحہ ۱۳۲ نوٹ ۶	بامن داس مکرجی بنام تارنی ۱۸۵۸ء (۷) موزر انڈین اپیلز ۱۶۹ صفحہ ۱۹۰۔ متسدی لال بنام کندن لال ۳۳۔ انڈین اپیلز صفحہ ۵۵۔ ۲۸۔ الہ آباد ۳۷۷۔ ۸۔ بمبئی لارپورٹ ۱۷۱۔ ۹ کلکتہ لارپورٹ صفحہ ۳۴۸ اما سندری بنام سورسی دیوی ۷ کلکتہ ۲۸۸۔ پیاری دائی بنام ہرنس کنور (۱۹) ویکلی رپورٹ سول رولنگ (۱۲۷) راج کماری بنام توکمار ملک (۱) بولونی رپورٹ صفحہ ۱۳۷ دیابائی چودھرنی بنام راس بہاری سنگھ بنگال صدر دیوانی عدالت ۱۸۵۲ء صفحہ ۱۰۱۳۔ شاما بنام دوارکاداس ۱۲ بمبئی صفحہ ۲۰۲۔
۲۲	۱۶۰	ٹریولین صفحہ ۱۳۱ نوٹ ۶	(۱۲) موزر انڈین اپیلز ۱۴۴۔ ۲۴۲۔ (۱) بنگال لارپورٹ (پریوی کونسل) ۱۶۔ ۱۰ ویکلی رپورٹ پریوی کونسل صفحہ ۲۳۔

۲۳	۱۶۰	ٹرولین صفحہ ۱۲۲ نوٹ ۲	(۱) مدراس صفحہ ۱۹۰-۱۹۱-۲۶- ویکلی رپورٹ سول رولنگ صفحہ ۲۵-۲۶- (۱) بنگال لا رپورٹ پریوی کونسل صفحہ ۱۰۰۱۷-ویکلی رپورٹ پریوی کونسل صفحہ ۲۳- پراشر بہٹر بنام رنگ راج بہٹر ۲ مدراس ۲۰۲-ونکیٹا کرشنما بنام اپنور نما- (۲۳) مدراس ۴۸۶-۳ انڈین اپیلس صفحہ ۱۹۲-۱۹۳ (۱) مدراس ۴۹- (۲۵) ویکلی رپورٹ سول رولنگ ۳۰۲-۳۰۳- (۷) انڈین اپیلز ۳ ۱۷۱-۲ مدراس ۲۷۰
۲۴	۱۶۱	صفحہ ۱۲۱ نوٹ ۱	گرولنگ سوامی بنام رام لکشما ۲۲ مدراس صفحہ ۴۰۸ ۳ کلکتہ ویکلی نوٹس صفحہ ۴۳۶- (۱) بمبئی لا رپورٹ ۲۲۶-
۲۵	”	(۱۲۱) نوٹ ۲	ویلینگی ونکیا بنام ونکٹ رام لکشمی نرسما (۱) مدراس ۱۸۷ (۲۶) ویکلی رپورٹس سول رولنگ صفحہ ۲۳-
۲۶	۱۶۲	صفحہ ۱۳۲ نوٹ ۸	لکشمی بائی بنام راجیندر ۲۲ بمبئی صفحہ ۵۹ وجیہ رنگم بنام لکشمن (۸) بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ صفحہ ۲۴۴-
۲۷	۱۶۶	” ۱۱۸ ” ۵	(۲) انڈین اپیلیں صفحہ ۱۴-(۱) مدراس صفحہ ۱۹۰ ۱۹۱ (۲۶) ویکلی رپورٹ سول رولنگ (۲۲) بمبئی (۲۲) صفحہ ۱۵۰- بھیموا بنام سنگوا ۲۲ بمبئی ۲۰۶-۲۲ بمبئی (۱۹۹) ۱۵ بمبئی ۱۱۰-۱۵ بمبئی ۵۹۵ (۵) بمبئی ہائیکورٹ

اپیل کورٹ (۱۸۱)

حصہ سوم

نمبر	صفحہ	حوالہ	مقدمہ
۲۸	۱۷۶	صفحہ ۱۹۱ نوٹ ۱	اما دیوی بنام گوکل نند داس (۵) انڈین اپیلس صفحہ ۵۰ و ۵۱ - (۳) کلکتہ صفحہ ۵۹۸ - ۲ کلکتہ لا رپورٹ صفحہ ۵۸ -
۲۹	"	" ۱۹۲ ، ۸	شمشیر ل بنام دلراج کنور (۲) بنگال سلیکڈ رپورٹ (۲۲۱) جلد دوم -
۳۰	۱۷۶	۱۹۱ نوٹ ۴	کرشن بنام پرمیشری ۲۵ - بمبئی ۵۴۲ - (۳) بمبئی لا رپورٹ صفحہ ۴۳)
۳۱	"	" " ۳	بسوا بنام لنگن گوڑا (۵) انڈین اپیلز ۵۰ و ۵۱ ۳ کلکتہ ۵۹۸ - (۲) کلکتہ لا رپورٹ صفحہ ۵۸ -
۳۲	۱۷۷	۱۹۲ نوٹ ۱	مقدمات محولہ نمبر (۳۱)
۳۳	۱۸۰	۱۵۸ نوٹ ۴	شیو کواری بنام جوگن سنگھ (۸) ویکلی رپورٹ سول رولنگ ۱۵۷ کلکٹر آف ترہٹ بنام ہرپرشاد مہنت، ویکلی رپورٹ سول رولنگ (۵۰۰)
۳۴	۱۸۰	۱۵۸ نوٹ ۵	سری نارائن رائے بنام بھیا جیا (۲) بنگال سلیکڈ رپورٹ صفحہ ۳۴۳ و ۳۵۵ - جدید ایڈیشن -
۳۵	"	۱۵۹ نوٹ ۱	شیو کواری بنام جوگن سنگھ محولہ نمبر ۳۳ -
۳۶	۱۸۱	۱۶۱ نوٹ ۳	بھگونت سنگھ بنام بھگوان سنگھ انڈین اپیلز جلد ۲۶ صفحہ ۱۴۰ (۲۱) الہ آباد ۴۱۸ - (۳) کلکتہ ویکلی

			نوٹس ۵۶ ۴ (۱) بمبئی لارپورٹ ۳۱۱ گوپال نرہر سپرے بنام ہنمنت گنیش ۳ بمبئی ۲۷۳- ۳ بمبئی صفحہ ۲۹۸ + ۲ مدراس ہائیکورٹ ۴۴۱ - ۴۶۸
۳۷	۱۸۱	۱۴۱ نوٹ ۷	روپ نراین بنام گوپال دیوی ۱۹۰۹ء (۳۶) انڈین اپیلز ۱۰۳ (۳۶) کلکتہ صفحہ ۷۸۰ (۱۳) کلکتہ ویکلی نوٹس ۹۲ ۱۰ بمبئی لارپورٹ صفحہ ۸۳۳ -
۳۸	۱۸۴	(۱۶۰) نوٹ ۱۱ و ۱۲	ہنمنت اما بنام رام ریڈی (۱۸۸۱ء) ۴ مدراس صفحہ ۲۰۳ پچیما بنام سبیا (۱۸۸۵ء) ۹ مدراس ۱۱۶
۳۹	〃	۱۶۱ نوٹ ۱	چلہ پالی ریڈی بنام چلہ کوی ریڈی (۱۸۷۲ء) ۷ مدراس ہائیکورٹ صفحہ ۲۵ -
۴۰	〃	۱۶۱ نوٹ ۲	۹ مدراس ۱۱۴ - ۱ مدراس ہائیکورٹ ۲۵- رام کرشنا بنام سبکا (۱۸۸۹ء) ۱۲ مدراس ۴۴۲ + یلاریڈی بنام پدما ۱۷ مدراس صفحہ
۴۱	۱۸۵	۱۶۰ نوٹ ۱۰	ہنمنت اما بنام رام ریڈی محولہ نمبر ۳۸ ،
۴۲	۱۸۷	۱۶۲ 〃 ۷	وینکٹا چلم بنام ونکٹ سوامی - فیصلہ جات مدراس بابتہ ۱۸۵۶ء صفحہ ۹۵ - وینکا بنام مہالنگا (۱۸۸۸ء) (۱۱) مدراس صفحہ ۳۹۳ متوکتو بنام برباسمی ۱۲ مدراس ۲۱۴ - ۲ مدراس ہائیکورٹ رپورٹ صفحہ ۵۹ -
۴۳	۱۸۸ / ۹	۱۶۰ نوٹ ۲	لچھمن لال چودھری بنام کنیا لال (۲۲) انڈین اپیلز ۲۲ ۵۱ (۲۲) کلکتہ ۶۰۹ -

۴۴	۱۸۸/۷	۱۶۱ نوٹ ۷	تروپتی پلی رامن مہین بنام دارگبتل رامن مہین سنہ ۱۹۰۰ء ۲۷ انڈین اپیلز ۲۳۱ - ۲۴ مدراس ۱۷، کلکتہ ویکلی نوٹس جلد ۴ صفحہ ۸۱۰ -
۴۵	۱۹۳	۱۴۴ نوٹ ۶	بھگوان سنگھ بنام بھگوان سنگھ (۲۶) انڈین اپیلز ۱۶۰ - ۲۱ - الہ آباد ۴۱۸ - (۳) کلکتہ ویکلی نوٹس ۴ - ۵۲ (۱) ویکلی رپورٹ سول رولنگ (۹۵) رام لنگم پلے بنام سداشیو پلے (۱۸۶۴ء) ۹ مور انڈین اپیلز - ۵۱ - تنکو بنام پورم دھن سنگھ (۱۸۶۹ء) ۱۲ ویکلی رپورٹ سول رولنگ ـــــ ۳۵۶ - (۲۸) الہ آباد ۱۷۰ کلکتہ ۶۹۳ - ۹ مدراس صفحہ ۵۳ (۱) مدراس صفحہ ۶۲ - (۱۵) الہ آباد (۳۲۷) - ۲ بمبئی ہائیکورٹ ۳۶۴ -
۴۶	"	۱۴۷ نوٹ ۱	پاپا بنام اپاراؤ (۱۶) مدراس صفحہ ۳۹۶ - ۳۹۷ -
۴۷	"	۱۵۳ نوٹ ۳	ششی ناتھ گھوش بنام کرشنا سندری داسی (۱۸۸۰ء) ۷ انڈین اپیلز ۲۵۵ (۶) کلکتہ ۳۸۸ - ۷ کلکتہ لاء رپورٹ صفحہ ۳۱۹ + ۵ کلکتہ - ۷۷ - اندرمنی چودھرانی بنام بہاری لال ملک (۱۸۷۹ء) ۷ انڈین اپیلز (۲۴) (۵) کلکتہ لاء رپورٹ ۱۸۳ - ۱ مدراس صفحہ ۹ - ۵ مدراس ۲۵۸ - ۲۶ [illegible] - ۱۱ بمبئی ۳۹۳ - ۳۹۴ - بنگال [illegible]

			لار پورٹ صفحہ ۱۵۱، ویکلی رپورٹ سول رولنگ ۳۰۰- بنگال صدر دیوانی عدالت بابتہ ۱۸۵۳ء صفحہ ۹۶-
۴۸	٢٠١	١٩۴ نوٹ ٣	بھونیشر دیوی بنام ایل کمل لاہری ۱۲ انڈین اپیلز ۱۳۷ کلکتہ ۱۷۸-۰ کلکتہ لارپورٹ ۱۰۴-۲ کلکتہ ۲۹۵ (۳) مورز انڈین اپیلز ۲۲۹- دھرم داس پانڈے بنام شام سندری دیوی (۹) ویکلی رپورٹر سول رولنگ ۴۳-۲۳ بمبئی ۲۵۰-۲۲ بمبئی ۵۵۱-۲۰ بمبئی ۲۵۰-۱۹ بمبئی ۳۳۱-۸ مدراس ہائیکورٹ ۱۰۸
۴۹	٢٠٩	٢٠۴ نوٹ ٦	بیریشور مکرجی بنام اردھ چندر رائے (۱۹) انڈین اپیلز ۱۰۱ (۱۹) کلکتہ صفحہ ۴۵۲-۲ مدراس ہائیکورٹ ۴۶۲ (۲۴) الہ آباد ۱۹۵-۳۲ انڈین اپیلز ۹۷-۲۸ الہ آباد ۴۸۸ (۱۰) کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۳۰ (۸) بمبئی لارپورٹ ۴۰۲-۳۱ الہ آباد (۵)
۵۰	٢١٠	٢٠٥ نوٹ ٣	مدہومتی دیوی بنام سرت پرشاد مکرجی (۳) انڈین اپیلز ۲۵۳-(۲۶) ویکلی رپورٹر سول رولنگ ۹۱-۲۷ انڈین اپیلز ۱۴۲ بابتہ ۱۹۰۰ء سیرٹ بنام سیرل-۲۴ مدراس ۲۱۲-۴ کلکتہ ویکلی نوٹس ۳۰۴
۵۱	″	٢٠٥ نوٹ ۴	۲۳ بمبئی ۱۷۴-۱ مدراس ۳۵۵-۲۰ بمبئی ۱۸۷- شام راؤ بنام دادا داس وینجی ۱۲ بمبئی ۳۰۲-
۵۲	٢١٢	٢١۴ نوٹ ۴	۴۰ کلکتہ ۹۸۰-۱۷ کلکتہ ویکلی نوٹس ۱۱۹۴-۵ بمبئی

نمبر	صفحہ	دفعہ	حوالہ
			لارپورٹ ۸۷۵۔
۵۳	۲۱۳	۱۶۶ نوٹ ۴	رن بہادر سنگھ بنام لکھو کنور ۷ کلکتہ لا رپورٹ ۲۷۰۔
۵۴	۲۱۵	۱۷۳ نوٹ ۱	اسٹیل بنام ویراسوامی (۱۸۹۰ء) ۱۵ مدراس ۴۸۶ دھرم کنور بنام بلونت سنگھ ۳۹ انڈین اپیلز ۱۴۲ ۳۴ الہ آباد ۳۹۸- ۱۶ کلکتہ ویکلی نوٹس ۵۷۶۔ ۱۴ بمبئی لارپورٹ ۴۸۵۔
۵۵	"	۱۷۳ نوٹ ۳	سنت اپیا بنام رنگپیا ۱۸ مدراس ۳۹۷- ۳۹ انڈین اپیلز ۲۴۲- ۳۴ الہ آباد ۳۹۸- ۱۴ بمبئی لارپورٹ ۴۸۵
۵۶	"	۱۷۳ نوٹ ۳	سداشیو موریشور گھاٹے بنام ہری موریشور ۱۱ بمبئی ہائیکورٹ ۱۹۰ دیاس چمن لال بنام دیاس رام چند ۲۴ بمبئی ۴۸۱- (۲۳) بمبئی لارپورٹ ۱۶۳- چنتو بنام دھونڈو ۱۱ بمبئی ہائیکورٹ ۱۹۲
۵۷	۲۱۶	۱۷۱ نوٹ ۲	وقوع نیت نوٹ (۲) انجام دہی رسومات نوٹ ۳ چودھری پدم سنگھ بنام کنور اودے سنگھ (۱۸۶۹ء) ۱۲ مور انڈین اپیلز ۳۵۶- ۲ بنگال رپورٹ (پریوی کونسل) ۴۰ اکشوری لال بنام چنی لال ۳۶- انڈین اپیلز صفحہ ۹ ۳۱- الہ آباد- ۱۱۶- ۱۳ کلکتہ ویکلی نوٹس ۳۷۰- ۱ بمبئی لارپورٹ ۱۹۶- لال کنور بنام چرنجی لال ۳۷ انڈین اپیلز (۱) وغیرہ
۵۸	"	" نوٹ ۳	امراؤ سنگھ بنام مہتاب کنور ۳ اگرہ ہائیکورٹ ۱۵۳ A
۵۹	"	۱۷۱ " ۴	معتقدات محولہ منزد (۵۷)
۶۰	"	۱۷۲ " ۵	اشرفت کنور بنام روپ چند (۳۰) الہ آباد ۱۹۴)

برج کشور داسی بنام سرپیاتھ بوس ۔ ۹ ویکلی نوٹس سول رولنگ ۔ ۱۰۴ ۔ گوور سنہ سنگھ بنام نیل مادھو سنگھ ۲۱ ویکلی رپورٹ سول رولنگ ۱۰۸ ۔

ضمیمہ (ب)

ڈائجسٹ نظایر مال من ابتدا ۱۳۱۸ف لغایۃ ۱۳۲۹ف

نمبر شمار	نام فریقین	خلاصہ مقدمہ	حوالہ
۱	۲	۳	۴
۱	بھاگما بنام سرکار عالی	(۱) زوجہ نواسہ کو تبنیت میں لے سکتی ہے (۲) زوجہ ایک کو تبنی لے تو بیوہ کیلین دوسرے کو تبنی لے نہیں سکتی۔ نوٹ ۔ نارائن شاستری اپنے باپ کے بعد فوت ہوا	مجموعہ ۱۳۱۸ف حصہ ابتدائی صفحہ ۷
۲	پچھمن راؤ بنام سرکار عالی	حصہ دار تبنی لیسکتا ہے اور ایسی صورت میں بقدر حصہ نذرانہ لیا جائیگا۔	مجموعہ ۱۳۱۸ف حصہ ابتدائی صفحہ ۸
۳	تما چاری بنام سرکار عالی	اراضی انعام مشروط الخدمتہ دیول ہو اور اسکی واگذاشت بحال ہوئی ہے ۔ خواہ بے سندی کیوں نہ ہو ایسی معاش کیلئے تبنیت منظور کیجا سکتی ہے صرف بے سندی معاش جو از قسم مدد معاش ہو اوس کے لئے تبنیت قبول نہ ہوگی۔	" حصہ ابتدائی صفحہ ۱۳

نمبر	نام مقدمہ	حکم	حوالہ
۴	ناراین بنام اندراؤ	اکلوتا بیٹا تبنی نہیں ہوسکتا۔ پیڑن میعاد داری بے سو ہے نواسہ مستحق تبنیت ہے۔	محبوب ۱۳۱۸ف حصہ ابتدائی ۱۴
۵	شاپا بنام	تبنی گیرندہ باوجود انقضاء مدت ۱۲ سالہ کوئی درخواست سررشتہ مال میں پیش نہیں کی اس لئے تبنیت نامنظور۔ نوٹ۔ یہ تبنیت باوجود ڈگری عدالت دیوانی نامنظور کی گئی،	ر حصہ مرافعہ صفحہ ۵۵
۶	رامکا بنام مینا	ایسے شخص کو تبنیت کی منظوری اجازت نہ ہوگی جسکے مقابلہ میں کسی شخص کو سولہ آنہ کی ڈگری عدالت دیوانی سے ملی ہو۔	ر حصہ مرافعہ صفحہ ۲۹۳
۷	شیویا بنام سرکار عالی	بے سندی معاش کیلئے تبنی لینے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔	محبوب ۱۳۱۸ف حصہ مرافعہ صفحہ ۳۱۳
۸	ناگما بنام سرکار عالی	انعام بے سندی ہے اسلئے تبنیت نامنظور۔ (نوٹ انعام مشروط الخدمت تھی۔	ر نظر ثانی صفحہ ۶
۹	شام بھٹ بنام سرکار عالی	انعامدار پر بے سندی و سندی دونوں معاش بحال ہیں اگر کوئی فرق اب نہیں ہے اسلئے تبنیت جملہ معاش کے لئے منظور	ر ر ر ۱۷
۱۰	ہیری بنام سرکار عالی	شہادت اثبات کے مقابلہ میں شہادت نفی قابل وقعت نہیں ہے۔	ر ر ر ۲۷
۱۱	سیتابائی بنام اندراؤ	نواسہ تبنی کیا جاسکتا ہے لیکن بے سندی معاش ہونے کی وجہ اس تبنیت کا اثر سوم درجے سندی [illegible] نہیں ہوسکتا [illegible] اسلئے	محبوب ۱۳۱۹ف مرافعہ صفحہ ۴۴

نمبر	نام	فیصلہ	حوالہ
		تبنیت منظور۔	
۱۲	ایسوبائی نبام سرکار عالی	تبنیت و وراثت وقت واحد میں کی جائے جبکہ تبنیت گیرندہ اثنائے کارروائی میں فوت ہو جائے۔	مجبوب ۱۳۱۹ف حصہ مرافعہ صفحہ رسالہ (۸)
۱۳	وینکٹ کشن راؤ نبام سرکار عالی	معاش بے سندی ہے۔ بہ موجب رزولیوشن نمبر۷ بابتہ ۱۳۰۳ف تبنیت نامنظور کیجائے	مجبوب ۱۳۱۹ف حصہ نظرثانی صفحہ ۳۱
۱۴	رگھناتھ راؤ نبام	تبنیت کے بعد صلبی فرزند پیدا ہو تو تبنیت منسوخ نہ ہوگی	۱۳۲۰ف حصہ ابتدائی ۱۰
۱۵	چن لپا نبام سرکار عالی	اگر سند عمل منسوخ کی نہیں ہے تو اس معاش کو سندی تصور کیا جائے۔	" " ۱۷
۱۶	میاگرراو نبام سرکار عالی	بیوہ ممبر خاندان مشترکہ تبنیت کرسکتی ہے	" نگرانی " ۱۱
۱۷	وینکٹ راما ریڈی نبام وینکٹ نارائن ریڈی	معاش سندی ہونا ثابت نہیں ہے اور معاش زمینداری کی تبنیت کیلئے سند لازمی ہے اس صورت میں تبنیت کی استدعا لائق التفات نہیں ہے متوفیہ کی وراثت نارائن ریڈی کے نام منظور	" نظرثانی " ۳۷
۱۸	جیل گوپالم نبام سرکار عالی	تبنیت نامنظور۔ کیونکہ وقوع تبنیت کے بعد ۲۰ سال تک زندہ رہ کر درخواست اجازت پیش نہیں کی۔	مجبوب ۱۳۲۰ف حصہ نظرثانی ص ۲۶
۱۹	شیوا رامیا نبام نبام میشا	جو تبنیت منظورہ سرکار نہیں ہے وہ قابل تسلیم نہیں ہے	مجبوب ۱۳۲۱ف حصہ نگرانی ص ۲۵
۲۰	راما نبام لچھمی سرکار عالی	ہمشیرزادہ کی تبنیت جائز ہے	مجبوب ۱۳۲۲ف حصہ مرافعہ ص ۲۶
۲۱	رتنابائی نبام گنگ گنگو	تبنیت غیر منظورہ ہے جس سے اوسکے حقوق نظرانداز کیے گئے	مجبوب ۱۳۲۲ف حصہ مرافعہ ص

۲۲	نرسنگراؤ بنام برسنگو	متبنی لڑکا فوت ہوا کارروائی ختم کی گئی	محبوب ۲۳ ف حصہ مرافعہ ۲۰۹
۲۳	نارائن وینکٹ راؤ بنام ناگوکرشناجی	کارروائی وراثت کے وقت متبنی بھی رجوع ہوکر اپنے استحقاق و تبنیت کو ثابت کرسکتا ہے۔	" حصہ مرافعہ صفحہ ۲۴۱
۲۴	+	بے سندی معاش کیلئے تبنیت منظور نہیں ہوسکتی	محبوب ۲۴ ف ابتدائی ص ۹
۲۵	+	عمزاد بیٹے کی تبنیت جائز ہے۔	" حصہ ابتدائی " ۱۱
۲۶	پاپ ریڈی بنام رام ریڈی	وینکما نے متبنی کیا۔ درخواست منظوری پیش کرنے کے قبل فوت ہوچکی گواہ بھی دوسرے موضع کے باشندے ہیں۔ لیکن اون کی شہادت باوقعت ہے لہذا تبنیت منظور۔	" " مرافعہ ۲۲۱
۲۷	رام بھٹ بنام نارائن بھٹ	درخواست منظوری پیش ہونے کے بعد قبل تکمیل کارروائی درخواست گزار فوت ہوجائے تو کارروائی میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا لہذا تبنیت منظور۔	" حصہ نگرانی صفحہ ۹
۲۸	راجیسراؤ بنام سرکار عالی	بے سندی معاشوں کی تبنیت منظور نہیں ہوسکتی لیکن جبکہ حقیقی بھتیجہ کو متبنی لیا گیا ہے تو اس بنا پر تبنیت کے منظوری میں تامل ضروری نہیں ہے	" نظر ثانی ص ۳۲
۲۹	کنڈھلی رسیلوں [illegible] بنام سرکار عالی	متبنی صلبی بیٹے کے برابر [illegible] خاندان [illegible] جائز ہے	[illegible] ص ۳۵

۳۰	ویکیا بنام سنیا چاری	جس معاش کے بحالی کیلیے سند لازمی نہیں ہے اوس کیلیے تبنیت کی منظوری دیجاسکتی ہے چونکہ یہ معاش بربنا رخدمت وقبضہ بہ صیغہ نظر ثانی دوآبحال ہے اور اسکے لئے سند لازمی نہیں ہے لہذا تبنیت منظور	محبوب ۳۵ ف حصہ مرافعہ ص ۱۸۵
۳۱	رنگ اوبنام ایکا	قوم شودر بلا اجازت شوہر تبنی لے سکتی ہے خاندان منقسمہ ہے لہذا تبنیت منظور	" حصہ مرافعہ ص ۷۰
۳۲	وینکٹا چاری بنام سرکار عالی	معاش انعامی بعنوان خیرات دوآبحال ہے اس معاش کے لئے سند لازمی نہیں ہے لہذا تبنیت منظور	محبوب ۳۶ ف حصہ مرافعہ ص ۴۹
۳۳	وشوناتھ بنام سرکار عالی	مراسلہ محکمہ سرکار ۱۰۸۱۶ مورخہ ۱۸ اسفندار ف کے لحاظ سے بے سندی معاش کی تبنیت ناجائز ہے لیکن معاش زیر بحث دوام کیلئے بحال ہوئی ہے لہذا تبنیت منظور	" حصہ مرافعہ ۱۳۸
۳۴	رنگا چاری بنام سرکار عالی	فیصلہ نظر ثانی خود رعایت پر مبنی ہے لہذا تبنیت بوجہ اس کے کہ معاش بے سندی ہے نامنظور کیجاتی ہے۔	" " ۸۶
۳۵	کرپا بنام منایائی	ہم گوتر لڑکا ہو تو اجازت شوہری لازمی نہیں شودروں کے لئے بھی اجازت شوہری لازمی نہیں لہذا تبنیت منظور۔	" " ۱۸۱
۳۶	رامکا بنام تیا	تبنی نامنظور۔ کیونکہ اس کے دطن کیلئے ۱۲ کی ڈگری دوسری عورت کو ملی ہے۔	" نظر ثانی ص ۱
۳۷	پیما بنام سرکار عالی	تبنی منظور۔ سرکاری تبنی ہے بلا اجازت تبنی لیا جائے تو اس کی منسوخی لازمی ہے	" " ۳۰

۳۸ نرسہواں راو بنام بھیمی نرسہواں راؤ	تبنی شوندہ ہم گوتر ہے لہذا تبنیت کی اجازت دی جاتی ہے۔	مجبوب سنہ ۱۳۲۶ف حصۂ مرافعہ صر ۱۹۱
۳۹ الشونت راؤ بنام سرکار عالی	چونکہ منظوری تبنیت سے سرکاری نقصان نہیں ہے لہذا تبنیت منظور	" حصہ نگرانی صر ۱۸
۴۰ ونکیش گنیش بنام جیوبائی	بہ لحاظ منظوری سرکار عظمت مدار عمل کیا گیا۔	" حصہ نظر ثانی صر ۴
۴۱ ہری شاستری بنام سرکار عالی	مشروط الخدمت بے سندی معاش کے لئے تبنیت منظور۔ بقیہ انعامات کے لئے نامنظور	مجبوب سنہ ۱۳۲۸ف حصہ مرافعہ ص ۵۶
۴۲ کوٹہ وینکما بنام یلاریکی	شوہری اجازت ثابت نہیں ہوکر تحقیقا ہو	مجبوب سنہ ۱۳۲۹ف مرافعہ صر ۱۲۱
۴۳ گوپیا بنام سرکار عالی	معاش مشروطی کے لئے تبنیت منظور۔ مدد معاش کے لئے (جو تا حیات تھی) تبنیت نامنظور البتہ اوس کا پٹہ تبنی کے نام کیا جائے۔	" صر ۵

ضمیمہ (ج)

دستور العمل اقتدارات بابتہ تصفیہ مقدمات انعام و منظوری وراثت ہائے معاشداران

(منسلکہ گشتی محکمہ سرشتہ بابتہ ۱۳ آذر ۱۳۲۲ف م ۳ رجب ۱۳۳۲ھ)

تمہید چونکہ مناسب ہے کہ عہدہ داران سرشتہ انعام و سرشتہ مال کے اقتدارات متعلق فیصلہ مقدمات انعام و منظوری وراثت معاشداران کے متعلق [illegible] اقتدارات میں ترمیم کیجائے لہذا

به حصول منظوری اعلیحضرت قوی شوکت احکام ذیل بطور دستور العمل صادر فرمائے جاتے ہیں۔

تعریفات | باغراض دستور العمل ہذا

الف مفہوم لفظ جاگیر میں "اگرہارات" اور وہ جملہ مواضعات شامل ہونگے جو بطور معافی عطایا کوئی حصہ محاصل بہ سرکار یا قرار داد حق مالکانہ سرکار دئے گئے ہوں بشرطیکہ وہ مقطعہ جات نہ ہوں۔

ب "سمستان" سے وہ علاقہ مجموعی چند دیہات کا متصور ہوگا جو بقرر پیشکش سرکار نے بعض راجاؤں و زمینداروں کو سپرد کر دیا ہے۔

ج مفہوم لفظ (مقطعہ) میں اراضی مقطعہ اور وہ مواضع شریک ہونگے جس کا ایک حصہ محاصل واجب الاخذ بہ سرکار قرار دیا گیا ہو اور یہ دو قسم کے ہیں۔

(۱) بالمقطعہ جس کا پن معین ہو (۲) مقطعہ جس کا پن ایسا محاصل ہو جو بطور حصہ محاصل سرکار میں دیا جاتا ہو مثلاً ایک ثلث۔ دو ثلث یا ربع۔ نوٹ۔ املیا مقطعہ میں شریک ہیں

د لفظ "اراضی انعام" میں وہ قطعات اراضی شامل ہونگے جن پر کوئی حصہ سرکاری قایم نہ ہو یا بعض اشکال میں کوئی حصہ سرکاری قایم کیا جائے اور نیز ان میں اراضی سیری و چاورات و بیٹ مانیہ۔ و ہڈولہ و ساورم وغیرہ بھی داخل ہونگے۔

(ہ) لفظ "ڈپٹی کمشنر" میں اول تعلقداران اضلاع بھی داخل ہیں بشرطیکہ ان کا مفوضہ ضلع کسی خاص ڈپٹی کمشنر کے مفوض نہ ہو۔

التزام پابندی ضوابط و احکام نافذہ | ف ۱ ان اقتدارات کے نفاذ میں جو بروئے دستور العمل ہذا کسی عہدہ دار کو حاصل ہوں جملہ ضوابط و احکام نافذہ متعلقہ دریافت انعام و عدالت کی پابندی لازم ہوگی۔

منظوری اعلیحضرت | ف ۲ ابواب ذیل میں مدار المہام سرکار عالی مفصل کیفیت اپنی رائے کے ساتھ پیش کر کے اعلیحضرت کی منظوری حاصل کرینگے۔

(الف) بحالی [illegible]

(۱) جاگیرات وسمتان سے متعلق خواہ کسی قدر خفیف محاصل ہی کیوں نہ ہو۔

(۲) مقطعہ جات سے متعلق جنکی آمدنی (بعد وضع حصہ سرکاری) سالانہ عـــــہ سے زاید ہو

(۳) نقدی سے متعلق زاید از سالانہ پانسو روپیہ فی مقدمہ

(ب) وراثت وتبنیت

کل سمتانات کے وراثت وتبنیت کی منظوری اور ایسے جاگیرات کی وراثت یا تبنیت کی منظوری جن کا سالانہ محاصل ایک ہزار روپیہ سے زاید ہو۔

اقتدارات مدارالمہام سرکار عالی

ف ۳ مدارالمہام سرکار عالی مجاز ہونگے کہ بہ صیغہ دریافت انعام

(الف) اراضی انعام زاید از دو ہزار روپیہ سالانہ محاصل بلا کسی حصر و تعین حدود کے اپنے اقتدار سے بحال یا ضبط و شریک خالصہ کریں۔

(ب) مقطعہ جات وغیرہ تا محاصل عـــــہ سالانہ فی مقدمہ بعد وضع حصہ سرکاری

(ج) نقدی سالانہ تا پانسو فی مقدمہ

بہ صیغہ وراثت وتبنیت

(۱) مقطعہ جات واراضی انعام ونقدی کی وراثت وتبنیت سے متعلق بہ پابندی شرائط فیصلہ انعامی بلا تعین حدود اقتدار فیصلہ قطعی حاصل ہوگا۔

(۲) جاگیرات کی وراثت یا تبنیت کی منظوری جن کا محاصل یکہزار سالانہ سے زاید نہ ہو

اقتدارات معین المہام مال

ف ۴ معین المہام مال مجاز ہونگے کہ کسی مقدمہ اراضی ونقدی میں فیصلہ انعام ومنظوری ووراثت وتبنیت صادر کریں بشرطیکہ

(۱) فی مقدمہ دریافت ابتدائی انعام میں اراضی متدعویہ کا محاصل سالانہ عـــــہ اور نقدی دو سو سے زاید نہ ہو

(۲) اور وراثت وتبنیت میں اراضی کا محاصل سالانہ عـــــہ اور نقدی [illegible]